میں کب اور کس طرح گھر سے باہر جا سکتی ہوں؟

خود ہی پڑھ کر فیصلہ کر لیجئے

حضرت مولانا مفتی محمد امجد صاحب دامت برکاتہم فاضل دیوبند

خلیفہ ومجاز

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرکز التوحید والاحسان

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ اختریہ

١ آزادول، جوہانسبرگ، جنوبی افریقہ

٢ گلستان اختر، مانکی، دیوبند، انڈیا

«إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَأَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ» (مشکوٰۃ: ۲۸۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھ لے، رمضان شریف کے روزے رکھ لے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر لے، اور اپنے شوہر کی صحیح معنی میں اطاعت کر لے، تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

میں کب اور کس طرح گھر سے باہر جا سکتی ہوں؟

خود ہی پڑھ کر فیصلہ کر لیجیے

مؤلف: حضرت مولانا مفتی محمد امجد صاحب دامت برکاتہم فاضل دیوبند

خلیفہ و مجاز

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

زیر اہتمام:

مرکز التوحید والاحسان

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ اختریہ

❶ آزادول جوہانسبرگ جنوبی افریقہ

❷ گلستان اختر، مانکی، دیوبند، انڈیا

ٹیلی گرام : https://t.me/mtwas

ویب سائٹ : www.tawheedoehsaan.org

ضروری تفصیلات

نام کتاب : میں کب اور کس طرح گھر سے باہر جا سکتی ہوں؟

مؤلف : حضرت مولانا مفتی محمد امجد صاحب دامت برکاتہم

اشاعتِ دوم : ستمبر ۲۰۲۰ء، محرم الحرام ۱۴۴۲ھ

تعداد : ۱۱۰۰

ناشر : مرکز التوحید والاحسان خانقاہ امدادیہ اشرفیہ اختریہ

ملنے کا پتہ : ❶ آزادول، جوہانسبرگ، جنوبی افریقہ

❷ گلستانِ اختر، مانکی، دیوبند، انڈیا

مؤلف کی چند دیگر تالیفات

۱۔ عرفانِ محبت شرح فیضانِ محبت (۳ جلدیں)

۲۔ ہم اپنے شب و روز کیسے گزاریں؟

۳۔ بس آپ اتنا کر کے تو دیکھیے!

۴۔ معمولاتِ یومیہ

۵۔ حرام تو کھایا، مگر کیا کھویا اور کیا پایا؟

۶۔ اگر ہم نے سودی لین دین نہ چھوڑا تو؟

۷۔ ہم بہنوں اور یتیموں کو میراث کیوں نہیں دیتے؟

۸۔ تُحْفَةُ الْمُخْلِصِيْن وَتَنْبِيْهُ الْمُرَائِيْن

۹۔ تُحْفَةُ السَّالِكِيْن

۱۰۔ پھر شفاء کیوں نہ ملے گی؟

۱۱۔ میں کب اور کس طرح گھر سے باہر جا سکتی ہوں؟

۱۲۔ حضرت! دعا فرما دیجیے

۱۳۔ مجالسِ اعتکاف کشمیر (زیرِ طبع)

۱۴۔ لیجیے جنت کے ٹکٹ لیجیے (زیرِ طبع)

۱۵۔ تَرْبِيَةُ السَّالِكِيْن (اصلاحی خطوط کے جوابات) (زیرِ طبع)

۱۶۔ آہ! میری بیٹی کالج کیا گئی کہ ہاتھوں سے نکل گئی (زیرِ طبع)

انتساب

احقر کے جملہ بیانات اور تصنیفات وتالیفات

اکابری ومشائخ

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ

اور مسیح الامت حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ

کے فیوض وبرکات کا مجموعہ ہیں۔

☆ ☆ ☆

تقریر ہو تحریر ہو فیضان ہے سب آپ کا
الفاظ گو میرے سہی فرمان ہے سب آپ کا
خلوتیں یا جلوتیں مرہون ہیں سب آپ کی
یہ میرا سوزِ دروں احسان ہے سب آپ کا (از مؤلف)

اصلاحی خطوط اور مشوروں اور بیانات کے حصول کے لیے:
+27 63 202 3227

کتابوں کے حصول کے لیے:
+92 335 3541400

فہرست عنوانات

پیش لفظ ۹

دشمنانِ اسلام عورتوں کی ملازمتوں اور نوکریوں کی آڑ میں کیا چاہتے ہیں؟ ۹

قرآن کی آیاتِ محکمات مسلمان عورتوں کو کیا دعوت دیتی ہیں؟ ۱۰

کیا کوئی مسلمان حضور ﷺ کو بھی شدت پسند اور رنگ نظر کہنے کی جرأت کر سکتا ہے؟ ۱۰

آیاتِ قرآنیہ ۱۲

اے مسلم عورتو! اپنے گھروں میں جمی رہو ۱۲

آج کل کے خوبصورت برقعے۔ از حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵

احادیثِ نبویہ ۱۷

عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے ۱۷

قابلِ توجہ بڑی اہم بات ۱۸

صحابیہ نے نماز کیلئے مسجد جانے کا شوق چھوڑ کر حضور ﷺ کے مشورہ کے مطابق پوری زندگی گھر میں نماز پڑھی ۱۹

عوام وخواص سب کے لئے اہم سبق ۲۰

اب آپ خود ہی غور فرمالیں! ۲۰

فرمانِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ اگر حضور ﷺ عورتوں کی اِس وقت کی ایجاد کردہ چیزوں کو دیکھ لیتے تو ان کو مسجد میں آنے سے ضرور روک دیتے ۲۱

خیر القرون میں عورتوں کو جمعہ کے دن مسجد سے نکالا جا رہا ہے ۲۱

عورتوں کا گھر میں بیٹھ کر اپنی دینی ذمہ داریوں کو پورا کرنا جہاد کے برابر ہے ۲۲

پھر تو ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا گھر سے نہیں نکلیں، یہاں تک کہ لوگوں نے ان کا جنازہ نکالا ۲۳

عورت کے لئے سب سے بہتر کون سی چیز ہے؟ ۲۴

موجودہ دور کی عریانی اسلام کی نظر میں جاہلیت کا تبرّج ہے، ۲۵

جس سے قرآنِ کریم نے منع فرمایا ہے ۲۵

سوائے شدید اضطراری مجبوری کے عورت گھر سے باہر نہیں نکل سکتی ۲۶

آخر وہ ضرورت ہے کیا؟ جس سے عورت باہر نکل سکتی ہے ۲۶

عورت کا سامنے سے آنا اور پیٹھ پھیر کر جانا، دونوں شیطان کی صورت میں ہوتے ہیں ۲۷
اے مردِ مؤمن! کیا تونے کبھی یہ سوچا؟ ۲۸
مردوں کا اپنی خاتون سکریٹری کے ساتھ آفس میں تنہا ہونا ۲۹
نفس و شیطان کا ایک بڑا دھوکہ ۳۱
"ہم تو رات دن عورتوں میں ہوتے ہیں، مگر ہمیں تو کچھ نہیں ہوتا"! ۳۱
اِسی سے ملتا جلتا احقر کے ساتھ پیش آمدہ ایک تاجر کا قصہ ۳۲
عقل و تجربہ کی وجہ سے وحیِ الٰہی کو جھٹلانا ایک سچے مسلمان کی شان نہیں ہے ۳۳
جو یہ کہے کہ "مجھے بے پردہ غیر محرم عورتوں سے مل کر کچھ نہیں ہوتا" وہ گویا اللہ تعالیٰ کے جاہل ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے ... ۳۴
اپنی جوان بیٹیوں کو غیر محرم ڈرائیوروں کے ساتھ بھیجنے کا خطرناک انجام بھی سامنے رکھئے! ۳۵
نظر ایک زہریلا تیر ہے ۳۶
آمدم برسرِ مطلب ۳۷
ہماری یہ دلیل اللہ تعالیٰ کے یہاں چلنے والی نہیں ہے ۳۷
حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ۳۸
کیا محض نظر بازی وغیرہ سے جبکہ زنا نہ کرے، تب بھی آدمی ملعون ہو جاتا ہے؟ ایک شبہ اور اس کا ازالہ ۳۹
آنکھوں کے زنا کرنے اور بدنگاہی کی حقیقت۔ از: حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ۴۱
غیرت مند اور باحیا مردوں کی غیرت و حیا کہاں چلی گئی؟ ۴۳
کل بروزِ قیامت ہم سے ہمارے ماتحتوں کے بارے میں سوال ہوگا ۴۳
دیّوث آدمی کے لئے سخت وعید ۴۴
زیب و زینت کا لباس پہن کر مسجد میں آئی ہوئی ایک عورت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اظہارِ ناراضگی ... ۴۵
مرد و عورت کی الگ الگ ذمہ داریاں ان کی فطری تخلیق کے مناسبِ حال ہے ۴۶
اہلِ مغرب نے عورتوں کو گھروں سے نکالنے کے برے نتائج آنکھوں سے دیکھ لئے ۴۷
سابق صدر سوویت یونین میخائل گورباچوف کی "عورتوں کی گھر واپسی اسکیم" ۴۸
میخائل گورباچوف کی مذکورہ بالا اسکیم پر شیخ الاسلام حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کا تبصرہ ... ۵۰
اے مسلمانو! کہیں مغربی افکار کا یہ سیلاب ہمارا سب کچھ بہا کر نہ لے جائے ۵۱

بنی اسرائیل پر تباہی کے دروازے کھولنے والا پہلا فتنہ "عورت" ۵۲
بیش قیمت تحفوں کے چکر میں پھنس کر بلعم بن باعور نے اپنے دین و دنیا کو تباہ کرلیا ۵۲
گدھا بول اٹھا مگر بلعم کو عبرت نہ ہوئی، اور وہ عذابِ الٰہی میں پھنس گیا ۵۳
اے مسلمانو! ستّر ہزار بنی اسرائیل کی آناً فاناً موت کی جڑ اور بنیاد سیلز لیڈیز Sales Ladies تھیں ۵۴
زانی مرد و عورت کے قتل ہوتے ہی عذابِ خداوندی ٹل گیا ۵۵
بنی نوعِ آدم کے سب سے پہلے قتل کی بنیاد بھی یہی "عورت" تھی ۵۵
ہر ذمہ دار اور نگہبان قیامت کے دن جواب دِہ ہوگا ۵۷
عورت کی ذمہ داری گھر کے ساتھ مقید کرنے کی حکمت ۵۸
غور کیجئے کہ مردوں کے بڑے بڑے کارناموں کا اجر ۵۹
عورتوں کو گھر بیٹھے کیوں کر مل گیا؟ ۵۹
حضرتِ ہند بنت عتبہ اور حضرتِ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کو دیئے گئے جوابات میں یہ خاص اشارہ ہے کہ عورت دراصل گھر ہی کے کاموں کے لئے ہے ۶۱
عورت کے لئے جنت کتنی آسان! ۶۲
عورتوں کے پردہ سے متعلق اوپر کتاب میں ذکر کردہ آیات واحادیث کی روشنی میں علماء وفقہاءِ امت کے ارشادات ۶۴
کیا ہم واقعی شریعت کے ان احکام کو مانتے ہیں؟ ۶۵
بس اب آپ ہی سوچ کر بتایئے اور آج ہی سے فیصلہ کیجئے ۶۶
بوقتِ ضرورت عورتوں کے گھر سے باہر نکلنے کی شرائط وحدود وقیود ۶۸
حضرت فاطمہ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اور پردہ کے بارے میں ان کا اعلیٰ درجہ کا عمل ۷۱
اجنبیوں سے بوجہ فتنہ چہرہ کا پردہ لازم ہے۔ از مفتی رشید احمد لدھیانوی ؒ ۷۴
چہرہ کے پردہ کی اہمیت ایک مثال کے ذریعہ سمجھئے ۷۴
شادی کے لئے "چہرہ" کی اہمیت ہے، تو پردہ کے لئے کیوں نہیں؟ ۷۵
شریعت کا منشاء یہ ہے کہ عورتیں گھر ہی میں رہیں۔ امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ گرامی ۷۶
عورت کا گھر کی چہار دیواری میں رہنا اس کی اصل فطرتِ نسوانی کے مطابق ہے ۷۸

تفصیلی مضمون۔ از حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ ۷۸
بغیر پردہ عورتوں کا سر عام گھومنا سخت گناہ ہے ۸۰
کیا بیمار مرد کی تیمار داری عورت کر سکتی ہے؟ ۸۱
لیڈی ڈاکٹر کو ہسپتال میں کتنا پردہ کرنا چاہئے؟ ۸۱
لڑکوں کا عورت لیکچرار سے تعلیم حاصل کرنا ۸۲
صنفِ نازک اور مغربی تعلیم کی تباہ کاریاں ۸۲
عورتوں کا آفس میں بے پردہ کام کرنا ۸۵
مرد و عورت میں مساوات اور برابری کا دھوکہ دے کر عورتوں کو گھر سے باہر نکالا گیا ۸۵
مساوات و برابری کا صحیح مفہوم و مطلب ۸۶
مساوات کا بگڑا ہوا معنیٰ و مطلب ۸۷
آمدم بر سر مطلب ۸۹
ایک اردو اخبار کا تراشہ:۔ ”واپس لوٹ جاؤ“ ۹۰
ہم بھر پائے! ۹۲
عورتوں کا دکان پر بیٹھ کر تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ۹۳
عورت کا کمپنی میں ملازمت کرنا ۹۳
عورت کا عورت سے خرید و فروخت کرنا ۹۴
حجاج کو رخصت کرنے کے لئے عورتوں کا اسٹیشن اور ائرپورٹ جانا ۹۶
نوجوان لڑکیوں کا کار ڈرائیونگ سیکھنا کیسا ہے؟ ۹۶
عورتوں کا گھومنے کے لئے باہر نکلنا ۹۷
تنگ لباس پر تنبیہ ۹۹
چست لباس پہننا جائز نہیں ۱۰۰
فرمانِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ:۔ عورتوں کو گھروں میں چھپا کر رکھو ۱۰۱
خوشبو لگا کر مسجد آنے والی عورت کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کیا کہا؟ ۱۰۲
آج فتنوں کے دور میں عورتوں کا کریم پاؤڈر اور خوشبو لگا کر باہر نکلنا ۱۰۲

حماموں، تالابوں، سوئمنگ پولوں اور سمندر کے کناروں پر غسل کرنے کے احکام ۱۰۳
ایسے مقامات پر عورتوں کو بدن پر کپڑا ڈال کر بھی نہانے کی شرعاً اجازت نہیں ۱۰۴
آہ! یورپ کے بے شرموں کی نظر فریبی اور عشق بازی کے مقامات پر آج کا مسلمانی کا دعویٰ کرنے والا بھی موجود نظر آتا ہے ۱۰۵
بعض علاقوں کے تالابوں پر مردوں اور عورتوں کا بے پردہ نہانا بالکل غیر اسلامی چیز ہے ۱۰۶
نفس و شیطان کا ایک بڑا دھوکہ۔ ارے بھائی! اصل تو دل کا پردہ ہے، دل صاف ہونا چاہئے ۱۰۷
"دل صاف ہونا چاہئے" کا ایک جائزہ ۱۰۷
دل کی صفائی و سلامتی نظر کی صفائی و سلامتی کے بغیر ممکن نہیں ہے ۱۰۹
جو مچھلی جال کے قریب آئے گی، خطرہ ہے کہ وہ جال میں نہ پھنس جائے ۱۱۰
حکایت۔ شیطان کا وہ جال جس کی فتنہ سامانی اور سحر انگیزی کا خود شیطان نے اقرار کیا ۱۱۱
نئی قسم کا گھر سے باہر نکلنا، یعنی خواتین کا گھر میں رہتے ہوئے بھی گھر سے باہر اور بے پردہ ہونا ۱۱۸
ہمارے حضرتِ والا رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ (پیرانی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا) کا عبرت انگیز واقعہ ۱۱۹
پردہ نہ کرنے والوں کے چند عبرتناک قصے ۱۲۰
پہلا واقعہ ۱۲۱
دوسرا واقعہ ۱۲۱
تیسرا واقعہ ۱۲۱
چوتھا واقعہ ۱۲۲
نظر بازی کے فتنہ نے بڑے بڑوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ۱۲۲
تبلیغی و اصلاحی پروگراموں میں عورت کا گھر سے باہر نکلنا ۱۲۷
تتمۂ کتاب۔ اس بے حیائی و عریانی کے سیلاب سے ہم کیسے بچیں؟ ۱۲۸
ایک اہم سوال اور اس کا تفصیلی جواب ۱۲۸
امورِ عشرہ برائے حفاظت از فتنِ منتشرہ ۱۳۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

دشمنانِ اسلام عورتوں کی ملازمتوں اور نوکریوں کی آڑ میں کیا چاہتے ہیں؟

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، اَمَّا بَعْدُ:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ {آل عمران:۱۰۰}

اے ایمان والو! اگر تم بعضے اہلِ کتاب کا کہا مانو گے تو وہ تم کو ایمان لانے کے بعد پھر سے کافر کر دیں گے۔

میری مسلمان ماؤ اور بہنو! آج آپ کو ایک زبردست پُرفریب اور سنگین حملے کا سامنا ہے جو دشمنانِ اسلام کی طرف سے آپ کو آپ کے مضبوط قلعے اور محفوظ گھر سے باہر نکالنے کی خاطر کیا جا رہا ہے۔

یہاں تک کہ بعض دشمنانِ دین نے یہ کہا کہ "ہمیں چاہئے کہ ہم عورتوں کو نوکریوں اور ملازمتوں پر لگائیں، جس دن وہ اس غرض سے ہماری طرف ہاتھ بڑھائیں گی، ہم ان کو حرام کاری میں مبتلا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور دین کی فتح و کامیابی کے لئے کوشش کرنے والوں کا لشکر شکست خوردہ ہو کر تتر بتر ہو جائے گا۔"

اور ایک دوسرے دشمنِ خدا نے کہا کہ:- "شراب کا جام اور حسین و جمیل بدکار دوشیزہ امتِ محمدیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں وہ اثر رکھتی ہے جو ہزاروں توپیں نہیں رکھتیں، لہٰذا اسے مادہ اور شہوت و جنس کی محبت میں غرق کر ڈالو۔"

پس اے مسلمان خواتین! ان دشمنوں سے بچ کر رہو اور ان کے اٹھائے ہوئے شکوک و شبہات اور ان کے بلند بانگ دعووں سے دھوکہ مت کھاؤ۔ دین کے جن اہم مسائل میں دشمنانِ اسلام شکوک و شبہات پیدا کرنا چاہتے ہیں، اور انہیں ختم کر دینا چاہتے ہیں، ان میں سرفہرست "مسئلہ حجاب" ہے۔

یہاں تک کہ بعض دشمنوں نے کہا کہ:- "اہلِ مشرق کی حالت اس وقت تک ٹھیک نہیں ہو سکتی، جب تک کہ عورتوں کے چہروں سے پردہ اٹھا کر قرآن شریف پر نہ ڈال دیا جائے"۔ وَالْعِيَاذُ بِاللهِ مِنْ ذٰلِكَ.

قرآن کی آیاتِ محکمات مسلمان عورتوں کو کیا دعوت دیتی ہیں؟

لیکن ان دشمنوں کو کامیابی کہاں مل سکتی ہے؟ جبکہ اللہ تعالیٰ نے پردہ کے بارے میں بہت سی آیات محکمات نازل فرمائی ہیں جن کی تلاوت قیامت تک ہوتی رہے گی۔ اور وہ ہمیشہ مسلمان عورتوں کو پردہ اور پاکدامنی کی دعوت دیتی رہیں گی۔

بس احقر راقم سطور اپنی مسلمان ماؤں اور بہنوں کے سامنے اسی موضوع سے متعلق چند قرآنی آیات اور نبوی احادیث کو جمع کر کے یہی بات بڑے دردِ دل کے ساتھ پیش کرنا چاہتا ہے کہ:-

اے میری قابلِ احترام ماؤ اور بہنو! جب اتنی کثیر آیات و احادیث میں مسلمان عورت کو گھر میں رہنے کی تاکید کی جارہی ہے اور بلا کسی شرعی حقیقی ضرورت کے گھر سے باہر نکلنے پر سخت فتنوں، لعنتوں اور مصیبتوں کے پیش آنے سے ڈرایا جارہا ہے، اور انداز بدل بدل کر ہمارے محسن و محبوب آقا جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ عورت کے گھر سے باہر نکلنے پر دنیوی و اخروی نقصانات کو خوب کھول کھول کر بیان فرما رہے ہیں، تو پھر ایک مسلمان کے لئے ان پر عمل نہ کر کے اپنی عقل اور رائے پر چلنے کی گنجائش کہاں باقی رہ جاتی ہے؟

کیا کوئی مسلمان حضور ﷺ کو بھی شدت پسند اور تنگ نظر کہنے کی جرأت کرسکتا ہے؟

مگر آہ! پھر بھی ہمیں بڑے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ آج کل مغربی ماحول سے متاثر اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کے نتیجہ میں بہت سے بظاہر دیندار لوگ بھی اس معاملے میں بڑے خراب اور فاسد خیالات کے حامل ہیں۔ اور ان کی نگاہوں میں عورت کا گھر سے باہر نکلی پھرنا، بلا تکلف ڈرائیونگ کر کے ادھر اُدھر گھومنا، اور باہر آفسوں اور دکانوں میں ملازمتیں کرنا، سب درست اور صحیح ہے، اور اس پر نکیر کرنے والوں کو وہ لوگ دین میں شدت اور تنگی پیدا کرنے کا طعنہ دینے لگتے ہیں، جو کہ اہلِ مغرب کی ایجاد کردہ بڑی خطرناک زہریلی اور دھوکہ سے بھری ہوئی اصطلاح و تعبیر ہے، جس کا مقصد کامل متبع سنت و شریعت دیندار مسلمانوں کو بدنام کرنا ہے، کہ دین پر چلنے کو شدت اور تنگی کا نام دیتے ہیں۔

میں اپنے مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آپ لوگ ذرا سوچ سمجھ کر یہ بتائیں کہ کیا کسی بھی مسلمان میں یہ جرأت ہے کہ نعوذ باللہ وہ حضور ﷺ پر شدت پسند یا تنگ نظر ہونے کا الزام لگائے؟

تو آخر جب کتاب میں ذکر کردہ تمام باتیں یا تو قرآنی آیات اور نبوی ارشادات ہیں، یا پھر ان دونوں سے ماخوذ و مستنبط مسائل صحیحہ ہیں، تو پھر اس کو تنگ نظری یا شدت پسندی کہنا کیا معنیٰ رکھتا ہے؟ اس بات کی سوائے اس کے اور کوئی حقیقت نہیں ہے کہ یہ شہوت پرستوں اور بے دینوں کی طرف سے اپنی نفسانی اغراض اور شہوانی جذبات کی تکمیل کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کی خاطر ان کی سوچی سمجھی ایک ایسی من گھڑت تعبیر ہے جس کے متعلق احقر بس اتنا عرض کرے گا کہ درحقیقت ان تعبیرات و اصطلاحات کے ذریعہ یہ اسلام کے دشمن بڑی آسانی کے ساتھ امتِ مسلمہ کو شہد میں زہر ملا کر پلا دیتے ہیں، اور دلوں کی گہرائیوں میں چبھ کر پیوست ہوجانے والے کانٹوں کو پھولوں کے گلدستوں میں سجا کر اس طرح پیش کرتے ہیں کہ ہمیں ان کے چبھنے کا احساس بھی نہ ہو، اور یہ ان کے سوچے سمجھے منصوبے ہیں کہ جن سے کتنے ہی افرادِ امت بغیر چھُری کے ذبح، یعنی ایمانی موت کا شکار ہو چکے ہیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

بندۂ ناچیز ربِّ کریم سے دعا گو ہے کہ حق تعالیٰ اس رسالہ کی بدولت تمام امتِ مسلمہ کی ماؤں، بہنوں، اور بالخصوص اسلام کی شہزادیوں، اور ان کے سرپرستوں پر راہِ حق واضح فرما کر ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمادے، اور مصنفِ کتاب اور اس کے تمام معاونین کے لئے اِس کتاب کو صدقۂ جاریہ بنادے۔ آمین.

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ

محمد امجد عفی عنہ

۱۸/ شوال المکرم ۱۴۴۰ھ، مطابق ۲۲/ جون ۲۰۱۹ء

مرکز التوحید والاحسان

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ اختریہ

❶ آزادول، جوہانسبرگ جنوبی افریقہ

❷ گلستانِ اختر، مانکی، دیوبند، انڈیا

آیاتِ قرآنیہ

اے مسلم عورتو! اپنے گھروں میں جمی رہو

①۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-«وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى». {الاحزاب:۳۳} یعنی اپنے گھروں میں رہو اور قرار پکڑو، اور زمانہ قدیم کی جاہلیت والیوں کی طرح دکھلاتی نہ پھرو۔ {معارف القرآن:۷/۱۴۲}

امام ابو بکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:-«وَفِيْهِ الدَّلَالَةُ عَلٰى أَنَّ النِّسَاءَ مَأْمُوْرَاتٌ بِلُزُوْمِ الْبُيُوْتِ، مَنْهِيَّاتٌ عَنِ الْخُرُوْجِ» یعنی اس آیت میں دلیل ہے اس بات کی کہ عورتیں اپنے گھروں سے چمٹی رہنے پر مامور ہیں، اور ان کو باہر نکلنے سے روک دیا گیا ہے۔[1]

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے پردہ کے متعلق دو باتیں معلوم ہوئیں:-

①۔اول یہ کہ اصل مطلوب عند اللہ عورتوں کے لئے یہ ہے کہ وہ گھروں سے باہر نہ نکلیں۔ان کی تخلیق گھریلو کاموں کے لئے ہوئی ہے، ان میں مشغول رہیں۔اور اصل پردہ جو شرعاً مطلوب ہے وہ "حجاب بالبیوت" (یعنی اپنے گھر کی چہار دیواری میں رہنا) ہے۔

②۔دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اگر بضرورت کبھی عورت کو گھر سے باہر نکلنا ہی پڑے تو زینت کے اظہار کے ساتھ نہ نکلے، بلکہ برقعہ یا جلباب (بڑی چادر) جس میں پورا بدن ڈھک جائے، وہ پہن کر نکلے۔جیسا کہ آگے اسی سورۂ احزاب کی آیت «يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ» {الاحزاب:۵۹} میں اس کی تفصیل موجود ہے۔[2]

---

[1] أحكام القرآن للجصاص: ۴۴۳/۳، تحقيق: عبدالسلام محمد علي شاهين، دار الكتب العلمية، بيروت

[2] معارف القرآن:ج۷، ص۲۱۷، از مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ معارف القرآن، کراچی.

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:-زمانۂ جاہلیت میں عورتیں باہر بے پردہ پھرتی تھیں اور مردوں کے درمیان اپنے زیب وزینت کی نمائش کرتی تھیں، تو یہی «تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ» ہے جس کا ذکر مذکورہ بالا آیت میں آیا ہے۔[1]

④-يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ {الاحزاب:۵۹}

اے پیغمبر! اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ (سر سے) نیچی کر لیا کریں اپنے (چہرے کے) اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں، اس سے جلدی پہچان ہو جایا کرے گی تو کوئی ان کو نہ ستائے گا۔[2]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنہ عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی حاجت اور ضرورت کی وجہ سے گھر سے نکلیں تو اپنے سر کے اوپر سے بڑی چادروں کو لٹکا کر اپنے چہرے کو چھپا لیا کریں۔ پھر فرمایا کہ ایک آنکھ کھلی رکھیں، وہ بھی ضرورت اور حاجت کے وقت، ورنہ اس کی بھی اجازت نہیں۔

اور "جلباب" وہ بڑی چادر ہے جو دوپٹہ کے اوپر بطور عباء یا چوغہ کے پہنی جاتی ہے، جس سے پورا بدن چھپ جاتا ہے۔ "جلباب" کی یہ تفسیر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔[3]

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "یہ صورت بھی باتفاق فقہاءِ امت ضرورت کے وقت جائز ہے، مگر احادیثِ صحیحہ میں اس صورت کے اختیار کرنے پر چند پابندیاں عائد کی گئی ہیں کہ:

---

[1] تفسير ابن كثير: ٤١٠/٦، تحقيق: سامي بن محمد سلامة، دار طيبة للنشر والتوزيع.
[2] معارف القرآن: ج۷، ص۲۳۰، از مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ معارف القرآن، کراچی.
[3] تفسير ابن كثير: ٤٨١/٦.

- خوشبو نہ لگائے ہوئے ہو۔
- بجنے والا زیور نہ پہنے ہوئے ہو۔
- راستہ کے کنارہ پر چلے۔
- اور مردوں کے ہجوم میں داخل نہ ہو۔

یہ درجہ "حجاب بالبرقع" (یعنی برقع کے ذریعے پردے میں رہنا) کہلاتا ہے۔[1]

۴۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:- وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۚ ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ {الاحزاب:۵۳}

اور جب تم ازواجِ مطہرات سے کچھ کام کی چیز مانگنے جاؤ تو مانگ لو پردے کے باہر سے۔ اس میں خوب ستھرائی اور پاکیزگی ہے تمہارے دل کو اور ان کے دل کو۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:- «وَيَدْخُلُ فِيْ ذٰلِكَ جَمِيْعُ النِّسَاءِ بِالْمَعْنَى، وَبِمَا تَضَمَّنَتْهُ أُصُولُ الشَّرِيْعَةِ مِنْ أَنَّ الْمَرْأَةَ كُلَّهَا عَوْرَةٌ، بَدَنَهَا وَصَوْتَهَا، فَلَا يَجُوْزُ كَشْفُ ذٰلِكَ إِلَّا لِحَاجَةٍ كَالشَّهَادَةِ عَلَيْهَا، أَوْ دَاءٍ يَكُونُ بِبَدَنِهَا»[2]

یعنی اس آیت کے عموم میں تمام دنیا کی عورتیں معنیً شامل ہیں۔ اور اصولِ شریعت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عورت پوری کی پوری چھپانے کی چیز ہے، اس کا بدن بھی اور اس کی آواز بھی۔ چنانچہ اس کا ظاہر کرنا اور کھولنا جائز نہیں ہوگا سوائے شدید ضرورت کے، جیسے کہ اس کی گواہی کے وقت، یا اس کے بدن میں کوئی بیماری ہو تو اس کے علاج کی غرض سے۔

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "اس آیت میں بھی اگرچہ سببِ نزول کے خاص واقعہ کی بنا پر بیان اور تعبیر میں خاص ازواجِ مطہرات کا ذکر ہے، مگر حکم ساری امت کے لئے عام ہے۔

---

[1] معارف القرآن: ج۷، ص۲۱۷۔

[2] تفسير القرطبي: ۲۰۸/۱۷، تحقيق: د/ عبدالله بن عبدالمحسن التركي، مؤسسة الرسالة، بيروت.

اس حکم کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر عورتوں سے دوسرے مردوں کو کوئی استعمالی چیز برتن یا کپڑا وغیرہ لینا ضروری ہو تو سامنے آ کر نہ لیں، بلکہ پردہ کے پیچھے سے مانگیں۔

اور فرمایا کہ یہ پردہ کا حکم مردوں اور عورتوں دونوں کو نفسانی وساوس سے پاک رکھنے کے لئے دیا گیا ہے۔"

تنبیہ:- مذکورہ بالا آیت کے متعلق حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑی قیمتی بات ارشاد فرماتے ہیں کہ "آج کے دور میں جبکہ ہر طرف فتنوں اور بے حیائیوں کا دور دورہ ہے، ہم میں سے کون ہے جو اپنے نفس کے متعلق صحابہ کرام کے پاکیزہ نفوس سے، اور اپنی عورتوں کے نفوس کی نسبت ازواجِ مطہرات کے نفوس سے زیادہ پاک ہونے کا دعویٰ کرے؟ اور یہ سوچ اور سمجھے کہ عورتوں کے ساتھ ہمارا اختلاط کسی خرابی کا موجب نہیں ہے"۔[1]

④۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:- «وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ». {النور:۳۱}

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے، کہ جو کھلا ہی رہتا ہے۔ اور اپنے دوپٹوں کو اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں۔

آج کل کے خوبصورت برقعے۔ از حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے پردہ کے احکام بیان فرمانے کا کس قدر اہتمام کیا ہے، فرماتے ہیں «وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ» کہ عورتیں اپنی زینت کو بھی ظاہر نہ کریں۔ اور قرآن میں زینت سے مراد لباس ہے، چنانچہ آیتِ کریمہ «خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ» کہ زینت کو اختیار کرو، اس میں تو سب مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس سے مراد لباس ہی ہے۔ اسی لئے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت «وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ» کی تفسیر یہی کی ہے۔

[1] معارف القرآن: ج ۷، ص ۲۰۰، از مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ معارف القرآن، کراچی۔

چنانچہ آج کل جو عورتیں خوب بن ٹھن کر اور بھڑکدار برقعہ اوڑھ کر باہر نکلتی ہیں، تو زینت کو تو برقعہ چھپالیتا ہے، مگر خود برقعہ میں ایسی چیَن بیل لگی ہوتی ہے کہ اس کو دیکھ کر دوسرے کا دل بے چین ہو جائے۔ واقعی وہ برقعہ ایسا ہوتا ہے جسے دیکھ کر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے اندر کوئی حور کی بچی ہوگی، گو منہ کھولنے کے بعد وہ چڑیل ہی کی ماں نکلے۔

تو شریعت نے ایسے برقعے اور زینت کے لباس کا ظاہر کرنا حرام قرار دیا ہے، پھر بھلا چہرہ اور گلا کھولنا کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟ جو کہ حسن و جمال کا مرکز ہے۔[1]

قارئینِ کرام! یہ ایک مجددِ زمانہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی بات ہے، غور و فکر کا مقام ہے کہ آج کل اس سلسلہ میں کس قدر بے رواہ روی ہے، اور عوام تو عوام، خواص بھی اس کا اہتمام نہیں کر پاتے کہ جب کبھی ان کی عورتوں کو کسی ضرورت سے گھر سے باہر نکلنا پڑے تو ایسے خوبصورت اور عمدہ لباس اور غضبناک بھڑکیلے اور مختلف رنگوں میں رنگے ہوئے برقعوں میں ملبوس ہو کر نکلتی ہیں کہ فاسق و فاجر لوگ اپنی شہوانی نگاہوں اور گندے خیالوں سے ان کو تکتے رہتے ہیں، اور دل ہی دل میں حرام لذتوں اور ناجائز مزوں کی سوچ میں ڈوبے رہتے ہیں، اور دل کے زنا کار بن جاتے ہیں۔

بھلا جس دین و شریعت میں اول تو عورتوں کو گھر سے نکلنے ہی سے روکا گیا ہو، اور پھر جو بوقتِ ضرورت نکلنے کی اجازت ہو، وہ بھی پھٹے پرانے اور میلے کچیلے کپڑوں میں اجازت دی گئی ہو، تو ایسے زرق برق، بھڑکیلے اور چمکدار برقعوں کو پہن کر نکلنے کی گنجائش کہاں ہوسکتی ہے؟

مگر آہ! کیا کہا جائے؟ اور کس کو کہا جائے؟ بس فتنوں کا دور دورہ ہے، ہر طرف بے دینی کی فضائیں ہیں۔ بس اللہ تعالیٰ ہی اپنی خصوصی حفظ و امان میں رکھے، اور ہم سب کو دین کی صحیح فہم دے کر اس پر عمل آسان فرمادے، اور دینی احکام میں غلط قسم کی اپنی نفسانی تاویلات و توجیہات سے ہماری مکمل حفاظت فرمائے۔

---

[1] پردہ کے احکام: ص ۱۵۳، از حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔

احادیثِ نبویہ

عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے

①۔عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ الْمَرْأَةَ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ، وَأَقْرَبُ مَا تَكُونُ مِنْ وَجْهِ رَبِّهَا وَهِيَ فِي قَعْرِ بَيْتِهَا»[1]۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے۔ اور بلاشبہ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے تو اسے شیطان تکنے لگتا ہے، اور اس کی تاک جھانک میں ہولیتا ہے۔

اور یہ بات یقینی ہے کہ عورت اُسی وقت سب سے زیادہ اللہ سے قریب ہوتی ہے جبکہ وہ اپنے گھر کے اندر رہوتی ہے۔

①۔اس حدیث شریف کے اندر ایک اہم بات تو غور کرنے سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی اصل حیثیت و مقام بتایا ہے کہ وہ چھپا کر رکھنے کی چیز ہے، جس طرح کہ ہر باحیا آدمی اپنا ستر چھپا کر رکھتا ہے اسی طرح عورت چھپا کر رکھنی چاہئے، اور جو عورت پردے سے باہر ہو جائے، اور گھر سے باہر پھرنے لگے تو سمجھ لو کہ وہ حدودِ نسوانیت سے باہر ہو چکی ہے۔

②۔دوسری اہم بات اس حدیثِ پاک میں یہ ارشاد فرمائی گئی ہے کہ جو عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف نظریں اٹھا اٹھا کر تاکنا جھانکنا شروع کر دیتا ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ جب عورت باہر نکلے گی تو شیطان کی یہ کوشش ہوگی کہ لوگ اس کے خد وخال اور حسن و جمال اور لباس و پوشاک پر نظریں ڈال کر لطف اندوز ہوں۔

---

[1] صحیح ابن خزیمة: ۸۱۳/۲، تحقیق: د/ محمد مصطفى الأعظمي، المكتب الإسلامي، بيروت.

۳۔ تیسری اہم بات یہ ارشاد فرمائی گئی ہے کہ عورت سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس وقت ہوتی ہے جبکہ وہ اپنے گھر کے اندر رہتی ہے۔ جن عورتوں کو اللہ کے قرب و نزدیکی کی طلب ہے وہ گھر کے اندر ہی رہنے کو پسند کرتی ہیں، اور حتی الامکان گھر سے باہر نکلنے سے گریز کرتی ہیں، چنانچہ آج تک شریف گھرانوں کی عورتیں اس کو اپنا معمول بنائے ہوئی ہیں، اس لئے وہ کبھی بازاروں اور سڑکوں پر دکھائی نہیں دیتی ہیں۔

قابلِ توجہ بڑی اہم بات

میری قابلِ احترام ماؤ اور بہنو! اگر کوئی شخص اپنے علاقہ اور قوم کا نہایت سچا آدمی ہو، اور آپ کا بڑا محسن و مخلص اور ہمدرد ہو، اور امانت دار بھی ہو، وہ آپ کو آکر یہ بتائے کہ تم فلاں راستہ سے مت جانا، کیونکہ اس راستہ میں تمہارا دشمن تمہارے پیچھے لگ جائے گا، وہ وہاں تمہاری تاک میں بیٹھا ہوا ہے، اور پوری کوشش میں ہے کہ کسی طرح تم پر حملہ آور ہو، اور تمہیں ہلاک و برباد اور ختم کر ڈالے۔

تو کیا ایسی صورتِ حال میں آپ اس راستہ سے گذریں گی؟ اور کیا وہاں سے گذرنے کا خیال بھی آپ کے دل میں آسکے گا؟

یقیناً آپ یہی کہیں گی کہ نہیں، ہرگز نہیں۔

بس یہاں بھی آپ یہی بات سوچ لیجئے گا کہ مخبر صادق ﷺ نے خبر دی ہے کہ بلاضرورتِ صحیحہ گھر سے نکلنے میں ہمارا سخت ازلی دشمن شیطان ہمارے پیچھے لگے گا، اور دینی اعتبار سے ہمیں تباہ و برباد کرنے کی پوری کوشش کرے گا، لہٰذا اس سے بچنے کی سخت ضرورت ہے۔

اور اس کا حل یہی ہے کہ اپنے گھروں کو اپنا مستقر و مسکن بنا کر رکھو، اور خواہ مخواہ بہانے بنا کر عنوان بعنوان گھر سے باہر نکلی نہ پھرو، محض ہماری ذہنی و خیالی ضرورتیں خدا تعالیٰ کے یہاں

ضرورت میں شمار نہ ہوں گی تو نکلنے کا گناہ ہوتا رہے گا، اور ہم بآسانی اغواءِ شیطانی کا شکار بن جائیں گے، اور گناہ کی وجہ سے ہمیں اللہ کا قرب کبھی بھی نصیب نہ ہوگا۔

صحابیہ نے نماز کیلئے مسجد جانے کا شوق چھوڑ کر حضور ﷺ کے مشورہ کے مطابق پوری زندگی گھر میں نماز پڑھی

④۔ عَنْ أُمِّ حُمَيْدٍ اِمْرَأَةِ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَكَ، فَقَالَ: «قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكِ تُحِبِّينَ الصَّلَاةَ مَعِي، وَصَلَاتُكِ فِي بَيْتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِي حُجْرَتِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي حُجْرَتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِي دَارِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي دَارِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِي مَسْجِدِي»، فَأَمَرَتْ، فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِي أَقْصٰى شَيْءٍ مِنْ بَيْتِهَا وَأَظْلَمِهِ، فَكَانَتْ تُصَلِّي فِيهِ حَتّٰى لَقِيَتِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ[1]۔

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت! مجھے بڑا شوق ہے کہ میں آپ کے پیچھے نماز پڑھا کروں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم ٹھیک کہتی ہو، لیکن تمہاری نماز تمہاری بند کوٹھری میں صحن کی نماز سے بہتر ہے، اور صحن کی نماز احاطہ کی نماز سے بہتر ہے، اور احاطہ کی نماز محلہ کی مسجد کی نماز سے افضل ہے، اور محلہ کی مسجد کی نماز ہماری مسجد (مسجدِ نبویؐ) میں آکر نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

چنانچہ حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا نے فرمائش کر کے اپنے کمرے (کوٹھے) کے آخری کنارے (کونہ) میں جہاں سب سے زیادہ اندھیرا رہتا تھا، مسجد (نماز پڑھنے کی جگہ) بنوائی، اور پوری زندگی

---

[1] الترغيب والترهيب للمنذري: ١٤٠/١، تحقيق: إبراهيم شمس الدين، دار الكتب العلمية، بيروت.

وہیں نماز پڑھتی رہیں، یہاں تک کہ ان کا وصال ہوا، اور وہ اپنے خدا کے حضور میں حاضر ہوگئیں۔

عوام وخواص سب کے لئے اہم سبق

قارئین کرام! اس حدیث پاک کے اندر ہمارے دور کی خواتین ماؤں اور بہنوں اور ان کے سرپرستوں کے لئے کتنا اہم سبق ہے کہ:

- ایک طرف تو مسجدِ نبویؐ ہے، جس میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔
- پھر خود نفسِ نفیس حضورِ اقدس ﷺ جیسے جلیل القدر پیغمبر کی امامت ہے۔
- اور دوسری جانب حضور ﷺ کے تربیت یافتہ نفوسِ قدسیہ کے حامل حضراتِ صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم جیسی ہستیاں مقتدی ہیں۔

تو ملاحظہ فرمائیں کہ کس کی امامت ہے اور کون مقتدی ہے؟ مگر نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ اے میری صحابیہ! اگرچہ تیری طبیعت تو یہ چاہ رہی ہے کہ تو میرے پیچھے مسجدِ نبویؐ میں نماز پڑھے، مگر میں یہ چاہ رہا ہوں کہ تو اپنے گھر کے اندر ہی رہ کر نماز ادا کیا کر۔

صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم تو آنحضرت ﷺ کے اشاروں پر جان چھڑکتے تھے، چنانچہ حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا نے اس بات کے سننے کے بعد اپنے گھر کے اندرونی حصہ میں بالکل ایک کونہ میں، جہاں ہمیشہ اندھیرا سا رہتا تھا، وہاں اپنے لئے نماز کی جگہ مقرر کروائی، اور اس کے بعد تاحیات مسجدِ نبویؐ یا محلہ کی مسجد کے بجائے وہیں پر نماز پڑھتی رہی، یہاں تک کہ اپنے رب سے جاملی۔

اب آپ خود ہی غور فرمالیں!

اب ہم خود ہی اپنے زمانہ کے فتنوں اور خرابیوں اور بے حیائیوں اور برائیوں کے پھیلاؤ کو دیکھ کر فیصلہ کرلیں کہ کیا ہماری عورتوں کو عنوان بعنوان ذرا ذرا سی باتوں میں اپنے گھروں سے

باہر گھومنے پھرنے، اور معمولی معمولی دنیوی کاموں کے لئے نکلنے کی کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟ اور یہ کہ حضور ﷺ کی اتنی اہم نصیحت کے بعد کیا ہمارے لئے اس معاملہ میں کسی شبہ کی ذرا بھی گنجائش باقی رہ سکتی ہے؟ یقیناً جواب یہی ہوگا کہ نہیں، ہرگز نہیں۔ پھر اس کے بعد بھی ہم بھٹکتے پھریں تو کیسی محرومی کی بات ہے؟ بس ہم میں سے ہر ایک کو اللہ ہی سے راہِ حق کی ہدایت اور اس پر استقامت کی دعا کرنی چاہئے۔ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ.

فرمانِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:- اگر حضور ﷺ عورتوں کی اِس وقت کی ایجاد کردہ چیزوں کو دیکھ لیتے تو ان کو مسجد میں آنے سے ضرور روک دیتے

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور عورتوں کی حالت میں تبدیلی رونما ہوئی، اچھے لباس، زینت، خوشبو وغیرہ کے استعمال کا رواج ہوا، تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان عورتوں کو جو مسجد میں آجاتی تھیں، منع فرمادیا۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو پسند فرمایا، کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ البتہ بعض عورتوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی شکایت کی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے سے اتفاق کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:- «لَوْ أَدْرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ، كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ»[1]۔

یعنی اگر حضور ﷺ ان باتوں کو دیکھتے جو اس وقت عورتوں نے ایجاد کرلی ہیں، تو آنحضرت ﷺ ان کو مسجد میں جانے سے روک دیتے۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کردیا گیا تھا۔

خیر القرون میں عورتوں کو جمعہ کے دن مسجد سے نکالا جارہا ہے

بخاری شریف کی شرح "عینی" میں ہے کہ:- «وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى

[1] صحيح البخاري: ج۱ ص۱۲۰ پ۴، صحيح مسلم: ج۱ ص۱۸۳.

عَنْهُمَا، يُقُوْمُ يَحْصِبُ النِّسَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يُخْرِجُهُنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ»[1]

یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ کے روز کھڑے ہو کر کنکریاں مارتے اور عورتوں کو مسجد سے نکالتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک اثر منقول ہے کہ:- كَانَ يُخْرِجُ النِّسَاءَ مِنَ الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَقُوْلُ: «أُخْرُجْنَ إِلَى بُيُوتِكُنَّ خَيْرٌ لَكُنَّ»[2]

جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عورتوں سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے کہ اے عورتو! تم یہاں مسجد سے نکل کر اپنے گھروں میں واپس جا کر نماز پڑھو، یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور یہ ہر جمعہ کے دن ان کا معمول تھا۔

تنبیہ:- اے مسلمانو! یہ سب احوال خیر القرون کے ہیں، جبکہ ہر طرف خیر و بھلائی اور امن وایمان کی فضائیں قائم تھیں، لوگوں میں عفت و پاکدامنی اور حیاء و شرم اعلیٰ درجہ میں پائی جاتی تھی۔ جبکہ آج کا حال یہ ہے کہ عوام کو تو چھوڑ دیں، خواص میں بھی اس میدان کے شہسوار بہت ہی کم باقی ہیں۔ اور ہر طرف بے حیائیوں اور زنا کاریوں کا بازار گرم ہے، اور زبان و کان اور قلب و نظر کے زنا کو تو کچھ گناہ ہی نہیں سمجھا جا رہا ہے، کیونکہ اب اس کی اتنی کثرت ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس گناہ کی قباحت ہی دلوں سے نکل چکی ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ. ایسے میں عورتوں کا گھروں سے نکلی پھرنے کو برا سمجھنا اور اس پر نکیر کرنا چہ معنیٰ دارد؟

عورتوں کا گھر میں بیٹھ کر اپنی دینی ذمہ داریوں کو پورا کرنا جہاد کے برابر ہے

۴۔ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جِئْنَ النِّسَاءُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِالْفَضْلِ وَالْجِهَادِ فِي سَبِيْلِ اللهِ فَمَا لَنَا عَمَلٌ

---

[1] عمدة القاري شرح صحيح البخاري: ٦/١٥٧، دار إحياء التراث العربي، بيروت.
[2] رواه الطبراني في المعجم الكبير: ٩/٢٩٤، تحقيق: حمدي عبدالحميد السلفي، مكتبة ابن تيمية، القاهرة.

تُدْرِكُ بِهِ عَمَلَ الْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّم: «مَنْ قَعَدَتْ - أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا - مِنْكُنَّ فِي بَيْتِهَا فَإِنَّهَا تُدْرِكُ عَمَلَ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ»[1]

خلاصہ یہ کہ ایک دفعہ کچھ عورتیں جمع ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مرد جہاد کر کے فضیلت میں ہم سے بڑھ گئے۔ آپ کوئی ایسا عمل بتایئے جس سے جہاد جیسی فضیلت ہمیں بھی حاصل ہو، ارشاد ہوا کہ "جو تم میں سے اپنے گھر میں بیٹھی رہے، اس کو جہاد جیسا اجر ملے گا۔" جہاد جیسی عبادت اور خدمتِ ملک و ملت کے مقابلے میں بھی عورتوں کو گھر میں بیٹھے رہنے کا حکم ہوا ہے۔[2]

پھر تو ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا گھر سے نہیں نکلیں، یہاں تک کہ لوگوں نے ان کا جنازہ نکالا

④۔ رَوَى هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: قِيلَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ: أَلَا تَخْرُجِينَ كَمَا تَخْرُجُ أَخَوَاتُكِ؟ قَالَتْ: «وَاللهِ لَقَدْ حَجَجْتُ وَاعْتَمَرْتُ ثُمَّ أَمَرَنِي اللهُ أَنْ أَقِرَّ فِي بَيْتِي، فَوَاللهِ لَا أَخْرُجُ». فَمَا خَرَجَتْ حَتَّى أَخْرَجُوا جِنَازَتَهَا.

وَقِيلَ إِنَّ مَعْنَى: {وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ} كُنَّ أَهْلَ وَقَارٍ وَهُدُوءٍ وَسَكِينَةٍ، يُقَالُ: وَقَرَ فُلَانٌ فِي مَنْزِلِهِ يَقِرُ وُقُورًا إِذَا هَدَأَ فِيهِ وَاطْمَأَنَّ بِهِ وَفِيهِ الدَّلَالَةُ عَلَى أَنَّ النِّسَاءَ مَأْمُورَاتٌ بِلُزُومِ الْبُيُوتِ مَنْهِيَّاتٌ عَنِ الْخُرُوجِ[3]

یعنی خلاصۂ کلام یہ کہ جب حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہا گیا کہ آپ کی دوسری

---

[1] البحر الزخار المعروف بمسند البزار: ٣٣٩/١٣، تحقيق: عادل سعد، مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة.

[2] فتاویٰ محمودیہ: ج۱۹، ص۱۷۴، از مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ، دار الافتاء جامعہ فاروقیہ، کراچی.

[3] أحكام القرآن للجصاص: ٤٧١/٣، تحقيق: عبد السلام محمد علي شاهين، دار الكتب العلمية، بيروت.

بہنیں تو گھر سے باہر آتی جاتی ہیں، مگر آپ بالکل گھر سے چمٹ کر بیٹھ گئی ہیں، گھر سے بالکل نہیں نکلتیں؟ تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے بڑا عجیب جواب ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے حج بھی کیا اور عمرہ بھی کیا، اور اس کے لئے گھر سے باہر نکلی، مگر اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی، «وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ» اے عورتو! اپنے گھروں میں قرار پکڑلو، اور جمی رہو، تو میرے اللہ نے مجھے گھر میں جمنے اور رہنے کا حکم دے دیا ہے، اس لئے اب تو خدا کی قسم! میں بالکل نہیں نکلوں گی، چنانچہ وہ اپنے اس عزم پر قائم رہیں، یہاں تک کہ موت کے دن ان کا جنازہ لوگوں نے گھر سے نکالا۔

اور بعض حضرات آیتِ بالا کا مفہوم یہ ذکر کرتے ہیں کہ یہ «وَقَرْ» سے ہے، یعنی اے مسلمان عورتو! اپنے گھروں میں اطمینان وسکون اور وقار کے ساتھ رہو، اور اس میں اس پر واضح دلالت ہے کہ عورتوں کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنے گھروں میں جمی رہیں، اور گھروں سے نکلنا ان کے لئے ممنوع ہے۔

عورت کے لئے سب سے بہتر کون سی چیز ہے؟

اِمام ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاءِ میں یہ حدیث نقل کی ہے:

⑤۔ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا خَيْرٌ لِلنِّسَاءِ؟» فَلَمْ نَدْرِ مَا نَقُوْلُ، فَسَارَّ عَلِيٌّ إِلٰى فَاطِمَةَ فَأَخْبَرَهَا بِذٰلِكَ فَقَالَتْ: فَهَلَّا قُلْتَ لَهُ: خَيْرٌ لَهُنَّ أَنْ لَا يَرَيْنَ الرِّجَالَ وَلَا يَرَوْنَهُنَّ فَرَجَعَ فَأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ: «مَنْ عَلَّمَكَ هٰذَا؟» قَالَ: فَاطِمَةُ، قَالَ: «إِنَّهَا بِضْعَةٌ مِنِّيْ»

وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّهُ قَالَ لِفَاطِمَةَ: مَا خَيْرٌ لِلنِّسَاءِ قَالَتْ: لَا يَرَيْنَ الرِّجَالَ وَلَا يَرَوْنَهُنَّ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «إِنَّمَا فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّيْ»[1]۔

---

[1] حلية الأولياء وطبقات الأصفياء لأبي نعيم الأصبهاني: ٢/ ٤٠ – ٤١، دار الكتاب العربي، بيروت.

ترجمہ:... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا: بتاؤ! عورت کے لئے سب سے بہتر کون سی چیز ہے؟ ہمیں اس سوال کا جواب نہ سوجھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے اُٹھ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، ان سے اسی سوال کا ذکر کیا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ لوگوں نے یہ جواب کیوں نہ دیا کہ ”عورتوں کے لئے سب سے بہتر چیز یہ ہے کہ وہ اجنبی مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ ان کو کوئی اجنبی مرد دیکھے“، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واپس آکر یہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جواب تمہیں کس نے بتایا؟ عرض کیا: فاطمہ رضی اللہ عنہا نے۔ فرمایا: فاطمہ آخر میرے جگر کا ٹکڑا ہے نا؟

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ: عورتوں کے لئے سب سے بہتر کون سی چیز ہے؟ فرمانے لگیں: یہ کہ ”وہ مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ مردان کو دیکھیں۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا تو فرمایا: واقعی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اِمام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مجمع الزوائد“ (ج:۹ ص:۲۰۳) میں بھی مسندِ بزار کے حوالے سے نقل کی ہے۔

موجودہ دور کی عریانی اسلام کی نظر میں جاہلیت کا تبرّج ہے، جس سے قرآنِ کریم نے منع فرمایا ہے

اور چونکہ عریانی قلب ونظر کی گندگی کا سبب بنتی ہے، اس لئے ان تمام عورتوں کے لئے بھی جو بے حجابانہ نکلتی ہیں اور ان مردوں کے لئے بھی جن کی ناپاک نظریں ان کا تعاقب کرتی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: «لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ».

ترجمہ:... اللہ تعالیٰ کی لعنت دیکھنے والے پر بھی اور جس کی طرف دیکھا جائے اس پر بھی۔

عورتوں کا بغیر صحیح ضرورت کے گھر سے نکلنا، شرفِ نسوانیت کے بھی منافی ہے، اور اگر انہیں گھر سے باہر قدم رکھنے کی ضرورت پیش ہی آجائے تو حکم ہے کہ ان کا پورا بدن مستور ہو۔

سوائے شدید اضطراری مجبوری کے عورت گھر سے باہر نہیں نکل سکتی

⑦۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيْسَ لِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ فِي الْخُرُوجِ إِلَّا مُضْطَرَّةً. وَفِيهِ: وَلَيْسَ لَهُنَّ نَصِيبٌ فِي الطُّرُقِ إِلَّا الْحَوَاشِيَ»[1]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورتوں کے لئے گھر سے باہر نکلنے میں کچھ حصہ نہیں، مگر یہ کہ مجبور و مضطر ہوں، (یعنی بغیر ضرورت و مجبوری کے عورت کو گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہئے۔) اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ عورتوں کے لئے راستوں میں چلنے کا کوئی حق نہیں، سوائے کنارہ پر چلنے کے۔ (یعنی اگر ضرورت کے تحت گھر سے نکلنا اور راستہ میں چلنا پڑے تو کنارہ پر چلیں)۔

آخر وہ ضرورت ہے کیا؟ جس سے عورت باہر نکل سکتی ہے

سوال:- یہاں اس مقام پر بھی اور کتاب میں کئی دوسرے مقامات پر بھی بار بار یہ بنیادی سوال ذہن میں آیا کرتا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ نے بے شک عورت کے گھر سے نکلنے کو بالکل پسند نہیں فرمایا، سوائے اس کے کہ اس کو کوئی واقعی و حقیقی ضرورت ہو، تو پھر اس کے لئے کچھ حدود و قیود اور چند شرطوں کے ساتھ نکلنے کی گنجائش رکھی ہے۔

تو سوال یہ ہے کہ آخر ضرورت کا معیار کیا ہے؟ یعنی شرعی طور پر جس ضرورت کی بنا پر

---

[1] رواه الطبراني في المعجم الكبير: ۱۷۲/۱۳، تحقيق: فريق من الباحثين، مكتبة ابن تيمية، القاهرة.

عورت گھر سے باہر نکل سکتی ہے، اس کا معیار و مدار کیا ہے؟ کیونکہ اصل بنیادی چیز یہی ہے۔

جب بھی ہم کسی باہر نکلنے والی اپنی ماں و بہن کو اس مسئلے کے بارے میں بتاتے ہیں تو وہ فوراً یہ کہہ دیتی ہے کہ میں تو ضرورت کی وجہ سے باہر نکلتی ہوں، اور ضرورت کی وجہ سے تو شریعت نے اجازت دی ہے، اسلئے میرا گھر سے نکلنا گناہ نہیں ہے۔ گویا ہر شخص نے اپنے حساب سے ضرورت کا مطلب سمجھا ہوا ہے۔

لہٰذا اس کی وضاحت بہت ہی اہم ہے کہ آخر شریعت کی نگاہ میں ضرورت سے مراد کیا ہے؟

جواب:۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سوال کا جواب ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

"....ضرورت اور مجبوری کا مطلب یہ ہے کہ اگر گھر سے نہ نکلیں تو غیر معمولی نقصان یا حرج لاحق ہوجائے، ایسی ضرورت میں تمام بدن چھپا کر برقع کے ساتھ گھر سے نکلنا جوان اور ادھیڑ عورتوں کے لئے جائز ہوگا۔ اور بغیر ایسی مجبوری و ضرورت کے برقع کے ساتھ تمام بدن چھپا کر بھی ان کو نکلنا جائز نہ ہوگا"۔[1]

عورت کا سامنے سے آنا اور پیٹھ پھیر کر جانا، دونوں شیطان کی صورت میں ہوتے ہیں

⑦۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ، وَتُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ، فَإِذَا أَبْصَرَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ، فَإِنَّ ذٰلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ»[2]۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے، اور شیطان کی صورت میں واپس جاتی ہے جب تم میں سے کسی کو کوئی عورت نظر پڑنے پر اچھی لگ جائے اور دل کو بھا جائے، تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کے

[1] پردہ کے احکام: ص ۸۰، از حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔
[2] المعجم الكبير للطبراني: ۵۰/۲۴، تحقيق: حمدي عبد المجيد السلفي، مكتبة ابن تيمية، القاهرة.

پاس جائے اور اس سے اپنی طبیعت کی خواہش وچاہت کو پوری کرلے، اس کی بدولت جو وسوسۂ شیطانی ونفسانی اس کے دل میں آیا ہے وہ ختم ہوجائے گا۔

سبحان اللہ! کیا کہنا ہے مذہبِ اسلام کا، کہ کیا ہی عجیب وغریب اور نرالے انداز اور کیا ہی عمدہ اسلوب اور طور طریقوں سے زنا کے دروازوں کو بند کیا ہے۔ اور کیا ہی خوب انداز میں نبی کریم ﷺ نے تمام شیطانی جالوں اور چالوں کا پردہ چاک کر کے اپنی امت کو ان سے آگاہ کرنے میں پوری خیر خواہی کا حق ادا کر دیا ہے۔

چنانچہ اس حدیث شریف میں متنبہ فرمایا گیا ہے کہ جب عورت سامنے سے آتی ہے، یا پھر پیٹھ پھیر کر جاتی ہے، تو دونوں صورتوں میں شیطان مردوں کے دلوں میں یہ وساوس ڈالتا ہے کہ چپکے سے ان کو دیکھو، اور یہ انسان چپکے چپکے آگے سے دیکھ کر بھی اور پیچھے سے دیکھ کر بھی عجیب عجیب نفسانی وشہوانی خیالات دل دل میں پکاتا رہتا ہے۔

سو جس طرح شیطان انسان کو برائیوں کی طرف مائل کرتا ہے، اور برے وسوسوں اور خیالوں سے اسے برباد کرنا چاہتا ہے، ٹھیک اسی طرح یہ عورت بھی اپنے آنے اور جانے سے یہی کام انجام دے رہی ہے، اس لئے فرمایا گیا ہے کہ عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے اور شیطان کی صورت میں واپس ہوتی ہے۔

سبق:- تو اس حدیث شریف میں مسلمان عورتوں اور ان کے مرد سرپرستوں کے لئے واضح پیغام ہے کہ ان کو خواہ مخواہ اجنبیوں کے سامنے آنے جانے سے روک کر رکھو، ورنہ خود اُن کا بھی دین برباد ہوگا، اور نہ معلوم وہ کتنوں کا دین برباد کر دیں گی۔

اے مردِ مؤمن! کیا تو نے کبھی یہ سوچا؟

اے مسلمان! یہ سچے رسول ﷺ کی سچی اور صحیح صحیح باتیں ہیں، جن کو ماننا ہر مسلمان

مردوعورت، یعنی حضور ﷺ کے ہر امتی پر فرض ہے، تو کیا آپ کے دل و دماغ کے کسی گوشہ میں کبھی اس بات کا خیال بھی گذرا؟ کہ اگر میری جوان بیٹی اور بیوی گھر سے نکل کر خواہ پارکوں اور تفریح گاہوں میں پھر رہی ہوں، یا وہ بازاروں میں مردوں کے بیچ سے نکلی چلی جارہی ہوں، تو گویا کہ وہ میری بیٹی اور بیوی اس وقت اپنے کردار کے لحاظ سے صورتِ شیطانی اختیار کئے ہوئے ہیں، اور بالفاظِ دیگر وہ اس وقت «تُقْبِلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ» اور «تُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ» کی مصداق بنی ہوئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کے تمام مردوں اور خواتین کو دین کی صحیح فہم عطا فرما کر اس پر چلنے کی توفیق دے دے۔ اور ہم سب کو موجودہ دور کے تمام فتنوں سے محفوظ فرمادے۔

مردوں کا اپنی خاتون سکریٹری کے ساتھ آفس میں تنہا ہونا

⑧۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ: «الْحَمْوُ الْمَوْتُ»[1].

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے پاس تنہائی میں آنے جانے سے بچو۔ تو ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! شوہر کے بھائی (یعنی دیور) کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ "دیور تو موت ہے"۔

⑨۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ»[2].

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی

---

[1] مسند الإمام أحمد بن حنبل: ٥٨١/٢٨، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة، بيروت.
[2] سنن الترمذي: ٣٥/٤، تحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي، بيروت.

عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو ان کے ساتھ تیسرا ساتھی شیطان ضرور ہوتا ہے۔

صاحبو! آج کے حالات کو سامنے رکھ کر غور فرمایئے کہ ہماری زندگی میں دین کی کتنی باتوں پر عمل ہے؟ اور ہم کس طرح کے غیر دینی وغیر شرعی رسمی حالات کو بے تکلف اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور بڑے دکھ اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ علماء وخواص میں بھی ان غیر شرعی حالات ومنکرات پر عمومی طور پر نکیر کرنے اور ان کے متعلق اللہ و رسول ﷺ کے احکامات بتانے کا رواج ختم ہوتا جارہا ہے۔

چنانچہ ہر روز صبح سویرے اکثر مرد وعورت دونوں ہی اپنے کاروباری کاموں کے لئے گھروں سے باہر نکلے ہوئے ہوتے ہیں، اور بیشتر تاجروں کی فیکٹریوں اور دکانوں اور ڈاکٹروں کی آفسوں میں اُن کی سکریٹری عورتیں ہی دکھائی دیتی ہیں، اور جب یہ تاجر اور ڈاکٹر اُن لڑکیوں کو اپنے مخصوص الیکٹرانک بٹن کے ذریعے کھلنے والے کمرہ کے اندر فائل لے کر بلاتے ہیں تو اس وقت وہاں اُس کمرہ کے اندر بجز اس تاجر مرد اور اس عورت کے کوئی اور نہیں ہوتا ہے، اور نہ ہی بدون اطلاع واجازت کسی دوسرے کو وہاں داخلہ کی اجازت ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ وہی حرام خلوت ہے، جس کی اوپر حدیث میں سخت ممانعت آئی ہے۔

اور ایسے ہی اجنبی غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ گاڑیوں میں بیٹھ کر گھروں سے باہر پھرنا اور آنا جانا، یہ سب مرد وعورت کے یکجا خلوت میں ہونے کی شکلیں ہیں، جو شرعی طور پر بالکل حرام ہیں، اور پھر ہم اپنے کو دیندار سمجھ کر اپنے اوپر رحمتوں اور برکتوں کی بارشوں کے امیدوار رہتے ہیں، اور جب ان گناہوں کی نحوستوں کی وجہ سے ہم کو وہ نعمتیں اور راحتیں حاصل نہیں ہوتیں، جن کا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہے، تو پھر ہم ٹینشن اور ڈپریشن (Tension&Depression) کا شکار ہو کر جنات وجادو کے علاج معالجے کراتے پھرتے ہیں۔ اور بالآخر بجز پریشانی وبے چینی کے

کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا ہے۔

اور سچے نبی ﷺ نے بڑی صفائی اور سچائی کے ساتھ یہ بتادیا ہے کہ جب بھی دو نامحرم مرد و عورت تنہائی میں یکجا ہوں گے تو وہاں تیسرا شیطان ضرور موجود ہوگا، اور وہ کسی نہ کسی درجہ میں اپنی کچھ نہ کچھ کارروائی کرکے رہے گا۔

نفس و شیطان کا ایک بڑا دھوکہ

”ہم تو رات دن عورتوں میں ہوتے ہیں، مگر ہمیں تو کچھ نہیں ہوتا“!

سوال و جواب:- اگر کوئی یہ کہے کہ ”ہم تو صبح سے شام تک عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کے ساتھ ہوتے ہیں، مگر ہمیں تو اس سے کچھ بھی نہیں ہوتا ہے“، تو اس کا جواب بغور ملاحظہ فرما لیں، کہ رسول اللہ ﷺ کی بات خدا کی بات ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ ہمارے خالق ہیں، یعنی یہ پوری مشینری حق تعالیٰ ہی کی بنائی ہوئی ہے، اور جو جس مشینری کو بناتا ہے وہ اس کے پارٹس اور اجزاء کی اچھی و بری تاثیر اور ان کی کارروائی اور ان کے فساد و بگاڑ وغیرہ کی تمام صورتوں کو دوسروں سے بہتر جانتا ہے۔ لہٰذا ہمارے خالق و مالک اللہ ہی کو صحیح علم ہے کہ ہم کب، کس چیز سے، کس طرح متاثر ہوں گے؟ اور اس کے جلد یا بدیر کیا نتائج نکلیں گے؟ اور ہم پر اس کے کس طرح کے اثرات مرتب ہوں گے؟ وہ علم اللہ تعالیٰ نے بذریعۂ وحی حضور ﷺ کو دیا، اور حضور ﷺ کے واسطے سے ہم تک پہنچا۔

لہٰذا آپ کا یہ کہنا کہ ”ہمیں کچھ نہیں ہوتا“ بالکل غلط ہے اور درحقیقت خود اپنے کو دھوکہ دینا ہے۔ اسی کی مزید تشریح و توضیح اس طرح سمجھ لیجئے کہ ایک ہے ”کچھ ہونا“ اور دوسری شئے ہے ”اُس ہونے کا احساس ہونا“۔ تو نامحرم عورتوں سے ملنے جلنے اور تنہائی میں بیٹھنے سے کچھ نہ کچھ ”ہوتا“ ضرور ہے، مگر بسا اوقات ہمیں اُس کا ”احساس“ نہیں ہو پاتا ہے۔ اور یہ بڑی خطرناک

حالت ہے کہ غلط باتوں، یعنی نیکی و برائی کے الگ الگ اثرات کی "حِس" ہی ختم ہوجائے، اور خیر وشر اور اچھے بُرے کا احساس ہی جاتا رہے۔ اور یہ کیفیت جب ہوتی ہے جب دل اس طرح کے گناہوں کا عادی ہوجاتا ہے، کیونکہ پھر حدیثِ پاک کے مضمون کے مطابق دل سیاہ اور زنگ آلود ہوجاتا ہے، اور رشدہ شدہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وعظ ونصیحت بھی اُس پر کوئی خاص اثر انداز نہیں ہوتا ہے۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ.

اِسی سے ملتا جلتا احقر کے ساتھ پیش آمدہ ایک تاجر کا قصہ

ہمارے ایک دوست ہیں جن کی کپڑوں کی دکان ہے، اُس دکان کے اندر انہوں نے تمام ملازم عورتیں ہی رکھی ہوئی ہیں۔ تقریباً مرد کوئی بھی نہیں ہے۔ بعض اوقات ہمیں بھی ان سے ملنے کے لئے جانا ہوتا تھا۔ تو احقر نے اپنی دینی ذمہ داری سمجھتے ہوئے ایک دن ان کو اس سلسلہ میں چند احادیثِ مبارکہ اور شرعی مسائل کی تفصیلات بتائیں، اور یہ کہ عورتوں کے ساتھ خلوت میں ہونا کتنا بڑا گناہ ہے، اور صبح سے شام تک جتنے مردوں کی ان عورتوں پر نظر پڑتی ہے اور ان سے بات چیت ہوتی ہے، تو کانوں کا زنا، زبان کا زنا، نظروں کا زنا، اور دل میں مزہ لے کر لذت اٹھانے سے دل کا زنا، وغیرہ وغیرہ، یہ جتنے سارے گناہ اُن لوگوں سے صادر ہوتے ہیں، جس طرح اُن گناہ کرنے والے لوگوں کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے ہیں، ان سب کا مجموعہ آپ کے، یعنی مالکِ دکان کے نامہ اعمال میں رقم ہوتا ہے۔ کیونکہ جو شخص کسی گناہ کا سبب ہوتا ہے تو وہ بھی اس گناہ میں برابر درجہ کا شریک شمار ہوتا ہے۔ اس لئے ان سب گنہگاروں کے گناہ میں آپ برابر درجہ کے شریک ہیں، اور میں نے ان کو یہ سب باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں خوب مدلل کر کے سمجھائیں۔

عقل وتجربہ کی وجہ سے وحیِ الٰہی کو جھٹلانا ایک سچے مسلمان کی شان نہیں ہے

مگر ساری باتیں سننے کے بعد انہوں نے کہا کہ مفتی صاحب! ایسا کچھ تو ہمیں کبھی نہیں ہوتا ہے، کہ خلوت میں ہونے سے شیطان ہمیں زنا کرادے، آج تک ایسا نہیں ہوا، اور عورتوں سے ملاقات اور یکسوئی وخلوت کے وقت ان کے ساتھ نظر سے نظر ملانے اور بات کرنے میں بھی کچھ نہیں ہوتا ہے، اس لئے آپ کی بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے یعنی بالفاظِ دیگر ان کی تمام گفتگو کا خلاصہ یہ تھا کہ اپنے تجربے اور مشاہدے کے ذریعہ وحیِ آسمانی کا دل سے قبول نہ کرنا، اور قبول کر کے اس کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ کرنا، بلکہ اپنے تجربہ سے حاصل شدہ معلومات پر ڈٹے اور جمے رہنا، اور گو کہ صاف صاف طور پر تو نہیں، مگر دل دل میں ان باتوں کو تسلیم نہ کرنا، اسی لئے اپنے عمل میں تبدیلی کے لئے تیار نہ ہونا۔

میں نے ان کو جواب دیا کہ میرے بھائی! ایسا نہیں ہوسکتا ہے کہ "کچھ نہ ہوتا ہو"، ہوتا ضرور ہے، مگر آپ کو اس کا احساس نہیں ہوتا ہے یعنی یہ دونوں باتیں الگ الگ ہیں، اول "کچھ ہونا" اور دوسرے اس کا خود کو "احساس" ہونا، اور پتہ چل جانا۔

اور پھر جو دوسری جانب ہے یعنی عورت، اس کے لئے بھی آپ سے پردہ فرض ہے۔ پھر آپ کے پاس کیا گارنٹی ہے کہ اس کو بھی آپ کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے، اور آپس میں آمنے سامنے بات چیت کرنے سے "کچھ نہیں ہوتا ہے"؟ تو پردہ دونوں کو ایک دوسرے سے بچانے کے لئے فرض کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس وجہ سے بھی ہم پر ضروری ہے کہ ہم اس سے بچیں۔

جو یہ کہے کہ "مجھے بے پردہ غیر محرم عورتوں سے مل کر کچھ نہیں ہوتا" وہ گویا اللہ تعالیٰ کے جاہل ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے

اور دوسری بات احقر نے اپنے اُس تاجر دوست سے یہ عرض کی کہ اگر "کچھ نہ ہوا کرتا" تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اجنبی مرد وعورت کے درمیان ہرگز پردہ فرض ہی نہ کرتے، لہٰذا جو یہ کہے کہ "ہمیں کچھ نہیں ہوتا ہے" اس کے متعلق کسی مقام پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ وملفوظات میں یہ بات پڑھی ہے کہ حضرتؒ نے ارشاد فرمایا کہ گویا وہ شخص بالفاظِ دیگر اللہ تعالیٰ کی جہالت کا دعویٰ کر رہا ہے، اور بزبانِ حال یوں کہہ رہا ہے کہ اے اللہ! کیا آپ کو معلوم نہ تھا؟ کہ ہمیں ان عورتوں سے ملنے سے "کچھ نہیں ہوتا ہے"، تو پھر آپ نے پردہ کیوں فرض کر دیا؟ اور اگر فرض کرنا ہی تھا تو اس طرح فرض کیا جاتا کہ جسے "کچھ نہ ہوتا ہو" وہ پردہ نہ کرے، اور جسے "کچھ ہوتا ہو" وہ پردہ کرلے۔

صاحبو! غور کرنے کا مقام ہے کہ بظاہر بات چھوٹی سی ہے، لیکن اس کا منشا اور سبب اور بنیاد اور جڑ کتنی بھاری ہے۔ یاد رکھئے! کہ اسلام صرف جاننے کا نام نہیں ہے، بلکہ جان کر بلاچوں وچرا اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے کا نام ہے۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، اور یہی سلامتی والی راہ ہے۔ اور آج تک یہی ہمارے اسلاف واکابر اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طرزِ عمل رہا ہے، اور یہی طریقِ فلاح ونجاح ہے۔

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو بلاچوں وچرا تسلیم نہیں کرتے ہیں، بلکہ اپنی عقل وتجربہ اور مشاہدہ کے ذریعے ان کو جانچنے اور پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ آئے دن نہایت تلخ ترین حالات سے گذرتے رہتے ہیں، اور کتنی ہی دین کی باتوں کو چھوڑتے اور احکامِ شریعت کو توڑتے ہوئے چلتے ہیں، اور ساری عمر ایمان ویقین کی حلاوت سے محروم رہتے ہیں۔

چنانچہ لڑکوں اور لڑکیوں کے ناجائز تعلقات، اور ان کی آپس کی حرام خلوتوں اور بدنظریوں اور زبان و کان اور دل کی زنا کاریوں کے نتیجے میں حالات کا دن بدن بد سے بدتر ہوتے چلے جانا، اور روزانہ اخبارات کی جلی سرخیوں میں آنے والی اس قسم کی خبریں اس کی بڑی واضح اور کھلی دلیل ہیں۔ پھر بھی ان حالاتِ بد کے سامنے ہوتے ہوئے، اور آئے دن مصائب و آلام کے پہاڑ ہمارے سروں پر ٹوٹنے کے باوجود ہم اپنی کج فہمی و بدعملی پر جمے ہوئے ہیں، اور اپنی دینی حالت کو درست کرنے کے لئے ذرا بھی تیار نہیں ہیں، لہٰذا ایسی صورتِ حال میں حالات کی بہتری کی کیا امید کی جاسکتی ہے؟ مرض کی تشخیص اور دوا کی تجویز کے بعد شفاء کی صورت صرف یہی ہے کہ پابندی سے اُس دوا کا استعمال ہو، اور نقصان دِہ چیزوں سے کلی اجتناب ہو۔

اپنی جوان بیٹیوں کو غیر محرم ڈرائیوروں کے ساتھ بھیجنے کا خطرناک انجام بھی سامنے رکھئے!

ایسے ہی بہت سے عقل کے پیروکار، اور مغرب کی پیروی اور اندھی تقلید کے بیمار، اپنی جوان بچیوں کو اجنبی و غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ اسکولوں اور کالجوں میں بھیجتے ہیں، میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ اس سے بے خبر ہیں؟ کہ اجنبی و غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ اسکول و کالج اور بازار جانے والی خواتین اور تجارتی اداروں اور آفسوں میں جاکر کام کرنے والیوں کے ناجائز تعلقات اور حرام عشق بازیوں کے سینکڑوں قصے روزانہ اخبار کی سرخیوں میں آئے ہوئے ہوتے ہیں، ان تلخ حقائق، اور شریعت کی واضح ہدایات، اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی ہوئی تعلیمات کے باوجود بھی اگر کوئی نہ مانے تو پھر اس کے راہِ راست پر آنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

نظر ایک زہریلا تیر ہے

مسلمانو، ذرا سوچو تو سہی! کہ حضور ﷺ ایک حدیثِ قدسی میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ:- «إِنَّ النَّظْرَةَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَسْمُومٌ، مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِيْ أَبْدَلْتُهُ إِيْمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ»[1]۔

یعنی نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے، جو شخص نظر بازی کو چھوڑ دے میرے خوف سے، تو میں اس کو اس کے بدلے میں ایسا ایمان عطا کروں گا کہ جس کی حلاوت و مٹھاس کو وہ اپنے دل میں پائے گا، تو جس نظر کو شیطان کا زہریلا تیر فرمایا گیا ہو، جس کا نشانہ دل ہوتا ہے، اور جب وہ تیر دل پر لگ جاتا ہے، تو پھر اس کے نتیجے میں دل زہر آلود ہو کر مسلمان کی ایمانی واسلامی، قلبی و روحانی طور پر موت واقع ہو جاتی ہے۔

اور جس نظر پر "لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ إِلَيْهِ" فرمایا گیا ہو، کہ کسی غیر محرم عورت یا خوبصورت و حسین بے ریش لڑکے پر نظر ڈالنے والا اور جس پر نظر ڈالی گئی، یعنی جس نے اپنے کو ایسے مقام پر پیش کیا کہ وہاں غیر محرم لوگ اس کو دیکھ سکیں، کبھی بازاروں میں، کبھی شاپنگ سینٹروں میں، کبھی شادی ہالوں میں، کبھی تفریح گاہوں میں، اور کبھی سمندروں اور دریاؤں کے کناروں پر جو اپنے آپ کو نکالے اور دکھائے پھر رہی ہے۔ تو ایسے دونوں، یعنی دیکھنے والے اور اپنے آپ کو دکھانے والے اور دکھانے والیوں پر لعنت فرمائی گئی ہے یعنی بالفاظِ دیگر حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ یا اللہ! جو کسی غیر محرم کو، یا بے ریش خوبصورت لڑکے کو دیکھے، اور جو اپنے کو دیکھنے کے لئے پیش کرے، ان دونوں پر لعنت فرما، یعنی ان دونوں کو اپنی رحمت سے دور فرما، ان کو ملعون کر دے۔

---

[1] المعجم الكبير للطبراني: ١٠/١٧٣، تحقيق حمدي بن عبد الحميد السلفي، مكتبة ابن تيمية، القاهرة.

تو بھلا لعنت والے اعمال اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کے کام کرنے کے باوجود ہم یہ کہیں کہ ”ہمیں کچھ نہیں ہوتا ہے“، اور اس سب کے باوجود ہم چین وسکون کے خواب دیکھیں، آخر یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایسے خواب ہیں جو کبھی بھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتے۔

آمدم برسر مطلب

آج کا تاجر اور اسکول وکالج کا مسلم ٹیچر اور پرنسپل کہتا ہے کہ میں تو روزانہ اپنے اسکول وکالج اور اپنے آفس میں خوب عمدہ وخوبصورت لباسوں میں ملبوس اور مختلف قسم کے کریم پاؤڈر اور خوشبوؤں سے آراستہ ہوکر آنے والی لیڈیز ٹیچر اور گرلز اسٹوڈنٹس اور سیلز لیڈیز وغیرہ سے ملتا ہوں اور ان سے خوب ہنسی خوشی بات بھی کرتا ہوں، اور ان کو دیکھتا ہوں، مگر ”مجھے تو کچھ نہیں ہوتا ہے“، اور میں تو زنا میں مبتلا نہیں ہوتا ہوں۔

ہماری یہ دلیل اللہ تعالیٰ کے یہاں چلنے والی نہیں ہے

اے مردِ مؤمن! کیا اللہ ورسول ﷺ کی اتنی باتوں کو پڑھنے سننے اور سمجھنے کے بعد بھی تم یہ بات کہہ سکتے ہو؟ اور کیا تمہیں یہ توقع ہے کہ عند اللہ تمہاری یہ بات تسلیم کرلی جائے گی؟ ہرگز نہیں۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مقام پر اسی مناسبت سے تاجروں کو خطاب کرکے فرمایا تھا کہ جب آنکھیں بند ہوں گی اور قیامت کے دن عورتوں کو اپنی دکانوں اور آفسوں میں ملازم رکھنے کی وجہ سے صبح سے شام تک آنکھوں اور کانوں اور زبانوں سے جتنا زنا ہوتا رہا ہے، وہ سارے کا سارا تمہارے نامۂ اعمال میں موجود ملے گا، اُس دن پتہ چلے گا کہ:-

”عورتوں کو دکانوں اور آفسوں میں ملازم رکھ کر، اور اس ناجائز عمل کے ذریعہ اپنا کاروبار بڑھا کر ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا؟“

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

ایک موقع پر حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی سائل کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ "تم پوچھتے ہو کہ نماز پڑھ کر کے کیا ملا؟ میں کہتا ہوں کہ نماز پڑھ کر کے ہمیں نماز ملی، اللہ کے ایک حکم کو پورا کرنے کی توفیق وسعادت نصیب ہوئی۔ یہی کیا کم ہے کہ ہم کو حکم خدا کو پورا کرنے اور بجالانے کی توفیق مل گئی"!

تو اسی طرح احقر عرض کرتا ہے کہ جو یہ کہے اور یہ سمجھے کہ "کیا ہوا اگر میں عورتوں کے ساتھ تھوڑا مکس Mix ہو گیا؟ دل تو پاک ہے، اور نیت تو صاف ہے"۔ وغیرہ وغیرہ۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ "کیا یہ کم خطرناک کام تم سے صادر ہو گیا کہ تم نے اللہ کے ایک عظیم حکم کو توڑ دیا؟ کیا یہ نقصان کسی بھی نقصان سے کچھ کم ہے کہ تم سے ایک حکم الٰہی چھوٹ گیا اور ٹوٹ گیا؟"

درحقیقت اس کا پورا احساس اور صحیح پتہ اور اس کی وقعت وقیمت کا واقعی ادراک تو موت کے بعد ہی ہوگا، مگر میرے پیارے بھائی! اُس وقت کا احساس کچھ مفید نہ ہوگا، اور پھر اُس وقت بجز حسرت وافسوس اور پچھتانے کے کچھ حاصل نہ ہوگا، مگر اس کے کچھ نہ کچھ اثرات وثمرات دنیا میں بھی ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ اسی لئے اصل بندگی یہ ہے کہ کرنے کے کاموں کو کرتے جائیں اور چھوڑنے کے کاموں کو چھوڑتے جائیں، اِس میں کیا نفع ہے؟ اور اُس میں کیا نقصان ہے؟ اِس کی ہمیں مطلق پرواہ نہ ہونی چاہئے۔ بس ہمارے سامنے صرف اتنی بات ہونی چاہئے کہ یہ میرے خالق ومالک کا حکم ہے، اس لئے کچھ بھی ہو جائے، بہر صورت اس حکم الٰہی کو پورا کرنا ہے، یہی حقیقت ہے بندگی کی، اور اسی کی خاطر ہم پیدا کئے گئے ہیں۔

کیا محض نظر بازی وغیرہ سے جبکہ زنا نہ کرے، تب بھی آدمی ملعون ہوجاتا ہے؟ ایک شبہ اور اس کا ازالہ

سوال:- اوپر کی گفتگو پر ایک شخص نے یوں کہا کہ ہم جو اسکولوں اور کالجوں اور آفسوں میں ایک ساتھ رہنے اور اٹھنے بیٹھنے والی، یا بازاروں میں پھرنے والی عورتوں پر نظر ڈالتے ہیں، اس سے نہ ناظر (دیکھنے والا اور دیکھنے والی) لعنت کا مصداق بنتی ہے اور نہ منظور الیہا، جس کی طرف دیکھا گیا (یعنی جس عورت نے اپنے کو دیکھنے کے مقام پر پیش کیا)، ان دونوں میں سے کوئی بھی لعنت کا مستحق نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ آنکھوں کا زنا ہے۔

اور اس نے دلیل میں بخاری شریف کی یہ حدیث شریف پیش کی:-

«إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا، أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مُحَالَةَ، فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ كُلَّهُ وَيُكَذِّبُهُ»[1]

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آدم کی اولاد کے لئے زنا کا کچھ حصہ مقرر کر دیا گیا ہے جسے وہ ہر حال میں پالے گا، چنانچہ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، اور زبان کا زنا بات چیت کرنا ہے، اور دل کا زنا اندر اندر مزے لینا اور شہوت انگیز خیالات پکانا ہے، اور بالآخر شرمگاہ اس کی تصدیق اور تکذیب کا فیصلہ کر دیتی ہے۔

یعنی نامحرم کو دیکھنے کے بعد اگر زنا ہو گیا اور ایک کی شرمگاہ دوسرے کی شرمگاہ سے ناجائز طریقہ پر مل گئی، تب تو یہ آنکھوں اور کانوں کا زنا ہوگا، ورنہ نہیں۔

اس لئے مولانا! ہر نظر کو آپ لعنت کا سبب نہ کہیں، اور نہ ہر نظر کو آنکھوں کا زنا کہیں، یہ تو

[1] رواه البخاري: ٥٤/٨، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

دین کے اندر بڑا تشدد اور سختی ہو جائے گی، حالانکہ ہمارا دین تو بڑا آسان اور سہل ہے۔

جواب[۱]:- یہ بات بظاہر بہت ہی اہم ہے، اور کئی سمجھدار اور ذی علم حضرات بھی اس سے شبہ میں پڑ جاتے ہیں۔

بہر حال اولاً تو احقر نے ان کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ آپ نے حدیث شریف کی جو یہ تشریح کی ہے، کیا اس کا آپ کے پاس محدثین میں سے کسی محدث کا کوئی حوالہ ہے؟ یعنی اس حدیث کا یہ معنی کسی محدث یا شارحِ حدیث نے بیان کیا ہے، یا آپ بس اپنی طرف سے یہ شرح کر رہے ہیں؟

تو اس کا اُن کے پاس کوئی جواب نہ تھا، بس ان کا کہنا تھا کہ "وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ كُلَّهٗ وَيُكَذِّبُهٗ" سے یہی سمجھ میں آ رہا ہے۔

جواب[۲]:- پھر دوسری بات میں نے ان سے یہ پوچھی کہ آپ کے کہنے کے مطابق تو اس کا مطلب یہ نکلا کہ دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی بدنظری ہو رہی ہے، خواہ وہ بازاروں میں ہو یا آفسوں میں، اور فلموں میں ہو یا ٹی وی، وی سی آر اور سیل فونوں میں وغیرہ وغیرہ، یہ سب گناہ نہیں، اس لئے کہ بدنظری کر کے مزہ لینے والے مردان تمام عورتوں سے، اور بدنظری کر کے مزے لینے والی عورتیں ان تمام مردوں سے زنا تو نہیں کر رہی ہیں، وہ تو صرف دیکھ کر آنکھوں کے راستے اور گانے میوزک سن کر کانوں کے راستے مزے لوٹ رہے ہیں، لہٰذا آپ کے بقول یہ تو جائز اور درست ہونا چاہئے، اور اس پر تو کوئی گناہ ہی نہ ہونا چاہئے، کیونکہ آپ کے بقول یہ اُس وقت ممنوع اور باعثِ لعنت ہو گا جبکہ شرمگاہ والے زنا کا تحقق ہو جائے، اور وہ ان جگہوں میں ہوا نہیں، اور ظاہر ہے کہ یہ بات باتفاقِ علماءِ امت غلط اور باطل ہے، تو اس کا بھی ان کے پاس جواب نہ تھا۔

جواب[۳]:- یہ دونوں تو الزامی جواب تھے، مگر اس سوال کے تحقیقی جواب کی

بھی شدید ضرورت ہے، کیونکہ یہ ایسا شبہ ہے جو بظاہر سرسری نظر میں دیکھنے سے ہر ایک کو پیش آتا ہے، سو اس کا جواب عرض ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا بڑا قیمتی جواب ارشاد فرمایا ہے اور اس جملہ کا بھی بڑا ہی عمدہ مفہوم پیش فرمایا ہے۔ اسے خود حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہی کے الفاظِ مبارکہ میں ملاحظہ فرمائیں:۔

آنکھوں کے زنا کرنے اور بدنگاہی کی حقیقت۔ از: حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

سوال:۔ ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ یہ جو حدیث شریف میں ہے کہ "اَلْعَیْنَانِ تَزْنِیَانِ" یعنی دونوں آنکھیں زنا کرتی ہیں، تو کیا آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں؟ اس پر حضرت نے ارشاد فرمایا: اس میں کیا اشکال ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ آگے حدیث میں ہے "وَالْفَرْجُ یُصَدِّقُہٗ اَوْ یُکَذِّبُہٗ" اور شرمگاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دیکھنے پر زنا واقع ہو جائے تو آنکھوں کا بھی زنا ہو گا، اور اگر زنا واقع نہ ہو تو پھر آنکھوں کا بھی زنا نہ ہو گا۔ لہٰذا صرف دیکھ لینا آنکھوں کا زنا نہیں، ورنہ "اَلْفَرْجُ یُصَدِّقُہٗ" کے کیا معنی ہوں گے؟

جواب:۔ حضرت نے ارشاد فرمایا: عموماً لوگ اسی کو تفسیر سمجھتے ہیں، مگر اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ مطلق دیکھنا زنا نہ ہو، حالانکہ دیکھنا بھی آنکھ کا زنا ہے، خواہ فعلی یا عملی طور پر زنا واقع نہ ہو۔

پھر فرمایا: اس حدیث کی اچھی تفسیر وہ ہے جو حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے، جو یاد رکھنے کے قابل ہے، وہ یہ کہ ہر نظر (دیکھنا) زنا نہیں، بلکہ جو فرج کے علاقہ (یعنی شرمگاہ کے تعلق سے ہو)، یعنی جس نظر کا باعث شہوت ہو، (یعنی شہوت کے ساتھ جو دیکھنا ہو)، وہ زنا ہے، ورنہ یوں تو ماں بہن پر بھی نظر کرتے ہیں، مگر وہ چونکہ شہوت سے نہیں ہوتی، اس لئے زنا نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ آنکھوں کے زنا کا تحقق اس وقت ہو گا جبکہ فرج (شرمگاہ) اس کی تصدیق کرے، اور اگر فرج اس کی تصدیق نہ کرے تو آنکھوں کے زنا کا تحقق نہ ہو گا، یہاں

پر فرج کے معنی شہوت کے ہیں، اس تفسیر پر کوئی اعتراض نہیں پڑتا، پس ہر وہ نظر زنا ہوگی جس کا باعث شہوت ہو۔

اب اگر کسی نے شہوت کے ساتھ نگاہ ڈالی تو عملی طور پر زنا کا تحقق نہ ہوگا، مگر آنکھوں کا زنا صادق ہوگا، تو حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ آنکھوں کے زنا کو شہوت ثابت کرتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ آنکھوں کے زنا کا تحقق اس وقت ہوگا جبکہ دیکھنا شہوت سے ہو، یوں تو طبیب و ڈاکٹر وغیرہ بھی دیکھتے ہیں، باقی یہ دوسری بات ہے کہ دیکھا تو تھا کسی اور ضرورت سے، مگر شہوت کا تحقق ہوگیا۔[1]

تنبیہ:- اس تفصیل کی روشنی میں واضح ہوگیا کہ ماں، بیٹی، پوتی، نواسی، خالہ، پھوپھی وغیرہ پر پڑنے والی نظر اور بازاروں اور آفسوں میں غیر محرم پر پڑنے والی نظر میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

لہٰذا دل سے اس وسوسہ شیطانی کو دور کر دینا چاہئے کہ میں تو دنیا جہان کی حسین عورتوں اور لڑکیوں کو دیکھتا پھرتا ہوں، اور بغیر شہوت کے دیکھتا ہوں، اس لئے میرے اوپر گناہ نہیں ہے، یہ محض وسوسہ شیطانی ہے۔

درحقیقت یہ ساری نظریں وہ ہیں جن میں اندر اندر نفس کو مزہ اور حرام لذت ملتی رہتی ہے، اسی لئے روزانہ ہزاروں واقعات عشق و معاشقے کے جو پیش آرہے ہیں، ذرا آپ ان کی تحقیق کیجئے، اور ان کے ماضی اور بیک گراؤنڈ Background کو دیکھئے تو یہی پتہ چلے گا کہ ان تمام واقعات کی ابتدا اور شروعات اسی نظر سے ہوئی تھی۔

اولاً نظر ڈالی، اور پھر اس سے دل کو مزہ ملا، دل میں اس کی طرف میلان و رغبت پیدا ہوئی، اور پھر وہی محبت و عشق میں تبدیل ہو کر وہ سب کچھ کارنامے انجام دے گئی جس کو کوئی شریف

---

[1] پردہ کے احکام: ص ۱۱۷-۱۱۸، از حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔

انسان اور باعزت خاندان سوچ بھی نہیں سکتا ہے۔ اس لئے اپنے کو اس دھوکہ میں نہ رکھئے کہ میں تو بغیر شہوت کے نظر ڈالتا ہوں، اور یہ گناہ نہیں ہے۔

بھائیو! آئے دن اس طرح کے اتنے واقعات پیش آرہے ہیں کہ ان کو احاطۂ تحریر میں بھی نہیں لایا جا سکتا ہے۔ اس لئے سچے مؤمن اور باوفا بندہ کو چاہئے کہ حضور ﷺ کی باتوں کو دل کی گہرائیوں سے تسلیم کرلے، اور اپنے تجربہ سے ان باتوں کو آزمانے کی کوشش نہ کرے۔

غیرت مند اور باحیا مردوں کی غیرت وحیا کہاں چلی گئی؟

میرے مسلمان بھائیو! میں بڑے دردِ دل سے آپ حضرات سے یہ التجا کرنا چاہتا ہوں کہ آخر جس وقت ہماری مائیں اور بہنیں اور بیویاں اور بیٹیاں صبح سویرے خوب بن ٹھن کر، عمدہ زیب وزینت والا لباس پہن کر، مختلف قسم کے پرفیومز اور عطریات استعمال کرکے، مردوں کے شانہ بہ شانہ گھر سے باہر نکلتی ہیں اور بازاروں اور شوپنگ سینٹروں اور کالجوں اور آفسوں کی طرف روانہ ہوتی ہیں، کیا اس وقت ہماری دینی غیرت وحمیت اور شرم وحیا ہمیں اندر سے جھنجھوڑتی نہیں ہے؟ اور کیا اس وقت ہم اپنے محسن پیغمبر ﷺ کی تعلیمات وارشادات کو بھول جاتے ہیں؟ اور ہم اپنی مردانگی وقوّامیت والی ذمہ داریوں کو پس پشت ڈال دیتے ہیں، اور کیا ہمارا ذہن اس طرف نہیں جاتا؟ کہ:

کل بروزِ قیامت ہم سے ہمارے ماتحتوں کے بارے میں سوال ہوگا

حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:-

«كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ»[1].

جس کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے، اور اس سے اس کی نگہبانی میں دی ہوئی چیزوں کے متعلق سوال ہوگا، مرد سے اس کی

---

[1] شعب الإيمان للبيهقي: ٩/٤٧٠، تحقيق: د/ عبدالعلي عبدالحميد حامد، مكتبة الرشد، الرياض.

بیوی بچوں کے متعلق سوال ہوگا، اور پوچھا جائے گا کہ تم نے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے دین و شریعت کے حکموں کی رعایت کیوں نہیں کی تھی؟

اس لئے جب ہماری بیوی اور بیٹی کسی گناہ میں ملوث ہو رہی ہے اور ہم اس کا سدِّباب نہیں کر رہے ہیں، تو یاد رکھنا چاہئے کہ اس جرم اور گناہ میں گھر کے ذمہ دار ہونے کی وجہ سے ہم بھی برابر کے شریک ہیں۔

دیّوث آدمی کے لئے سخت وعید

یہی تو وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیّوث مرد کے لئے بڑی سخت وعید بیان فرمائی ہے، ارشادِ نبوی ﷺ ہے:۔

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ أَبَدًا: الدَّيُّوْثُ مِنَ الرِّجَالِ، وَالرَّجِلَةُ مِنَ النِّسَاءِ، وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ». فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمَّا مُدْمِنُ الْخَمْرِ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ، فَمَا الدَّيُّوْثُ مِنَ الرِّجَالِ؟، قَالَ: «اَلَّذِيْ لَا يُبَالِيْ مَنْ دَخَلَ عَلٰى اَهْلِهٖ». قُلْنَا: فَالرَّجِلَةُ مِنَ النِّسَاءِ؟، قَالَ: «اَلَّتِيْ تَشَبَّهُ بِالرِّجَالِ»[1]

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ ①۔ دیّوث۔ ②۔ مردانی شکل بنانے والی عورتیں۔ ③۔ اور ہمیشہ شراب پینے والا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ "دیّوث" کسے کہتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: جس کو اس کی پرواہ نہ ہو کہ اس کی گھر والی عورتوں کے پاس کون آتا ہے؟ اور کون جاتا ہے؟

اس حدیثِ پاک میں بے حیا و بے غیرت شوہر و والد پر کیسی سخت وعید ہے، اور اس میں

---

[1] شعب الإيمان للبيهقي: ٢٦١/١٣، تحقيق: د/ عبدالعلي عبدالحميد حامد، مكتبة الرشد، الرياض.

اس بات کی صاف وضاحت ہے کہ گو کہ تم خود بظاہر نیک و دیندار ہو، لیکن اگر اپنے ماتحت کی عورتوں کی تم کو کوئی پرواہ نہ ہو، وہ جہاں چاہیں گھومتی پھریں، ان سے جو چاہے ملے جلے، تو بس اس کی سزا جنت سے محرومی ہے۔ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ.

زیب و زینت کا لباس پہن کر مسجد میں آئی ہوئی ایک عورت پر حضور ﷺ کی اظہارِ ناراضگی

⑩۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ، إِذْ دَخَلَتْ امْرَأَةٌ مِنْ مُزَيْنَةَ تَرْفُلُ فِيْ زِيْنَةٍ لَهَا فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، انْهَوْا نِسَاءَكُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّيْنَةِ وَالتَّبَخْتُرِ فِي الْمَسْجِدِ، فَإِنَّ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ لَمْ يُلْعَنُوْا حَتّٰى لَبِسَ نِسَاؤُهُمْ الزِّيْنَةَ وَتَبَخْتَرْنَ فِي الْمَسَاجِدِ»[1].

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے تھے، کہ ایک عورت قبیلہ مزینہ کی زیب و زینت کے لباس میں، (یعنی بناؤ سنگار کے ساتھ) مٹکتی ہوئی مسجد میں آئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اپنی عورتوں کو زیب و زینت کا لباس پہن کر مسجد وغیرہ میں مٹکنے سے روکو، کیونکہ بنی اسرائیل پر اس وقت تک لعنت نہیں کی گئی جب تک کہ ان کی عورتوں نے زیب و زینت کا لباس پہن کر مسجدوں میں مٹکنا اختیار نہیں کیا۔

قارئینِ کرام! غور فرمایئے، مبارک و پاکیزہ زمانہ، صاف ستھرے دل والے صحابہ رضی اللہ عنہم، اور نبیوں کے سردار حضرت محمد ﷺ، اس سب کے باوجود حضور ﷺ نے خبردار کیا اور متنبہ فرمایا کہ اس حرکت سے باز آؤ، کیونکہ بنی اسرائیل پر لعنت و عذاب اس وقت آیا جب ان کے اندر

---

[1] سنن ابن ماجه: ١٣٧/٥، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، دار الرسالة العالمية، بيروت.

یہ چیزیں داخل ہوگئیں۔ اور ان کی عورتوں نے بناؤ سنگھار کر کے باہر نکلنا اور ناچنا گانا شروع کر دیا۔

مرد و عورت کی الگ الگ ذمہ داریاں ان کی فطری تخلیق کے مناسبِ حال ہے

آہ، آج ہماری حالت! کہ ہم اس کو ترقی کہتے ہیں، کہ عورت بھی مرد کے شانہ بہ شانہ تمام کاموں کو انجام دینے کے لئے گھر سے باہر نکلی پھرے، اور معاشی طور پر دولت و ثروت کے کمانے اور بڑھانے میں ہاتھ بٹائے اور مل کر کام کرے۔ اور گھر میں رہ کر اپنے بچوں کی تربیت اور دیکھ بھال کرنے والی عورت کو پسند نہیں کرتے، حالانکہ عورت کا اصل کام ہی اس کی نسوانی فطرت کے مطابق یہی ہے۔ مگر ہماری یہ ساری سوچ و فکر درحقیقت اس زہریلی زنگ آلودہ ذہنیت کا نتیجہ ہے جو شروع ہی سے اسکول و کالج کے بے دینی والے ماحول میں ہمارے دل و دماغ میں بٹھائی اور اتاری جاتی ہے۔

یا پھر یوں کہہ لیجئے کہ بے دینی و بے حیائی کے آئے ہوئے سیلاب نے ہمیں بھی بُری طرح سے آدبوچا ہے، جس کی وجہ سے ہمارے سوچنے سمجھنے اور غور و فکر کرنے کا انداز بالکل بدل گیا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ جب ہم اپنی زندگی کا دستور العمل بناتے ہیں، اور کسی بھی معاملہ میں اپنا لائحہ ُعمل تیار کرتے ہیں، تو ہمارے سامنے ہمارے مادی فائدوں اور دنیوی منفعتوں کے سوا کوئی چیز نہیں ہوتی ہے۔ ہم اس بات کو بالکل بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں مردوں اور عورتوں دونوں کو مخصوص مقاصد کی تکمیل کے لئے پیدا کیا ہے، اور ہر ایک کو اس کے لائق و مناسبِ حال امور اور ذمہ داریاں دے کر بھیجا ہے، کیونکہ ذرا سی عقل رکھنے والا انسان یہ سمجھ سکتا ہے کہ مرد کی تخلیق و بناوٹ اور اس کی ساخت و پرداخت الگ انداز پر ہے، اور عورت کی اُس سے بالکل واضح طور پر جدا اور الگ ہے۔ لہٰذا دونوں کی ذمہ داریوں کی نوعیت بھی جدا جدا اور الگ الگ ہے۔ مثال کے طور پر مرد اپنی مردانہ شان بان کے ساتھ گھر سے باہر کے بہت سے ضروری کام انجام

دیتا ہے، تو اسی طرح عورت بہت سے امورِ خانہ داری کو سنبھالتی ہے، اور بچوں کی تربیت و نگرانی اور ان کی دیکھ بھال کرتی ہے، جیسا کہ اصولِ فقہ کی بعض کتابوں میں ہے:۔

«وَالْغَرَضُ مِنْ خِلْقَةِ الرَّجُلِ هُوَ كَوْنُهُ نَبِيًّا وَإِمَامًا وَشَاهِدًا فِي الْحُدُوْدِ وَالْقِصَاصِ وَمُقِيْمًا لِلْجُمُعَةِ وَالْأَعْيَادِ وَنَحْوِهِ، وَالْغَرَضُ مِنَ الْمَرْأَةِ كَوْنُهَا مُسْتَفْرَشَةً، آتِيَةً بِالْوَلَدِ، مُدَبِّرَةً لِحَوَائِجِ الْبَيْتِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ»[1].

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ مرد کی پیدائش کا مقصود منجملہ دوسرے بہت سے مقاصد کے مثال کے طور پر نبی ہونا اور حاکم ہونا، اور حدود و قصاص کے معاملات میں گواہ بننا ہے، اور اسی طرح جمعہ و عیدین کو قائم کرنا وغیرہ۔

جبکہ عورت کی تخلیق کے مقاصد میں سے یہ ہے کہ وہ مرد کا فراش بنے، اور اس کے ذریعہ بچوں کی پیدائش ہو، اور خانگی ضرورتوں کا نظم و انتظام اور بچوں کی تربیت اور ان کی دیکھ بھال وغیرہ جیسے کاموں کو انجام دینے والی ہو، چنانچہ آج اہلِ مغرب سے کوئی پوچھ کر دیکھ لے کہ عورت کو گھر سے باہر نکالنے کے نتائج کیسے رہے؟ اور اس عمل کے ذریعہ تمہیں فوائد زیادہ حاصل ہوئے یا نقصانات زیادہ اٹھانے پڑے ہیں؟

اہلِ مغرب نے عورتوں کو گھروں سے نکالنے کے برے نتائج آنکھوں سے دیکھ لئے

اگر ہم یورپی ممالک میں چھپنے والے اخبارات پڑھ کر دیکھیں تو آنکھیں کھلی رہ جائیں گی کہ انہوں نے کس کس طرح سے عورتوں کو گھروں سے باہر نکالنے کے نقصانات کو اپنے تجربات کی روشنی میں مشاہدہ کرلیا ہے۔ اور اب ان میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے کہ وہ عورتوں کو باہر نکلنے سے روکنے کے لئے چیخ و پکار کر رہے ہیں، مگر وہ اب چاہتے ہوئے بھی اس پر کنٹرول نہیں کر پا رہے ہیں۔

---

[1] نور الأنور في شرح المنار للعلامة مُلّا جيون الهندي الحنفي: ص ٥٨ — ٥٩، دار الكتب العلمية ، بيروت.

چنانچہ شیخ الاسلام حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے اپنی کتاب "ذکر وفکر" میں عورت کو گھر سے باہر نکالنے اور اس کے نقصانات کے متعلق صدر میخائل گورباچوف کا ایک مفصل پیراگراف نقل کیا ہے۔ پڑھئے اور عبرت حاصل کیجئے، اور دینِ اسلام کی حقانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت وصداقت پر مزید بصیرت کے ساتھ منشرح ومطمئن ہوجایئے۔ حضرت شیخ الاسلام فرماتے ہیں:-

"سابق سوویت یونین کے آخری صدر میخائل گورباچوف دنیا کے سیاسی منظر سے تقریباً غائب ہوچکے، لیکن ان کی کتاب Perestroika جو انہوں نے اپنے اقتدار کے زمانے میں لکھی تھی، نہ صرف سوویت یونین، بلکہ پورے مغرب کے سماجی اور معاشی نظام پر ایک جرأتمندانہ تبصرے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اس کے بعض حصوں میں آج بھی غور وفکر کا بڑا سامان موجود ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے خواتین اور خاندان Women and Family کے عنوان سے خاندانی نظام کی شکست وریخت پر بھی بحث کی ہے۔ انہوں نے شروع میں لکھا ہے کہ تحریک آزادئ نسواں کا یہ پہلو تو بے شک قابل تعریف ہے کہ اس کے ذریعے عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق ملے۔ عورتیں زندگی کے ہر شعبے میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کے قابل ہوئیں اور اس کے نتیجے میں ہماری معاشی پیداوار میں اضافہ ہوا، لیکن آگے چل کر وہ لکھتے ہیں":-

سابق صدر سوویت یونین میخائل گورباچوف کی "عورتوں کی گھر واپسی اسکیم"

"But over the years of our difficult and heroic history, we failed to pay attention to women's specific rights and needs arising from their role as mother and home-maker, and their indispensable educational function as regards children. Engaged in scientific research, working on construction sites,

in production and in the services, and involved in creative activities women no longer have enough time to perform their everyday duties at home housework, the upbringing of children and the creation of a good family atmosphere. We have discovered that many of our problems in children's and young people's behavior, in our morals, culture and in production are partially caused by the weakening of family ties and slack attitude to family responsibilities. This is a paradoxical result of our sincere and politically justified desire to make women equal with man in everything. Now in the course of perestroika, we have begun to overcome this shortcoming. That is why we are now holding heated debates in the press, in public organizations at work and at home, about the question of what we should do to make it possible for women to return to their purely womanly mission."

ترجمہ:۔ ’’لیکن اپنی مشکل اور جرأتمندانہ تاریخ کے پچھلے سالوں میں ہم خواتین کے ان حقوق اور ضروریات کی طرف توجہ دینے میں ناکام رہے جو ایک ماں اور گھر ستین کی حیثیت میں، نیز بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں ان کے ناگزیر کردار سے پیدا ہوتے ہیں، خواتین چونکہ سائنسی تحقیق میں مشغول ہوگئیں، نیز زیر تعمیر عمارتوں کی دیکھ بھال میں، پیداواری کاموں اور خدمات میں، اور دوسری تخلیقی سرگرمیوں میں مصروف رہیں، اس لئے ان کو اتنا وقت نہیں مل سکا کہ وہ خانہ داری کے روزمرہ کے کام انجام دے سکیں، بچوں کی پرورش کرسکیں اور ایک اچھی خاندانی فضا پیدا کر

سکیں۔ اب ہمیں اس حقیقت کا انکشاف ہوا ہے کہ ہمارے بہت سے مسائل جو بچوں اور نوجوانوں کے رویے، ہماری اخلاقیات، ثقافت اور پیداواری عمل سے تعلق رکھتے ہیں، اس وجہ سے بھی کھڑے ہوئے ہیں کہ خاندانی رشتوں کی گرفت کمزور پڑ گئی ہے، اور غیر ذمہ دارانہ رویہ پروان چڑھا ہے۔ ہم نے عورتوں کو ہر معاملے میں مردوں کے برابر قرار دینے کی جو مخلصانہ اور سیاسی اعتبار سے درست خواہش کی تھی یہ صورتِ حال اس کا تضاد آفرین نتیجہ ہے۔ اب اپنی تعمیرِ نو کے دوران ہم نے اس خامی پر قابو پانے کا عمل شروع کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم پریس میں، عوامی تنظیمات میں، کام کے مقامات میں، اور خود گھروں میں ایسے گرما گرم مباحثے منعقد کر رہے ہیں جن میں اس سوال پر بحث کی جارہی ہے کہ عورت کو اس کے خالص نسوانی مشن کی طرف واپس لانے کے لئے ہمیں کیا اقدامات کرنے چاہئیں؟"۔ (Perestroika,p.۱۱۷,ed.۱۹۸۷)

میخائل گورباچوف کی مذکورہ بالا اسکیم پر
شیخ الاسلام حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کا تبصرہ

ارشاد فرماتے ہیں کہ: "یہ ایک ایسے سیاسی لیڈر کا تبصرہ ہے جس کے معاشرے میں خاندان سے متعلق یا مرد و عورت کے حقوق و فرائض کے بارے میں کسی قسم کی مذہبی اقدار کا کوئی تصور یا تو موجود نہیں ہے، یا اگر ہے تو اس کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے، لہٰذا خاندانی نظام کی ٹوٹ پھوٹ پر اس کا اظہارِ افسوس کسی اعلیٰ آسمانی ہدایت کے زیرِ اثر نہیں، بلکہ اس کے صرف ان نقصانات کی بنا پر ہے جو مادی زندگی میں اسے آنکھوں سے محسوس ہوئے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہم صرف ظاہری اور مادی یا دنیاوی نفع و نقصان کے نہیں، بلکہ آسمانی ہدایات کے بھی پابند ہیں، جو قرآن و سنت کے واسطے سے ہمارے لیے واجب العمل ہیں، لہٰذا خاندانی نظام کی ابتری صرف ہمارا سماجی اور

معاشرتی نقصان ہی نہیں ہے، بلکہ ہمارے عقیدے، ہمارے نظریۂ حیات اور ہمارے دین کے لحاظ سے ایک بہت بڑا افساد ہے، جو ایک مسلم معاشرے میں کسی بھی طرح قابلِ برداشت نہیں۔

اے مسلمانو! کہیں مغربی افکار کا یہ سیلاب ہمارا سب کچھ بہا کر نہ لے جائے

جب سے ہمارے درمیان مغربی افکار کا ایک سیلاب امڈا ہے اور بالخصوص جب سے ٹی وی، ویڈیو اور انگریزی فلموں کی بہتات نے ہمارے معاشرے پر ثقافتی یلغار شروع کی ہے، اس وقت سے ہم شعوری یا غیر شعوری طور پر انہیں معاشرتی تصورات کی طرف بڑھ رہے ہیں جن کی داغ بیل مغرب نے ڈالی تھی۔

الحمد للہ، ابھی ہمارا خاندانی نظام درہم برہم نہیں ہوا، لیکن جس رفتار سے مغربی ثقافت ہمارے درمیان پھیل رہی ہے، انگریزی فلموں کے سیلاب نے مغربی طرزِ زندگی کو جس طرح گھر گھر اور گاؤں گاؤں پھیلا دیا ہے، جس طرح بے سوچے سمجھے خواتین کو گھروں سے نکالنے اور انہیں ایک عاملِ معیشت، فیکٹر آف پروڈکشن (Factor of production) بنانے پر زور دیا جا رہا ہے، اور گھر اور خاندان کے بارے میں اسلامی تعلیمات سے جس تیزی کے ساتھ دوری اختیار کی جا رہی ہے، وہ مستقبل میں ہمارے خاندانی نظام کے لیے ایک زبردست خطرہ ہے، جس کی روک تھام آج ہی سے ضروری ہے۔

اور اس روک تھام کا طریقہ اسلام کی معتدل تعلیمات کی ٹھیک ٹھیک پیروی کے سوا کچھ نہیں، جو نہ مشرقی ہیں نہ مغربی، جن کا ماخذ و منبع وحیِ الٰہی ہے، اور اور وہ ایک ایسی ذات کی وضع کردہ تعلیمات ہیں جو انسان کے حال و مستقبل کی تمام ضروریات سے بھی پوری طرح باخبر ہے، اور انسانی نفس کی ان چوریوں کو بھی خوب جانتی ہے جو زہر ہلاہل پر قند و شکر کی تہیں چڑھانے میں مہارتِ تامہ رکھتی ہے، لہٰذا ہمارا کام وقت کے ہر چلے ہوئے نعرے کے پیچھے چل پڑنا نہیں ہے، بلکہ اسے

قرآن وسنت کی کسوٹی پر پرکھ کر یہ فیصلہ کرنا ہے کہ یہ ہمارے مزاج ومذاق کے مطابق ہے یا نہیں؟ جب تک ہم میں یہ جرأت اور یہ بصیرت پیدا نہ ہوگی ہم باہر کی ثقافتی یلغار کے لئے ایک تر نوالہ بنے رہیں گے، اور ہماری اجتماعی زندگی کی ایک ایک چول رفتہ رفتہ ہلتی چلی جائیں گی۔"[1]

بنی اسرائیل پر تباہی کے دروازے کھولنے والا پہلا فتنہ "عورت"

(۱۱)۔عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَإِنَّ اللهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا، فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ»[2].

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ یہ دنیا میٹھی اور سرسبز وشاداب ہے، اور اللہ تعالیٰ تم کو اس میں اپنا جانشیں بنانے والا ہے، پھر دیکھے گا کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو؟ پس دنیا سے اور عورتوں سے ڈرتے رہو، کیونکہ بنی اسرائیل کا سب سے پہلا فتنہ عورتوں کی جانب سے شروع ہوا۔

بیش قیمت تحفوں کے چکر میں پھنس کر بلعم بن باعور نے اپنے دین ودنیا کو تباہ کرلیا

جیسا کہ اوپر حدیث شریف میں مذکور ہوا کہ بنی اسرائیل پر تباہیوں کے دروازے کھلنے کا پہلا سبب عورت بنی، چنانچہ اس کی تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص جس کا نام بلعم بن باعور تھا، بہت مستجاب الدعوات تھا، اسے اسم اعظم یاد تھا، جس کے ذریعہ وہ اپنی ہر دعا مقبول کرالیتا تھا، چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام "جبّارون" سے لڑنے کے لئے علاقہ شام میں واقع بنی کنعان کے ایک حصہ میں خیمہ زن ہوئے تو بلعم کی قوم کے لوگ بلعم کے پاس آئے اور کہا

---

[1] ذکر وفکر: ص ۳۱۰-۳۱۴، از حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم، مکتبہ معارف القرآن، کراچی۔

[2] صحیح مسلم: ۲۰۹۸/۴، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے پیروکاروں کا ایک عظیم لشکر لے کر ہمیں قتل کرنے اور اس علاقہ سے نکالنے کے لئے آئے ہیں، تم ان کے لئے کوئی ایسی بد دعا کرو کہ وہ یہاں سے واپس بھاگ جائیں۔ بلعم نے جواب دیا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ بھلا میں خدا کے پیغمبر علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں کے حق میں بد دعا کیسے کر سکتا ہوں؟ اگر میں ان کے لئے بد دعا کرتا ہوں تو میری دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہو جائیں گی! جب اس کی قوم کے لوگوں نے بہت منت سماجت کی اور وہ بد دعا کرنے پر اصرار کرتے رہے تو بلعم نے کہا کہ اچھا میں استخارہ کروں گا اور دیکھوں گا کہ کیا حکم ہوتا ہے، پھر اس کے بعد کوئی فیصلہ کروں گا۔ بلعم کا یہ معمول تھا کہ وہ بغیر استخارہ کوئی بھی کام نہیں کرتا تھا، چنانچہ اس نے جب استخارہ کیا تو خواب میں اُسے ہدایت کی گئی کہ پیغمبر اور مؤمنوں کے حق میں ہر گز بد دعا مت کرنا! بلعم نے اس خواب سے اپنی قوم کو مطلع کیا اور بد دعا نہ کرنے کے لئے اپنے ارادہ کا پھر اظہار کیا۔ قوم کے لوگوں نے غور و فکر کے بعد ایک طریقہ اختیار کیا، اور وہ یہ کہ وہ لوگ اپنے ساتھ بیش قیمت تحفے لے کر بلعم کے پاس آئے، اور پھر اس کے سامنے بہت ہی زیادہ منت سماجت کی، روئے گڑگڑائے اور اسے اتنا مجبور کیا کہ آخر کار وہ ان کے جال میں پھنس ہی گیا۔

گدھا بول اٹھا مگر بلعم کو عبرت نہ ہوئی، اور وہ عذابِ الٰہی میں پھنس گیا

چنانچہ وہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر جستان پہاڑ کی طرف چلا، جس کے قریب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لشکر مقیم تھا، راستہ میں کئی مرتبہ گدھا گرا، جسے وہ مار مار کر اٹھاتا رہا، یہاں تک کہ جب یہ سلسلہ دراز ہوا اور بلعم بھی اپنے گدھے کو مار مار کر اٹھاتا ہوا پریشان ہو گیا تو حق تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے گدھے کو گویائی عطا کی، چنانچہ گدھا بولا کہ نادان بلعم! تجھ پر افسوس ہے، کیا تو یہ نہیں دیکھتا کہ تو کہاں جا رہا ہے؟ تو مجھے آگے چلانے کی کوشش کر رہا ہے اور ملائکہ میرے آگے آ کر مجھے پیچھے دھکیل رہے ہیں۔

بلعم نے جب چشمِ حیرت سے گدھے کو بولتے دیکھا تو بجائے اس کے کہ اس تنبیہ پر اپنے ارادہ سے باز آجاتا، گدھے کو وہیں چھوڑا اور پیادہ پا پہاڑ پر چڑھ گیا۔ پھر وہاں بد دعا کرنے لگا، مگر یہاں بھی قدرتِ خداوندی نے اپنا یہ کرشمہ دکھایا کہ بلعم اپنی بد دعا میں جب بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے لشکر کا نام لینا چاہتا، اس کی زبان سے بنی اسرائیل کے بجائے بلعم کی قوم کا نام نکلتا۔

یہ سن کر اس کی قوم کے لوگوں نے کہا کہ بلعم! یہ کیا حرکت ہے؟ بنی اسرائیل کے بجائے ہمارے حق میں بد دعا کر رہے ہو؟ بلعم نے کہا کہ اب میں کیا کروں۔ حق تعالیٰ میرے قصد و ارادہ کے بغیر میری زبان سے تمہارا نام نکلوا رہا ہے۔ لیکن بلعم پھر بھی اپنی بد دعا سے باز نہ آیا، اور اپنی سی کوشش کرتا رہا، یہاں تک کہ عذابِ الٰہی کی وجہ سے بلعم کی زبان اس کے منہ سے نکل کر سینہ پر آپڑی، پھر تو گویا بلعم کی عقل بالکل ہی ماری گئی، اور دیوانہ وار کہنے لگا کہ لو اب تو میری دنیا اور آخرت دونوں ہی برباد ہو گئی۔ اس لئے اب ہمیں بنی اسرائیل کی تباہی کے لئے کوئی دوسرا جال تیار کرنا پڑے گا۔

اے مسلمانو! ستّر ہزار بنی اسرائیل کی آناً فاناً موت کی جڑ اور بنیاد سیلز لیڈیز Sales Ladies تھیں

پھر اس نے مشورہ دیا کہ تم لوگ اپنی اپنی عورتوں کو اچھی طرح آراستہ و پیراستہ کر کے اور ان کے ہاتھوں میں کچھ چیزیں دے کر ان چیزوں کو فروخت کرنے کے بہانے سے عورتوں کو بنی اسرائیل کے لشکر میں بھیج دو۔ اور ان سے کہہ دو کہ اگر بنی اسرائیل میں سے کوئی شخص تمہیں اپنے پاس بلائے تو انکار مت کرنا۔ یاد رکھو اگر بنی اسرائیل میں سے ایک شخص بھی کسی عورت کے ساتھ حرام کاری میں مبتلا ہو گیا تو تمہاری ساری کوششیں کامیاب ہو جائیں گی۔ چنانچہ بلعم کی قوم نے اس مشورہ پر عمل کیا اور اپنی عورتوں کو بنا سنوار کر بنی اسرائیل کے لشکر میں بھیج دیا۔ وہ عورتیں جب لشکر

میں پہنچیں، اور ان میں سے ایک عورت جس کا نام کُسّی بنت صور تھا، بنی اسرائیل کے ایک سردار زمزم بن شلوم نامی کے سامنے سے گذری تو وہ عورت کے حسن و جمال کا اسیر ہو گیا، اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس لے گیا اور ان سے کہنے لگا کہ کیا آپ اس عورت کو میرے لئے حرام قرار دیتے ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں! اس عورت کے پاس ہر گز مت جانا، تو زمزم نے کہا کہ میں اس بارے میں آپ کا حکم نہیں مانوں گا۔ چنانچہ وہ اس عورت کو اپنے خیمہ میں لے گیا اور وہاں اس کے ساتھ منہ کالا کیا۔ بس پھر کیا تھا حکمِ الٰہی نے قہر کی شکل اختیار کر لی، اور اس سردار کی شامتِ عمل سے ایسی وباء پورے لشکر پر نازل ہوئی کہ آن کی آن میں ستّر ہزار آدمی ہلاک و تباہ ہو گئے۔

زانی مرد و عورت کے قتل ہوتے ہی عذابِ خداوندی ٹل گیا

اُدھر جب فِخَاص کو کہ جو حضرت ہارون علیہ السلام کا پوتا اور ایک قوی ہیکل آدمی تھا، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نگہبان تھا، یہ معلوم ہوا کہ ہمارے ایک سرادر کی شامتِ عمل نے قہرِ خداوندی کو دعوت دے دی ہے، تو فوراً اپنا ہتھیار لے کر زمزم کے خیمہ میں داخل ہوا، اور پلک جھپکتے ہی زمزم اور اس عورت کا کام تمام کر ڈالا، اور پھر بولا کہ "اللہ تعالیٰ نے اسی شخص کی وجہ سے ہم سب کو ہلاک و تباہ کر دیا ہے۔" چنانچہ ان دونوں کے قتل ہوتے ہی وہ وباء جو عذابِ خداوندی کی صورت میں نازل ہوئی تھی، ختم ہو گئی۔[1]

بنی نوعِ آدم کے سب سے پہلے قتل کی بنیاد بھی یہی "عورت" تھی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

«وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ

[1] مظاہر حق جدید: ۳/ ۲۴۵-۲۴۶، از افادات نواب قطب الدین خاں صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی۔

يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ». {المائدة:۲۷}

یعنی اے محمد ﷺ آپ ان اہل کتاب کو حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں یعنی ہابیل و قابیل کا قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سنائیے، جبکہ دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی، اور ان میں سے ایک کی تو مقبول ہوگئی، اور دوسرے کی مقبول نہ ہوئی، تو وہ دوسرا کہنے لگا کہ میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ {معارف القرآن:۱۰۸/۳}

قرآنِ کریم کی اس آیت میں حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل و قابیل کا قصہ مذکور ہے۔

اس قصہ میں بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یہ فتنہ اتنا سنگین اور بھیانک ہے کہ قابیل نے صرف اپنی اس بہن سے شادی کی وجہ سے جو کہ زیادہ خوبصورت تھی مگر اس وقت کی شریعتِ آدم علیہ السلام میں اس کے ساتھ اسکا نکاح جائز نہ تھا، صرف اس کے حصول کی خاطر بھائی کو قتل کر دیا، تاکہ وہ بھائی اس سے نکاح نہ کر سکے، یہ خود نکاح کر لے، اور اس سلسلے میں اپنے والد حضرت آدم علیہ السلام کی بات بھی نہ مانی۔ امام ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جریر کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں اس بات کی صراحت ہے کہ قتل کی وجہ یہی عورت تھی، «قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ حَتّٰى لَا تَنْكِحَ أُخْتِيْ»[1] میں تجھے ضرور قتل کروں گا، تاکہ تو میری بہن سے شادی نہ کر سکے۔

تو گویا کہ روئے زمین پر بنی نوعِ آدم میں جو سب سے پہلا قتل وجود میں آیا، اس کا بنیادی سبب یہی "عورت" بنی، اور سب سے پہلی والد کی نافرمانی کا سبب بھی یہی "عورت" ہے، اور سب سے پہلا حسد پیش آنے کی وجہ بھی یہی "عورت" ہے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ آج کل کے عقل کے دعوے دار ہر جگہ خلوتوں اور جلوتوں میں قدم قدم پر زندگی کے ہر شعبہ میں عورت کو ساتھ ساتھ بٹھا کر رکھنا چاہتے ہیں، بھلا اس میں خیر اور کامیابی کیسے ہو سکتی ہے؟

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ۸۲/۳، تحقیق: سامي بن محمد سلامة، دار طيبة للنشر والتوزيع۔

جس کے پاس وحیِ الٰہی کی روشنی اور تعلیماتِ نبویؐ کی ہدایات ہوں گی، وہ کبھی اس کو برداشت اور گوارا نہیں کر سکے گا۔

ہر ذمہ دار اور نگہبان قیامت کے دن جواب دِہ ہوگا

بخاری شریف کی حدیث ہے:-

(۱۲)۔عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَلاَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالإِمَامُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا، وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ، وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ، أَلاَ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ»[۱]۔

حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: سن لو تم میں کا ہر شخص نگراں ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ امام جو لوگوں کا حاکم ہوتا ہے وہ نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ مرد اپنے گھر والوں کا نگراں ہے اور اس سے اس کے گھر والوں کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کے بچوں کی نگراں ہے اور اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ غلام اپنے آقا کے مال کا نگراں ہے اور اس مال کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا۔ دوبارہ سن لو تم میں سے ہر ایک شخص نگراں ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔

---

[۱] رواه البخاري: ۹/۶۲، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة، مصر.

عورت کی ذمہ داری گھر کے ساتھ مقید کرنے کی حکمت

فتح الباری جلد ۵ صفحہ ۱۳۲ میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت بڑا قیمتی نکتہ ارشاد فرماتے ہیں کہ «اِنَّمَا قَیَّدَ بِالْبَیْتِ لِاَنَّھَا لَا تَصِلُ اِلٰی مَا سِوَاہُ غَالِباً اِلَّا بِاِذْنٍ خَاصٍّ»۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی ذمہ داری کو گھر کے ساتھ مقید کیا ہے، کیونکہ گھر کے علاوہ کسی اور مقام تک اس کی رسائی نہیں ہوتی، اِلّا یہ کہ کسی خصوصی اجازت سے فائدہ اٹھا کر وہ پہنچ جائے۔

یعنی اس کا دائرۂ عمل گھر ہی ہے، اس لئے گھر سے باہر اس کے ذمہ دار بنائے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ گھر کے اندر اسکے راعی اور نگران ہونے کا مطلب کیا ہے؟

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو افراد اس کے زیرِ اثر ہیں، اس کا فرض ہے کہ ان کے حقوق اور مفادات کی نگہداشت کرے، ان کو راہِ راست پر لائے، اور غلط روی سے باز رکھے اور ان کے نفع وضرر اور سود وزیاں کی اس طرح نگرانی کرے جس طرح ایک چرواہا جنگل میں بھیڑوں کی نگرانی کرتا ہے۔ عورت کا فرض یہیں ختم نہیں ہوجاتا، بلکہ وہ اس دولت اور ساز وسامان کی بھی محافظ اور امین بنائی گئی ہے جو شوہر نے اس کے تصرف میں دیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صالح بیوی کی ایک صفت یہ بیان فرماتے ہیں:- «وَاِنْ غَابَ عَنْھَا نَصَحَتْہُ فِیْ نَفْسِھَا وَمَالِہٖ»[1]۔

اگر شوہر اس کی نگاہوں سے غائب ہوجائے تو وہ اپنے نفس یعنی عصمت اور اس کے مال کے معاملے میں اس کے ساتھ خیر خواہی کرتی ہے۔

اس سے بھی آگے گھر کے تمام داخلی فرائض وواجبات اس کے ذمہ کئے گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان امورِ خانہ داری کی تقسیم اس طرح

[1] سنن ابن ماجه: ٦٢/٣، تحقيق: شعيب الأرناؤوط، دار الرسالة العالمية، بيروت.

فرمائی تھی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اندرونی خدمات اور حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر کے کام انجام دیں گے۔

عورت کے یہ فرائض فکر و عمل کی آزادی کا جس حد تک مطالبہ کرتے ہیں شریعت نے اس حد تک اس کو اپنی صوابدید کے مطابق کام کرنے کی آزادی بھی دی ہے۔ ایک مرتبہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے شوہر ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی شکایت کی کہ وہ پیسے کے معاملے میں ہاتھ روکے رہتے ہیں اور میرے اور میری اولاد کے تمام اخراجات پورے نہیں کرتے۔ اپنی ضروریات کی تکمیل کی سوائے اس کے کوئی صورت نہیں ہے کہ میں ان کے علم اور اطلاع کے بغیر ہی ان کا مال لے لیا کروں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرف عام کے مطابق تم اپنی اور اپنی اولاد کے حسب ضرورت ان کی دولت صرف کر سکتی ہو۔[1]

غور کیجئے کہ مردوں کے بڑے بڑے کارناموں کا اجر عورتوں کو گھر بیٹھے کیوں کر مل گیا؟

ایک مرتبہ مسلمان خواتین نے اپنی ایک ذہنی الجھن حل کرنے کے لئے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نامی بہت ہی سمجھدار اور زیرک خاتون کو اپنا ترجمان بنا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ وہ آپ کی خدمت میں پہنچ کر عرض کرتی ہیں:-

«إِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ وَرَائِيْ مِنْ جَمَاعَةِ نِسَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ، كُلُّهُنَّ يَقُلْنَ بِقَوْلِيْ، وَعَلٰى مِثْلِ رَأْيِيْ، إِنَّ اللهَ تَعَالٰى بَعَثَكَ إِلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، فَآمَنَّا بِكَ وَاتَّبَعْنَاكَ، وَنَحْنُ مَعْشَرَ النِّسَاءِ مَقْصُوْرَاتٌ مُخَدَّرَاتٌ، قَوَاعِدُ بُيُوْتٍ وَمَوَاضِعُ شَهَوَاتِ الرِّجَالِ، وَحَامِلَاتُ أَوْلَادِهِمْ، وَإِنَّ الرِّجَالَ فُضِّلُوْا بِالْجُمُعَاتِ وَشُهُوْدِ الْجَنَائِزِ وَالْجِهَادِ، وَإِذَا خَرَجُوْا لِلْجِهَادِ حَفِظْنَا لَهُمْ أَمْوَالَهُمْ وَرَبَّيْنَا أَوْلَادَهُمْ، أَفَنُشَارِكُهُمْ فِي الْأَجْرِ يَا رَسُوْلَ

[1] عورت اسلامی معاشرہ میں: ص ۲۰۶-۲۰۷، بحوالہ زاد المعاد: ج ۴، ص ۴۵۔

اللّٰهِ؟ فَالْتَفَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهٖ إِلٰى أَصْحَابِهٖ، فَقَالَ: هَلْ سَمِعْتُمْ مَقَالَةَ امْرَأَةٍ أَحْسَنَ سُؤَالًا عَنْ دِيْنِهَا مِنْ هٰذِهٖ؟ فَقَالُوا: بَلٰى وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُنْصُرِيْنِيْ يَا أَسْمَاءُ وَأَعْلِمِيْ مَنْ وَرَائَكِ مِنَ النِّسَاءِ أَنَّ حُسْنَ تَبَعُّلِ إِحْدَاكُنَّ لِزَوْجِهَا، وَطَلَبَهَا لِمَرْضَاتِهٖ، وَاتِّبَاعَهَا لِمُوَافَقَتِهٖ، يَعْدِلُ كُلَّ مَا ذَكَرْتِ لِلرِّجَالِ. فَانْصَرَفَتْ أَسْمَاءُ وَهِيَ تُهَلِّلُ وَتُكَبِّرُ اِسْتِبْشَارًا بِمَا قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»[1].

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاکر عرض کیا کہ میں قاصد ہوں مسلمان خواتین کی ایک جماعت کی طرف سے جو میرے پیچھے ہے۔ سب کی سب وہی کہتی ہیں جو میں کہتی ہوں، اور وہی رائے رکھتی ہیں جو میری رائے ہے کہ:-

اللہ نے آپ کو مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف بھیجا ہے۔ پس ہم سب آپ پر ایمان لائے اور آپ کی پیروی کی، لیکن ہم طبقۂ خواتین کا یہ حال ہے کہ وہ پابند، پردہ نشین، گھر میں ہی بیٹھی رہنے والی، مردوں کی خواہشات کی مرکز، اور ان کی اولاد کو (حمل کے دوران) اٹھانے والی ہیں، اور مردوں کو جمعوں میں شرکت اور جنازوں اور جہاد میں حصہ لینے کی بنا پر فضیلت دی گئی ہے۔ جب وہ جہاد پر جاتے ہیں تو ہم ان کے مال و اسباب کی حفاظت اور ان کے بچوں کی پرورش کرتے ہیں، تو کیا اے اللہ کے رسول! اجر و ثواب میں ہم بھی ان کے ساتھ شریک ہوں گی؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی طرف اپنا رخ کیا اور پوچھا کیا تم نے کسی عورت کو اپنے دین کے متعلق اس عورت سے زیادہ بہتر انداز میں سوال کرتے ہوئے سنا ہے؟ صحابہ نے جواب دیا قسم خدا کی ہم نے نہیں سنا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماء رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اسماء! جاؤ اپنے پیچھے جو عورتیں ہیں ان کو بتادو کہ تمہارا اپنے شوہروں کے ساتھ حسنِ سلوک

---

[1] الاستيعاب في معرفة الأصحاب: ١٧٨٧/٤، تحقيق: علي محمد البجاوي، دار الجيل، بيروت.

کرنا اور ان کی رضا جوئی اور ان کے ساتھ موافقت کے لئے ان کی اتباع کرنا ان تمام خدمات کے برابر ہے جن کا تم نے ابھی ذکر کیا ہے۔[1]

حضرتِ ہند بنت عتبہ اور حضرتِ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما کو دیئے گئے جوابات میں یہ خاص اشارہ ہے کہ عورت دراصل گھر ہی کے کاموں کے لئے ہے

مذکورہ بالا تمام تفصیلات کو سامنے رکھ کر اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شریعت کی نگاہ میں عورت کے لئے اصل یہی ہے کہ وہ گھر کے اندر رہ کر گھریلو نظام کی درستگی اور شوہر کے بچوں کی تربیت وغیرہ پر اپنی توجہ مرکوز رکھے کہ اس میں کوئی کمی و کوتاہی نہ ہونے پائے، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس نکتہ کو فتح الباری میں ذکر فرمایا ہے۔ اور اگر عورت گھر سے باہر جا کر کھانے کمانے کے لئے ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے معاملے میں ان صحابیہ کو حکم فرماتے کہ اگر تمہارا خرچہ پورا نہیں ہوتا ہے تو تم بھی اپنے کمانے کا کوئی سلسلہ شروع کر دو اور کوئی ذریعہ مُعاش تلاش کرلو، مگر اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا، بلکہ یہ فرمایا کہ حسبِ حیثیت وعرف تم اپنی اور اپنی اولاد کی ضرورت کے لیے شوہر کے مال سے خرچ کرسکتی ہو، اور ان کو بتائے بغیر اتنا مال لے سکتی ہو۔

اسی طرح حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے سوالات کے جوابات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ ہدایت نہیں فرمائی کہ تم بھی مردوں کی طرح ان کے شانہ بشانہ یہ سب بڑے بڑے کام شروع کرلو تو تم بھی فضیلت میں ان کی طرح ہو جاؤ گی، بلکہ جو کچھ ارشاد فرمایا مختصر لفظوں میں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے عورتو! تمہارے لئے تو اللہ تعالیٰ نے جنت کو بڑا آسان کر دیا کہ جو بڑے بڑے کام شوہر باہر رہ کر کرتے ہیں تم کو یہیں گھر بیٹھے بیٹھے ان کا ثواب ملتا ہے۔ کیا خوب بات ارشاد فرمائی ہے کہ "تمہارا

---

[1] عورت اسلامی معاشرہ میں: ص ۲۱۰-۲۱۱.

اپنے شوہروں کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کی رضاجوئی اور ان کے ساتھ موافقت کے لئے ان کی اتباع کرنا ان تمام خدمات کے برابر ہے جن کا تم نے ابھی ذکر کیا ہے۔"

عورت کے لئے جنت کتنی آسان!

اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ یہ عورتیں خواہ مخواہ گھر سے باہر نکلی پھر رہی ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے تو ان کے لئے جنت کو بہت ہی آسان کر دیا ہے، یعنی ایسے کاموں میں ان کی جنت رکھ دی ہے کہ جن میں سے کسی بھی کام کے لئے گھر سے باہر نکلنے کی ضرورت نہیں ہے، جیسا کہ ایک روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

(۱۳)۔عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اَلْمَرْأَةُ إِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَأَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ»[۱]

یعنی عورت بس یہ چند کام کر لے، پانچ وقت کی نماز پڑھ لے، اور ایک ماہ کے روزے رکھ لے، اور اپنے شوہر کی صحیح معنوں میں اطاعت کر لے، اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر لے، تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے یعنی عورت کے ذمہ بنیادی طور پر جو امور ہیں وہ مذکورہ بالا امور ہیں، جن میں سے کسی کو بھی انجام دینے کے لئے گھر سے باہر جانے کی ضرورت نہیں ہے اسی لئے عورت کے لئے جنت میں داخلہ گھر بیٹھے بٹھائے حاصل ہو سکتا ہے۔

اور رہ گئے دوسرے بڑے بڑے کارنامے جو کہ مرد لوگ گھر سے باہر نکل کر انجام دیتے ہیں، تو ان کے متعلق ارشادِ نبوی ؐ آچکا ہے کہ ان کو گھر میں رہتے ہوئے ہی ان سب کا ثواب ملتا رہتا ہے۔

ایک مؤمن کے پیمانِ وفا کا امتحان یوں تو زندگی کے ہر قدم پر ہوتا رہتا ہے، لیکن اس

---

[۱] مشکوۃ المصابیح: ص ۲۸۱، قدیمی کتب خانہ، مقابل آرام باغ، کراچی۔

امتحان کا انتہائی سخت مرحلہ اس وقت پیش آتا ہے، جبکہ حق کے باغی پوری قوت کے ساتھ میدان میں آچکے ہوں، اور حق و باطل کی موت و حیات کا فیصلہ ہو رہا ہو، اس وقت ایک باوفا بندے کا فرض ہے کہ حق کی حفاظت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگادے، اسلام نے ان نازک لمحات میں بھی عورت سے اس کی وفاداری کا ثبوت محاذِ جنگ پر طلب نہیں کیا ہے، بلکہ گھر کے دائرہ ہی کو اس کی آزمائش کا میدان قرار دیا، اور خاوند و اولاد، اور خویش و اقارب کے ساتھ خیر خواہی اس کے ایمان کی دلیل سمجھی۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

«عَلَيْكُنَّ بِالْبَيْتِ، فَإِنَّهُ جِهَادُكُنَّ»[1]

یعنی "اے عورتو! تم اپنے گھروں میں جمی رہو، یہی تمہارا جہاد ہے"۔

اور ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ:-

كَتَبَ اللهُ الْجِهَادَ عَلَى الرِّجَالِ، فَإِنْ أَصَابُوْا أُجِرُوْا، وَإِنِ اسْتُشْهِدُوْا كَانُوْا أَحْيَاءً عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ، فَمَا يَعْدِلُ ذٰلِكَ مِنَ النِّسَاءِ؟ قَالَ: «طَاعَتُهُنَّ لِأَزْوَاجِهِنَّ، وَالْمَعْرِفَةُ بِحُقُوقِهِمْ، وَقَلِيلٌ مِنْكُنَّ تَفْعَلُهُ»[2]

یعنی اللہ تعالیٰ نے مردوں پر جہاد فرض کیا ہے، اگر وہ فتحیاب ہوتے ہیں تو غنیمت پاتے ہیں، اور اگر شہید ہوتے ہیں تو وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں جہاں ان کو روزی ملتی ہے، پس ہمارا کون سا عمل اُن کے اِس عمل کے برابر ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ "اپنے شوہروں کے حقوق کو پہچاننا اور ان کی اطاعت کرنا، مگر تم میں سے بہت کم ہی عورتیں اس پر عمل کرتی ہیں"۔

❁❁❁

[1] مسند الإمام أحمد بن حنبل: ٤٥٨/٤٠، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة، بيروت.

[2] مصنف عبد الرزاق الصنعاني: ٤٦٣/٨، تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي، المجلس العلمي، الهند.

عورتوں کے پردہ سے متعلق اوپر کتاب میں ذکر کردہ آیات واحادیث کی روشنی میں علماء وفقہاءِ امت کے ارشادات

امت کے علماء ربانیین، جو کہ درحقیقت نبی پاک ﷺ کے حقیقی وارثین ہیں۔جن کی باتیں مان کر چلنے میں ہماری دنیاو آخرت کی کامیابی چھپی ہوئی ہے۔آیئے ہم ذرا غور کریں کہ انہوں نے عورت کے پردہ و تستُّر کے بارے میں اور اجنبی و نامحرم عورت سے احتیاط کے متعلق کیا کچھ ارشاد فرمایا ہے۔غور سے پڑھیۓ اور پھر فیصلہ کیجئے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیۓ تھا اور ہم کیا کر رہے ہیں۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:-

۱. عورت کا جہری نماز میں بلند آواز سے قراءت کرنا جائز نہیں۔

۲. عورت کا حج میں لبیک آواز کے ساتھ پکار کر کہنا جائز نہیں۔

۳. اگر عورت مقتدی ہو، مثلاً اپنے شوہر یا محرم (بھائی باپ وغیرہ) کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہو، اور امام کو کچھ سہو ہو گیا ہو، تو عورت کو زبان سے بتلانا جائز نہیں، بلکہ ہاتھ پر ہاتھ مار دے، تاکہ امام اس کو سن کر سمجھ جائے کہ میں کچھ بھولا ہوں اور پھر سوچ کر یاد کر لے۔

۴. جوان عورت کا نامحرم مرد کو سلام کرنا جائز نہیں۔

۵. جب زور سے قراءت اور لبیک کہنا اور امام کے سہو کے وقت سبحان اللہ کہنا جائز نہیں، تو بلا ضرورت کلام کرنا، یا اشعار سنانا، یا خط وکتابت کرنا، جو کہ بات چیت سے زیادہ جذبات کو بھڑکانے والا ہے، یا اخباروں میں مضمون دینا، جیسا کہ آجکل رواج ہے کہ اپنا پتہ اور نشان بھی لکھ دیا جاتا ہے، یہ سب کیسے جائز ہو گا؟

۶. اجنبی عورت سے بدن دبوانا جائز نہیں تو پھر اس کا ہاتھ ہاتھ میں لینا جیسا کہ جاہل پیر بیعت کرتے وقت لیتے ہیں کیسے جائز ہو گا؟

✪ (**نوٹ**) حدیث صریح ہے کہ اِنِّیْ لَا اُصَافِحُ النِّسَاءَ[1] کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا ہوں۔ حضور ﷺ جیسی مقدس پاکیزہ ہستی جہاں دوسرے برے خیالات کا احتمال بھی نہیں ہے، تو پھر آج کل کے پیر کو، یا کسی بھی فردِ امت کو ہاتھ سے ہاتھ ملانا یا بدن سے بدن ٹچ Touch کرنا کیسے جائز ہوگا؟ (از احقر)

۷. اجنبی عورت کے بدن سے ملے ہوئے کپڑے پر نفس کے میلان کے ساتھ نظر کرنا جائز نہیں۔

۸. آئینہ یا پانی پر جو کسی عورت کا عکس پڑتا ہو، تو اس کا دیکھنا جائز نہیں، اسی بنا پر اجنبی عورت کی تصویر دیکھنا بھی جائز نہیں۔

۹. اجنبی مرد کے سامنے کا بچا ہوا کھانا عورت کو کھانا، یا اس کے برعکس یعنی عورت کا بچا ہوا کھانا مرد کو کھانا، اگر نفس کو اس میں لذت ہو تو یہ کھانا مکروہ ہے۔

۱۰. عورت کے بال اور ناخن جو بدن سے جدا ہو گئے ہوں، ان کا دیکھنا جائز نہیں۔

۱۱. اجنبی عورت کے تذکرہ سے نفس کو لذت دینا جائز نہیں۔

۱۲. اجنبی عورت کے خیالات و تصورات سے لذت لینا حرام ہے، حتی کہ اگر اپنی بیوی سے متمتع ہو یعنی صحبت کرے اور اجنبی عورت کا تصور کرے، وہ بھی حرام ہے۔[2]

کیا ہم واقعی شریعت کے ان احکام کو مانتے ہیں؟

میرے بھائیو مسلمانو! اور اے میری ماؤ اور بہنو! ہمیں اپنے ایمانی تقاضہ کی روشنی میں اپنی دنیا اور آخرت کی بھلائی اور کامیابی کی خاطر بھی غور و فکر کر لینا چاہئے کہ آخر ہمارے دلوں میں مذکورہ بالا آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ میں ذکر کی ہوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات پر کتنا یقین ہے؟ اور حضور ﷺ کے وارثین علمائے ربانیین اور فقہائے عاملین و کاملین کے ارشادات پر

[1] المعجم الكبير للطبراني: ١٦٣/٢٤، تحقيق: حمدي بن عبدالحميد السلفي، مكتبة ابن تيمية، القاهرة.
[2] پردہ کے احکام: ص ۲۴، از حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ۔

کتنا اعتماد اور بھروسہ ہے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا میں رہتے ہوئے ہم اہل مغرب اور جدت پسند طبقہ کی باتوں میں آکر اپنا حقیقی ایمان کھو بیٹھیں اور علماء سے نفرت و دوری کے نتیجے میں دین ہی سے بالکل دور ہو جائیں، کیونکہ یہ بات میں نہیں کہہ رہا ہوں، حضور ﷺ خود فرما کر گئے ہیں کہ میرے بعد میرے جانشین علمائے کرام ہوں گے۔ تو جس طرح صدر کی عدم موجودگی میں جو نائب صدر اور وائس پریزیڈنٹ ہوتا ہے وہ ملک کے سارے کام سنبھالتا ہے اسی طرح اب دین کی کشتی کے ناخدا اور اس کو چلانے اور سنبھالنے والے یہی علمائے حق اور فقہائے امت ہیں۔

بس اب آپ ہی سوچ کر بتایئے اور آج ہی سے فیصلہ کیجئے

کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ جب قرآن و حدیث کی تعلیمات اور علماء و فقہاء امت کے ارشادات کی روشنی میں ہماری مسلمان ماؤں اور بہنوں کے لئے گھر سے باہر جانے کے سلسلے میں وہ سب احکامات ہیں جو اوپر کتاب میں مذکور ہوئے ہیں، جن کا خلاصہ اور نچوڑ یہ ہے کہ:-

۱. بلا ضرورت گھر سے باہر نکل کر جانا بالکل ناجائز اور سخت منع ہے۔

۲. اور اگر گھر سے باہر کسی ضرورتِ معتبرہ صحیحہ سے جانا ہی پڑے تو خوبصورت برقعے اور مزین بھڑکیلے کپڑے اور زیب و زینت کی تمام چیزوں سے دور رہے، بلکہ گھریلو استعمالی پرانے کپڑوں میں جائے، اور راستہ میں مردوں کے درمیان بلا تکلف نہ چلے پھرے، بلکہ راستہ کے کنارے پر چلے، اور اگر کسی غیر محرم سے بات کرنی پڑے تو خواہ مخواہ بلا ضرورت لمبی باتیں نہ کرے، بلکہ بقدرِ ضرورت اور بوقتِ ضرورت ہی بات چیت کرے۔

۳. اور پھر بات چیت جو کہ ضروری درجہ کی ہو، اس کے کرتے ہوئے اپنے لب و لہجہ میں نرمی اور لچک بالکل نہ لائے، بلکہ کڑے لہجہ میں بات کرے۔ چہ جائیکہ بلاوجہ مسکرانا اور چکنی چپڑی باتیں کرنا، جو کہ آج کے زمانہ میں خوش اخلاقی کا ایک معیار بن چکا ہے۔

۴. نیز اس کا پورا اہتمام ہو کہ کسی نامحرم پر نظر نہ پڑے، بلکہ نظریں نیچی رہیں۔

۵. اور اگر اچانک نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹالے۔ اگر جما کر رکھے گی تو دل کے اندر زہریلے اثرات آنے شروع ہو جائیں گے اور اگر ہٹالے گی خواہ کتنا ہی زور پڑے تو بوعدۂ حدیثِ قدسی دل کو حلاوتِ ایمانی ملے گی۔ (اور یہی حکم مردوں کیلئے بھی ہے)

۶. کالجوں، یونیورسٹیوں، آفسوں اور بازاروں، سمندر کے کناروں اور کھیلوں کے میدانوں میں جانے سے پہلے ایک بار اپنے خالق و مالک اور اپنے محسن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں اور علماء کے ان ارشادات کو پڑھ کر اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کر لیجیے، اور ان کے خطرناک نتائج اور روزانہ مشاہدہ ہونے والے بُرے انجام کو سامنے رکھ لیجیے گا۔

۷. مردوں کے شانہ بشانہ ہر دن اپنے گھر سے نکل کر نوکری اور جاب Job کے لئے جانا اور وہاں صبح سے شام تک غیر محرموں کے ساتھ رہنا اور آنکھوں اور کانوں اور زبان و دل کے زنا میں مبتلا رہنا، یہ وہ چیزیں ہیں جن کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے، اس لئے اپنے اس طرزِ زندگی پر نظر ثانی کیجیے۔

۸. کمپنی کے مالک کے الیکٹرانک بٹن والے کمرے میں اندر جا کر بحیثیت سکریٹری فائل دکھاتے ہوئے ان کے ساتھ تنہا بیٹھنا یہ حرام خلوت ہے، جس کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ممانعت فرمائی ہے۔

۹. بلا تکلف جب چاہے اپنی گاڑی میں بیٹھ کر ڈرائیونگ کرتے ہوئے گھر سے باہر نکل کر چل دینا اور اپنے کو تسلی دے دینا کہ میں ضرورت کے لئے جا رہی ہوں، یہ صرف نفس و شیطان کی چال ہے اور اپنے کو سخت دھوکہ میں رکھنا ہے۔ پہلے شریعت سے پوچھو کہ جس ضرورت کے لیے جانا ہے اس سے کون سی ضرورت مراد ہے؟ اور کیا یہ میری ضرورت شریعت کی نگاہ میں ویسی ضرورت و مجبوری ہے؟ بھلا جس مذہب نے نماز باجماعت کے لئے مسجد میں جانے سے روکا

ہو تو وہ مذہب عورتوں کو ایسے ننگی پھرنے کی اجازت کیسے دے گا؟ جو آج ہمارے زمانے اور ملک میں اچھی خاصی دیندار عورتوں نے بھی اپنا مزاج بنا رکھا ہے۔

۱۰۔ شادیوں اور ولیموں اور دوسرے فنکشنوں Functions کے موقع پر عورتوں کا بن ٹھن کر باپردہ یا بے پردہ خوب زیب وزینت والے لباس میں اور نہایت پھیلنے اور مہکنے والی خوشبو اور پرفیومز میں معطر ہو کر نکلنے کا سخت گناہ ہونا اوپر کتاب میں تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔

۱۱۔ اگر شیطان کے جالوں میں خود پھنسنے سے بچنا اور دوسروں کو پھانسنے سے بچانا ہے اور اپنی اور دوسروں کی آخرت کو محفوظ رکھنا ہے تو خدارا اپنے گھروں میں باعزت طریقہ پر شریف عورتوں کی طرح جم کر رہیئے اور نامحرم مردوں سے زیادہ سے زیادہ دور رہنے کی کوشش کیجئے، ورنہ آپ کے ذریعے شیطان دوسروں کو جالوں میں پھنسا کر تمام معاشرہ میں فساد مچا دے گا۔

۱۲۔ اللہ کے لئے آپ کی بھلائی کی خاطر کہتا ہوں کہ اپنی عقل اور مشاہدوں پر چلنا چھوڑ کر آنکھ بند کر کے بلا چوں وچرا پورے شرحِ صدر کے ساتھ اپنے نبی ﷺ کی رہنمائی میں اللہ تک پہنچنے کے راستہ کو طے کیجئے۔ پھر دیکھنا کہ دنیا و آخرت کی کیسی خوشیاں اور کامیابیاں نصیب ہوتی ہیں۔

بوقتِ ضرورت عورتوں کے گھر سے باہر نکلنے کی شرائط وحدود وقیود

حضرت مفتی عبد الرحیم صاحب لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رحیمیہ میں بحوالہ "احیاء علوم الدین" تحریر فرماتے ہیں کہ طبعی (قضائے حاجت وغیرہ) اور شرعی (حج وغیرہ) ضرورت سے عورت کو کسی وقت باہر نکلنا پڑے تو مندرجہ ذیل قرآنی تعلیمات اور ہدایاتِ نبوی ﷺ کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہوگا کہ:-

①۔ نگاہیں نیچی رکھیں۔ قرآنِ مجید میں ہے: «وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ

اَبۡصَارِهِنَّ وَيَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَهُنَّ وَلَا يُبۡدِيۡنَ زِيۡنَتَهُنَّ ». {النور:۳۱}.

اور آپ مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی (یعنی عصمت کی) حفاظت کریں اور اپنی زیبائش کو ظاہر نہ کریں۔

④۔ نقاب کے ساتھ نکلے۔ قرآنِ کریم میں ہے: «يُدۡنِيۡنَ عَلَيۡهِنَّ مِنۡ جَلَابِيۡبِهِنَّ» {الاحزاب:۵۹}. یعنی چادروں کا نقاب (گھونگھٹ) لٹکالیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: «فَإِذَا حَاذُوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحۡدَانَا جِلۡبَابَهَا مِنۡ رَأۡسِهَا عَلٰى وَجۡهِهَا فَإِذَا جَاوَزُوۡنَا كَشَفۡنَاهُ» {ابو داؤد: ج۱، ص۲۶۱، کتاب المناسك، باب المحرمات تغطي وجهها }. یعنی حجۃ الوداع کے موقع پر جب لوگ ہمارے سامنے آجاتے اور آمنا سامنا ہوجاتا تو ہم منہ پر چادر لٹکا لیتیں، اور جب سامنے سے چلے جاتے تو ہم منہ کھول دیا کرتی تھیں۔

⑤۔ بن سنور کر نہ نکلے۔ قرآنِ حکیم میں ہے: «وَلَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِيَّةِ الۡأُوۡلٰى». {الاحزاب:۳۳} یعنی زمانۂ جاہلیت کے دستور کے موافق بن سنور کر نہ نکلیں۔

حافظ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:- «وَحَيۡثُ اَبَحۡنَا لَهَا الۡخُرُوۡجَ فَإِنَّمَا يُبَاحُ بِشَرۡطِ عَدَمِ الزِّيۡنَةِ وَتَغۡيِيۡرِ الۡهَيۡئَةِ إِلٰى مَا لَا يَكُوۡنُ دَاعِيَةً إِلٰى نَظَرِ الرِّجَالِ اِسۡتِمَالَةً»[1]. یعنی جس جگہ عورت کو جانے کی اجازت ہے تو اس شرط کے ساتھ اجازت ہے کہ بے پردہ بن سنور کر نہ جائے۔ اور ایسی ہیئت کے ساتھ جائے کہ مردوں کو اس کی طرف دیکھنے کی رغبت اور چاہ نہ ہو، اس لئے کہ خدائے پاک نے فرمایا ہے: «وَلَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِيَّةِ الۡأُوۡلٰى». {مجالس الابرار:۵۶۳}.

---

[1] مصنف عبد الرزاق الصنعاني: ٤٦٣/٨، تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي، المجلس العلمي، الهند.

④۔ میلے کپڑے اور سادے برقعے میں نکلے۔ حدیثِ پاک میں ہے:«وَلٰكِنْ لِيَخْرُجْنَ وَهُنَّ تَفِلَاتٌ»{ابو داؤد: ج۱، ص۹۱، باب ما جاء فی خروج النساء إلی المسجد}.
یعنی "لیکن عورتوں کو میلے کچیلے کپڑوں میں نکلنا چاہئے۔"

حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: «أَعِرُّوا النِّسَاءَ يَلْزَمْنَ الْحِجَالَ وَإِنَّمَا قَالَ ذٰلِكَ لِأَنَّهُنَّ لَا يَرْغَبْنَ فِي الْخُرُوْجِ فِي الْهَيْئَةِ الرَّثَّةِ»{احیاء علوم الدین: ج۲، ص ۴۷، کتاب آداب النکاح، باب فی المباشرۃ }.یعنی عورتوں کو عمدہ پوشاک نہ دو، گھروں میں بیٹھی رہیں گی، اور یہ اس لئے فرمایا کہ عورتیں خراب خستہ حال میں باہر نکلنے کی رغبت نہیں کرتیں۔

⑤۔کوئی خوشبو پاؤڈر وغیرہ نہ لگائے۔ حدیث شریف میں ہے:«كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلَى قَوْمٍ لِيَجِدُوا مِنْ رِيحِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ» {مشكاة المصابيح : ص۹۶، باب الجماعة وفضلها }.یعنی ہر نگاہ (جو بری نیت سے ہو) زنا ہے ،اور بے شک عورت جس وقت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گذرتی ہے، زانیہ اور بدکار ہے۔

مجالس الابرار میں ہے: "اگر شوہر کی اجازت سے ضرورۃً نکلے تو پردہ کر کے خراب ہیئت میں نکلے۔ (شاندار برقعہ نہ ہو)، غیر آباد راستہ تلاش کرے جہاں آمد و رفت کم ہو، سڑکوں اور بازاروں میں سے نہ گذرے، اور خوشبو لگا کر بن سنور کر نہ نکلے، اور راستہ میں کسی سے بات نہ کرے۔"{مجالس الابرار: ص۵۶۸ }.

حضرت حسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے تھے: «أَتَدَعُوْنَ نِسَاءَكُمْ لِيُزَاحِمْنَ الْعُلُوْجَ فِي الْأَسْوَاقِ، قَبَّحَ اللهُ مَنْ لَا يَغَارُ» {احياء علوم الدين: ج۲، ص۴۸، الباب الثالث في آداب المباشرة }.

یعنی حضرت حسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے تھے کہ کیا تم اپنی عورتوں اور ماں بہنوں اور بیٹیوں

کو چھوڑ دیتے ہو کہ بازاروں میں گھومتی پھریں اور کافروں سے رگڑ کر چلیں۔ خدا ناس کرے اس کا جو غیرت نہ رکھتا ہو۔

⑥ سفر میں محرم یا شوہر کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: ”جو عورت اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ تین روز (تین منزل یعنی ۴۸ میل) یا زیادہ کا سفر کرے، مگر اس صورت میں کہ اس کے ساتھ اس کا باپ یا بیٹا یا شوہر یا بھائی ہو، یا کوئی ذی رحم محرم رشتہ دار ہو“۔ {صحیح مسلم: ج۱، ص ۴۳۴، باب سفر المرأة مع محرم الی حج وغیرہ}.

بعض روایات میں دو دن، بعض میں فقط ایک دن، بعض میں فقط ایک رات، بعض میں فقط تین میل کا ہی حکم آیا ہے، یہ تفاوت فتنہ کے اعتبار سے ہے، جس قدر فتنہ وفساد کا اندیشہ زیادہ ہو گا اسی قدر احتیاط کی ضرورت ہو گی۔

حضرت فاطمہ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ
اور پردہ کے بارے میں ان کا اعلیٰ درجہ کا عمل

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر کیا بات ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ”نہ وہ مردوں کو دیکھیں اور نہ مرد ان کو دیکھیں“، آنحضرت ﷺ نے اس جواب کو بہت پسند فرمایا اور دعائیں دیں۔ (مسند بزار، دار قطنی)

عورت کے جنازہ پر گہوارہ (چھتری) اور دفن کے وقت قبر پر چاروں طرف سے پردہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ایجاد ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وفات کے وقت وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازے کو ڈھانک لیا جائے، تاکہ اجنبی مردوں کو میرے قد و قامت و جسامتِ بدن

کا پتہ نہ چلے۔ آپؓ کی طبعی شرم وحیا نے اس کو بھی برداشت نہ فرمایا، حالانکہ جسم کفن میں چھپا ہوا ہوتا ہے، اور وفات کے بعد جسم محلِ شہوت بھی نہیں رہتا، اور شرکاء جنازہ بھی اس وقت مردہ دل ہوتے ہیں، اور خوفِ خدا اُن پر غالب ومسلط رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شرم وحیا کا یہ حال تھا۔

مگر اس زمانہ کی عورتیں نیم آستین فراک پہنے ہوئے، بلکہ نیم عریاں باریک کپڑے، اور بعض ساڑھی باندھے ہوئے، بن سنور کر، خوشبو اور پاؤڈر سے آراستہ، کھلے سر، کھلے منہ، بازاروں میں، میلوں میں، سینما اور تفریح گاہوں میں، مردوں کے سامنے اپنے حسن وجمال کا مظاہرہ کرتی پھرتی ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے کیا خوب فرمایا تھا «نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ، مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ» بہت سی عورتیں ایسی ہیں جو بظاہر کپڑے پہنے ہوئے ہوتی ہیں، لیکن درحقیقت وہ ننگی ہوتی ہیں، اور دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے اور دوسروں کی طرف مائل ہونے میں بڑی مشّاق ہوتی ہیں، ایسی عورتیں جنت کی خوشبو سے محروم رہیں گی۔

کیا خوب فرمایا اکبر الٰہ آبادی مرحوم نے:۔ ع

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا وہ پردہ کیا ہوا؟
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

مجالس الابرار میں فرمایا: «وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَى الطُّرُقَاتِ، فَإِنَّ خُرُوْجَهُنَّ يُعَدُّ مِنْ عَدَمِ الْغَيْرَةِ، فَيَلْزَمُ لِرَجُلٍ أَنْ يَّمْنَعَ زَوْجَتَهُ عَنِ الْخُرُوْجِ مِنَ الْبَيْتِ، وَلَا يَأْذَنُ لَهَا بِالْخُرُوْجِ إِلَّا فِي مَوَاضِعَ مَخْصُوْصَةٍ، وَهِيَ سَبْعَةُ مَوَاضِعَ، زِيَارَةُ الْاَبَوَيْنِ،

وَعِيَادَتُهُمَا، وَتَعْزِيَتُهُمَا أَوْ أَحَدِهِمَا، وَزِيَارَةُ الْمَحَارِمِ، وَفِيْ بَيَانِ الْعَصَبَةِ فِيْ حَقِّ النِّسَاءِ»{مجالس الابرار: ۵۶۲}

یعنی عورتیں راستوں پر نہ نکلیں۔ کیونکہ ان کا نکلنا بے غیرتی میں شمار ہے۔ پس مرد پر لازم ہے کہ اپنی بیوی کو گھر سے نکلنے پر روکے اور نکلنے کی اجازت نہ دے، مگر چند خاص صورتوں میں۔ ماں باپ کی زیارت، ان کی بیمار پرسی اور دونوں کی یا ایک کی تعزیت کو یعنی ماں باپ کو کوئی صدمہ کی بات پیش آجائے تو ان کی دلداری یا ہمدردی کے لئے جانا، یا ایسے رشتہ داروں سے ملنے جانا جو محرم ہیں۔ (بہن بھائی، چچا، ماموں جیسے رشتہ دار وغیرہ)

اگر کوئی عورت دائی ہے، یا مردے کو غسل دینے والی ہے، یا اس کا کسی پر حق آتا ہے، یا کسی کا اس پر حق آتا ہے، تو اجازت سے یا بے اجازت ہر طرح سے جا سکتی ہے، اور ان کے سوا غیروں کی ملاقات، یا ان کی عیادت یا ولیمہ کے لئے جانے کی اجازت نہ دی جائے، اور اگر اس نے اجازت دی اور وہ گئی تو دونوں گنہگار ہوں گے۔ اجازت کبھی چپ رہنے سے بھی ہوتی ہے۔ یہ خاموشی زبانی اجازت کے مثل ہے، کیونکہ بری بات سے منع کرنا فرض ہے۔ خاموش رہنے سے یہ فرض ترک ہوتا ہے، اور ترکِ فرض گناہ ہے۔

«فَالْمَرْأَةُ كُلَّمَا كَانَتْ مَخْفِيَّةً مِّنَ الرِّجَالِ كَانَ دِيْنُهَا أَسْلَمَ لِمَا رُوِيَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِابْنَتِهِ فَاطِمَةَ أَيُّ شَيْءٍ خَيْرٌ لِّلْمَرْأَةِ قَالَتْ أَنْ لَّا تَرَى رَجُلًا وَّلَا يَرَاهَا رَجُلٌ فَاسْتَحْسَنَ قَوْلَهَا وَضَمَّهَا إِلَيْهِ وَقَالَ: ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ».

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین دیواروں کے سوراخ اور جھروکے بند کر دیا کرتے تھے کہ عورتیں مردوں کو نہ جھانکیں۔ {مجالس الابرار: ۵۶۳}. فقط واللہ اعلم بالصواب[1].

---

[1] فتاویٰ رحیمیہ: ج ۱۰، ص ۸۷-۸۹، از حضرت مفتی عبد الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ، دار الاشاعت، کراچی.

اجنبیوں سے بوجہِ فتنہ چہرہ کا پردہ لازم ہے۔از مفتی رشید احمد لدھیانویؒ

حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک وعظ میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

اب ایک نئی بات لندن میں آکر سنی۔ یہ مغربی ممالک چونکہ بہت ترقی یافتہ ہیں، اس لئے ترقی کرتے کرتے اب ان کو ریورس گیئر Reverse Gair لگ گیا ہے۔ یہ ترقی میں ہیں، مگر ان کی ترقی الٹی ترقی ہے، یعنی ترقیِ معکوس۔

چنانچہ یہاں ایک نئی اور عجیب بات سنی کہ "بے شک عورتوں کو پردہ ضروری ہے، مگر عورت کا چہرہ پردہ میں داخل نہیں۔"

سبحان اللہ! کیا کہنے اس انوکھی تحقیق کے، بلکہ نئے انکشاف کے، دل تو چاہتا ہے کہ شیطان کی ان دسیسہ کاریوں کا ایک ایک کر کے جواب دوں، مگر بات ذرا مختصر کرنا چاہتا ہوں، تاکہ ساری باتیں آجائیں۔ یا اللہ! ان مختصر باتوں میں بھی وہی اثر رکھ دے جو مفصل طریقے سے سمجھانا چاہ رہا ہوں۔

چہرہ کے پردہ کی اہمیت ایک مثال کے ذریعہ سمجھئے

ایک چھوٹی سی مثال سے اس کو سمجھ لیجئے۔ ان بے دین لوگوں کے یہاں یہ عام رواج ہے کہ جب رشتہ کرنے لگتے ہیں تو لڑکے والوں کو لڑکی کی تصویر بھیجتے ہیں۔ تصویر پر جو سخت لعنتیں آئی ہیں وہ تو بعد میں بتاؤں گا۔ ابھی ذرا مثال سمجھ لیں۔ مثلاً لڑکی ٹورنٹو میں ہے اور لڑکا ہے کراچی میں، تو یہاں سے لڑکی کی تصویر بھیج دیں گے۔ سو ایسے موقع پر اگر لڑکی چہرہ کی بجائے باقی سارے جسم کی تصویر بھیج دے، تو بتایئے لڑکا یا اس کے والدین یہ رشتہ قبول کریں گے؟ کبھی نہیں۔ وہ تو یہی کہیں گے کہ اصل دیکھنے کی چیز تو چہرہ ہے، وہ تو ہم سے چھپالیا۔ اس تصویر کو ہم کیا کریں گے؟ ایسی سینکڑوں تصویریں ہوں ان کو رکھو اپنے پاس۔ ہمیں تو چہرہ دیکھنا ہے۔ اور اگر چہرے کی تصویر تو بھیج دی، باقی

جسم کا کچھ بھی نہیں بھیجا تو کسی کو اعتراض نہ ہو گا، کہیں گے کہ ہاں ٹھیک ہے۔

ایسے ہی اگر لڑکے کی تصویر مانگی جائے، مثلاً لڑکا ہو اسلام آباد میں اور بیگم صاحبہ ٹورنٹو میں ہیں، دونوں کی شادی کرنا چاہتے ہیں۔ لڑکے نے سر سے لے کر پاؤں تک پورے جسم کی تصویر بھیج دی، مگر چہرہ چھپالیا، تو لڑکی والے قطعاً قبول نہ کریں گے۔

اور روبرو دیکھنے میں بھی چہرہ ہی دیکھ کر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ ان لوگوں کو دنیا کی عقل تو ہے۔ دنیا کے معاملے میں بڑے ہوشیار ہیں، لیکن دین کے معاملے میں یہ عقل کام نہیں دیتی۔ اسے ریورس گیئر Reverse Gair لگ جاتا ہے۔

شادی کے لئے ”چہرہ“ کی اہمیت ہے، تو پردہ کے لئے کیوں نہیں؟

شادی کے لئے چہرہ کا دیکھنا ضروری ہے، لیکن جب آئے پردے کی بات تو اب چہرے کی کوئی اہمیت نہیں۔ کوئی عقل کا کورا بھی اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ فتنہ کا مرکز چہرہ ہے۔ اجنبی نگاہوں کے لئے ساری کشش اور جاذبیت اسی چہرے میں ہے، سو یہ کہنا کہ ”چہرے کا کوئی پردہ نہیں، باقی سارے جسم کا پردہ ہے“، کتنی بڑی حماقت ہے۔

قرآنِ مجید میں جتنی آیات پردہ کے بارے میں آئی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے بھی جتنے ارشادات پردہ کے بارے میں ہیں، یہ سب کے سب چہرے سے متعلق ہیں۔ ان سب میں بار بار چہرہ چھپانے کی تاکید ہے۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن یعنی رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ بیویاں، جو درحقیقت پوری امت کی مائیں ہیں، ان سے متعلق بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صاف صاف حکم ہے کہ:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ {الاحزاب:۵۳}

جب تم ان سے کوئی چیز پوچھنے آؤ تو پردہ کے پیچھے سے پوچھو، روبرو کھڑے ہو کر مت پوچھو۔[1]

---

[1] خطبات الرشید (اللہ کے باغی مسلمان) ۱: / ۲۸۳-۲۸۵، از فقیہ الامت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ، کتاب گھر، ناظم آباد، کراچی۔

شریعت کا منشاء یہ ہے کہ عورتیں گھر ہی میں رہیں

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ گرامی

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ”اَلطُّرُقُ الْحُكَمِيَّةُ فِي السِّيَاسَةِ الشَّرْعِيَّةِ“ میں ارشاد فرماتے ہیں:-

إِنَّ وَلِيَّ الْأَمْرِ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَمْنَعَ مِنْ اخْتِلَاطِ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ فِي الْأَسْوَاقِ، وَالْفُرَجِ، وَمَجَامِعِ الرِّجَالِ، فَالْإِمَامُ مَسْئُوْلٌ عَنْ ذٰلِكَ، وَالْفِتْنَةُ بِهِ عَظِيمَةٌ، قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ».

وَفِي حَدِيْثٍ آخَرَ «بَاعِدُوْا بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ» وَفِي حَدِيْثٍ آخَرَ: أَنَّهُ قَالَ لِلنِّسَاءِ: «لَكُنَّ حَافَّاتُ الطَّرِيْقِ».

وَيَجِبُ عَلَيْهِ مَنْعُ النِّسَاءِ مِنَ الْخُرُوْجِ مُتَزَيِّنَاتٍ مُتَجَمِّلَاتٍ، وَمَنْعُهُنَّ مِنَ الثِّيَابِ الَّتِي يَكُنَّ بِهَا كَاسِيَاتٍ عَارِيَاتٍ، كَالثِّيَابِ الضَّيِّقَةِ وَالرِّقَاقِ، وَمَنْعُهُنَّ مِنْ حَدِيْثِ الرِّجَالِ فِي الطُّرُقَاتِ، وَمَنْعُ الرِّجَالِ مِنْ ذٰلِكَ. وَإِنْ رَأَى وَلِيُّ الْأَمْرِ أَنْ يُفْسِدَ عَلَى الْمَرْأَةِ - إِذَا تَجَمَّلَتْ وَتَزَيَّنَتْ وَخَرَجَتْ - ثِيَابَهَا بِحِبْرٍ وَنَحْوِهٖ، فَقَدْ رَخَّصَ فِي ذٰلِكَ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ وَأَصَابَ، وَهٰذَا مِنْ أَدْنٰى عُقُوْبَتِهِنَّ الْمَالِيَّةِ.

وَلَهُ أَنْ يَحْبِسَ الْمَرْأَةَ إِذَا أَكْثَرَتِ الْخُرُوْجَ مِنْ مَنْزِلِهَا، وَلَا سِيَّمَا إِذَا خَرَجَتْ مُتَجَمِّلَةً، بَلْ إِقْرَارُ النِّسَاءِ عَلٰى ذٰلِكَ إِعَانَةٌ لَهُنَّ عَلَى الْإِثْمِ وَالْمَعْصِيَةِ، وَاللّٰهُ سَائِلٌ وَلِيَّ الْأَمْرِ عَنْ ذٰلِكَ.

وَقَدْ مَنَعَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ النِّسَاءَ مِنَ الْمَشْيِ فِي طَرِيْقِ الرِّجَالِ، وَالِاخْتِلَاطِ بِهِمْ فِي الطَّرِيْقِ. فَعَلٰى وَلِيِّ الْأَمْرِ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهٖ فِي ذٰلِكَ[1].

---

[1] الطرق الحكمية في السياسة الشرعية: ٢/٧٢١ — ٧٢٢، تحقيق: نايف بن أحمد الحمد، دار عالم الفوائد.

”حاکم کا فرض ہے کہ وہ بازاروں، کھلے مقاموں اور مردوں کے مجمعوں میں مردوں کو عورتوں کے ساتھ خلط ملط ہونے سے باز رکھے، اس لئے کہ حاکم اس سلسلہ میں خدا کے یہاں جواب دہ ہے، کیونکہ یہ ایک بہت بڑا فتنہ ہے اور فتنہ کی روک تھام حاکم پر لازمی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے بڑھ کر کوئی اور فتنہ نہیں چھوڑا۔“

ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”عورتوں کو مردوں سے دور رکھو“۔ ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا کہ ”تمہیں راستہ کے کناروں پر چلنا چاہئے“۔

حاکم کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ عورتوں کو آراستہ پیراستہ ہو کر نکلنے سے منع کرے اور انہیں ایسے کپڑوں میں ملبوس ہو کر نکلنے کی اجازت نہ دے جس کے پہننے کے بعد بھی وہ عریاں معلوم ہوتی ہوں، مثلاً تنگ اور باریک کپڑے، اور راستوں میں عورتوں کو مردوں سے گفتگو کرنے اور مردوں کو عورتوں سے گفتگو کرنے سے روکنا بھی اس پر ضروری ہے۔

بعض فقہاء کی یہ رائے بالکل درست ہے کہ جب عورت بن سنور کر باہر نکلے تو حاکم کو یہ حق ہے کہ روشنائی وغیرہ سے اس کے کپڑے خراب کر دے۔ یہ بہت ہی ہلکی مالی سزا ہے۔ اگر عورت بلا ضرورت بار بار گھر سے باہر گھومنے لگے، خصوصاً بھڑکیلے لباس میں تو حاکم کو اس کے قید کرنے کا بھی حق حاصل ہے، بلکہ ان کو اس حالت پر چھوڑ دینا ان کے ساتھ معصیت میں تعاون کرنے کے مترادف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو مردوں کے راستہ یعنی راستہ کے بیچ میں چلنے اور ان کے ساتھ خلط ملط ہونے سے روک دیا تھا۔ اس معاملہ میں حاکم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرنا ضروری ہے۔“

عورت کا گھر کی چہار دیواری میں رہنا
اس کی اصل فطرتِ نسوانی کے مطابق ہے

تفصیلی مضمون۔ از حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

آیئے! ذرا دیکھیں کہ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ مقدسہ میں اس سلسلے میں کیا ہدایات دی گئی ہیں۔

①۔:... صنفِ نازک کی وضع و ساخت ہی فطرت نے ایسی بنائی ہے کہ اسے سراپا ستر کہنا چاہئے، یہی وجہ ہے کہ خالقِ فطرت نے بلا ضرورت اس کے گھر سے نکلنے کو برداشت نہیں کیا، تا کہ گوہرِ آبدار، ناپاک نظروں کی ہوس سے گرد آلود نہ ہو جائے، قرآنِ کریم میں ارشاد ہے: «وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی» (الاحزاب:۳۳) ترجمہ:... "اور ٹکی رہو اپنے گھروں میں اور مت نکلو پہلی جاہلیت والیوں کی طرح بن ٹھن کر۔"

"پہلی جاہلیت" سے مراد قبل از اسلام کا دور ہے، جس میں عورتیں بے حجابانہ بازاروں میں اپنی نسوانیت کی نمائش کیا کرتی تھیں۔ "پہلی جاہلیت" کے لفظ سے گویا پیش گوئی کر دی گئی کہ انسانیت پر ایک "دُوسری جاہلیت" کا دور بھی آنے والا ہے جس میں عورتیں اپنی فطری خصوصیات کے تقاضوں کو "جاہلیتِ جدیدہ" کے سیلاب کی نذر کر دیں گی۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ: "خواتین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز کے لئے مسجد آتی تھیں تو اپنی چادروں میں اس طرح لپٹی ہوئی ہوتی تھیں کہ پہچانی نہیں جاتی تھیں۔"

مسجد میں حاضری، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ارشادات سننے کی ان کو ممانعت نہیں تھی، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو بھی یہ تلقین فرماتے تھے کہ ان کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ان کے لئے بہتر ہے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص:۹۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دقتِ نظر اور خواتین کی عزت و حرمت کا اندازہ کیجئے کہ مسجدِ نبویؐ، جس میں ادا کی گئی ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواتین کے لئے اس کے بجائے اپنے گھر پر نماز پڑھنے کو افضل اور بہتر فرماتے ہیں۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں جو نماز ادا کی جائے، اس کا مقابلہ تو شاید پوری اُمت کی نمازیں بھی نہ کرسکیں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اقتداء میں نماز پڑھنے کے بجائے عورتوں کے لئے اپنے گھر پر تنہا نماز پڑھنے کو افضل قرار دیتے ہیں۔ یہ ہے شرم و حیا اور عفت و عظمت کا وہ بلند ترین مقام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتینِ اسلام کو عطا کیا تھا اور جو بدقسمتی سے تہذیبِ جدید کے بازار میں آج ٹکے سیر بِک رہا ہے۔

مسجد اور گھر کے درمیان تو پھر بھی فاصلہ ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے قانونِ ستر کا یہاں تک لحاظ کیا ہے کہ عورت کے اپنے مکان کے حصوں کو تقسیم کرکے فرمایا کہ فلاں حصے میں اس کا نماز پڑھنا فلاں حصے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِي مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي بَيْتِهَا، وَصَلَاتُهَا فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي حُجْرَتِهَا. (ابوداؤد ج:۱ ص:۸۴)

ترجمہ:... عورت کی سب سے افضل نماز وہ ہے جو اپنے گھر کی چار دیواری میں ادا کرے، اور اس کا اپنے مکان کے کمرے میں نماز ادا کرنا اپنے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے، اور پچھلے کمرے میں نماز پڑھنا آگے کے کمرے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

بہر حال ارشادِ نبویؐ یہ ہے کہ عورت حتی الوسع گھر سے باہر نہ جائے، اور اگر جانا پڑے تو بڑی چادر میں اس طرح لپیٹ کر جائے کہ پہچانی تک نہ جائے، چونکہ بڑی چادروں کا بار سنبھالنا مشکل تھا۔ اس لئے شرفاء کے گھرانوں میں چادر کے بجائے برقع کا رواج ہوا، یہ مقصد ڈھیلے ڈھالے قسم کے دیسی برقع سے حاصل ہوسکتا تھا، مگر شیطان نے اس کو فیشن کی بھٹی میں رنگ کر نسوانی نمائش کا ایک ذریعہ بناڈالا۔ میری بہت سی بہنیں ایسے برقعے پہنتی ہیں جن میں ستر سے زیادہ ان کی نمائش نمایاں ہوتی ہے۔

بغیر پردہ عورتوں کا سرِعام گھومنا سخت گناہ ہے

سوال... بغیر پردے کے مسلمان عورتوں کا سرعام گھومنا کہاں تک جائز ہے؟

جواب... آج کل گلی کوچوں میں، بازاروں میں، کالجوں میں اور دفتروں میں بے پردگی کا جو طوفان برپا ہے، اور یہود و نصاریٰ کی تقلید میں ہماری بہو بیٹیاں جس طرح بن ٹھن کر بے حجابانہ گھوم پھر رہی ہیں، قرآنِ کریم نے اس کو "جاہلیت کا تبرج" فرمایا ہے، اور یہ انسانی تہذیب، شرافت اور عزّت کے منہ پر زناٹے کا طمانچہ ہے۔ ترمذی، ابو داؤد، ابنِ ماجہ، مستدرک میں بہ سندِ صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ:

عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ قَالَ: قَدِمَ عَلٰى عَائِشَةَ نِسْوَةٌ مِنْ أَهْلِ حِمْصٍ فَقَالَتْ: مَنْ أَيْنَ أَنْتُنَّ؟ قُلْنَ: مِنَ الشَّامِ قَالَتْ: فَلَعَلَّكُنَّ مِنَ الْكُوْرَةِ الَّتِي تَدْخُلُ نِسَاؤُهَا الْحَمَّامَاتِ؟ قُلْنَ: بَلٰى قَالَتْ: فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: «لَا تَخْلَعُ امْرَأَةٌ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا هَتَكَتِ السِّتْرَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ رَبِّهَا».

(مشکوٰۃ، واللفظ لہٗ، ترمذی ص:۱۰۲)

ترجمہ:... جس عورت نے اپنے گھر کے سوا دُوسری کسی جگہ کپڑے اُتارے اس نے

اپنے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو پردہ حائل تھا، اسے چاک کردیا۔

عورت کے سر کا ایک بال بھی ستر ہے، اور نامحرموں کے سامنے ستر کھولنا شرعاً حرام اور طبعاً بے غیرتی ہے۔[1]

کیا بیمار مرد کی تیمارداری عورت کرسکتی ہے؟

سوال... میں مقامی بڑے اسپتال میں بطور نرس کام کرتی ہوں اور یہی میرا ذریعہ مُعاش ہے، اور کوئی کفالت کرنے والا بھی نہیں، قرآن اور سنت کی روشنی میں بتائیں کہ ہم مسلمان لڑکیوں کو اس پیشے سے وابستگی رکھنی چاہئے؟ معاشرے میں لوگ مختلف خیال رکھتے ہیں، جبکہ ہم انسانیت کی خدمت کرتے ہیں، جہاں ماں باپ، عزیز رشتہ دار بھی پیچھے ہٹ جاتے ہیں، ہمارے ہاتھوں میں کئی لاوارث دَم توڑتے ہیں، جن کو کوئی کلمہ پڑھانے والا نہیں ہوتا اور کئی لاوارث دُعائیں دیتے ہیں کہ ہمیں شفا اللہ نے دی اس کے بعد آپ لوگوں کی دیکھ بھال، تیمارداری ہے۔ دِماغ عجیب اُلجھن میں پڑا رہتا ہے، اس کا حل بتائیں ہم نرسوں کا اسلام میں کیا مقام ہے؟ ہمیں یہ پیشہ اختیار رکھنا چاہئے یا ترک کردیں؟ اور بہنوں کو روکیں یا ترغیب دیں؟

جواب... بیمار کی تیمارداری تو بہت اچھی بات ہے، لیکن نامحرَم مردوں سے بے حجابی اس سے بڑھ کر وبال ہے۔ عورتوں کے ذمہ خواتین کی تیمارداری کا کام ہونا چاہئے، مردوں کی تیمارداری کی خدمت عورتوں کے ذمہ صحیح نہیں۔

لیڈی ڈاکٹر کو ہسپتال میں کتنا پردہ کرنا چاہئے؟

سوال... میں ڈاکٹر ہوں کیا میں اس طرح پردہ کرسکتی ہوں کہ گھر سے باہر تو چادر اس طرح اوڑھوں کہ پورا چہرہ ڈھک جائے اور مریضوں کے سامنے یا اسپتال میں اس طرح کہ بال وغیرہ

[1] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴/ ۲۷، از مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ لدھیانوی، کراچی۔

سب ڈھکے رہیں اور صرف چہرہ کھلا رہے؟

جواب... کوئی ایسا نقاب پہن لیا جائے کہ نامحرموں کو چہرہ نظر نہ آئے۔[1]

لڑکوں کا عورت لیکچرار سے تعلیم حاصل کرنا

سوال... اسلام کی رُو سے یہ حکم ہے کہ عورت کو بے پردہ ہو کر باہر نہیں نکلنا چاہئے، اب جبکہ خواتین، طلبہ کے کالجز میں بھی آچکی ہیں تو ہمیں پیریڈ کے دوران ان سے سوال بھی پوچھنا پڑتا ہے تو پڑھانے والی گناہگار ہیں کہ پڑھنے والے جبکہ ہم مجبور ہیں؟

جواب... عورتوں کا بے پردہ نکلنا "جاہلیتِ جدیدہ" کا تحفہ ہے، شاید وہ وقت عنقریب آیا چاہتا ہے جس کی حدیث پاک میں خبر دی گئی ہے کہ مرد و عورت سر بازار جنسی خواہش پوری کیا کریں گے اور ان میں سب سے شریف آدمی وہ ہوگا جو صرف اتنا کہہ سکے گا کہ: "میاں! اس کو کسی اوٹ میں لے جاتے" جہاں تک آپ کی مجبوری کا تعلق ہے، بڑی حد تک یہ مجبوری بھی مصنوعی ہے، طلبہ جہاں اور بہت سے مطالبات کرتے رہتے ہیں اور ان کے لئے احتجاج کرتے ہیں، کیا حکومت سے یہ مطالبہ نہیں کر سکتے کہ انہیں اس گناہگار زندگی سے بچایا جائے...؟

صنفِ نازک اور مغربی تعلیم کی تباہ کاریاں

سوال... کیا خواتین کو مروّجہ عصری علوم اور مغربی تعلیم سے آراستہ کرنا شرعاً جائز ہے؟ اس کے کیا کیا مفاسد ہیں؟ تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

جواب... مغربی تہذیب اور اس کے طرزِ تعلیم نے صنفِ نازک کو اقتصادی، معاشرتی، سماجی اور اخلاقی میدان میں کس طرح پامال کیا ہے، اس کے ناموس اور تقدس کو حرص و آز کی قربان گاہ پر کس طرح بھینٹ چڑھایا ہے، اس کی معصومیت، حیا اور شرافت کو مغربیت کی فسوں کاری سے

---

[1] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۸/ ۶۵-۶۶، از مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ لدھیانوی، کراچی۔

کس طرح شکار کیا ہے۔ اس کے وقار، اس کی عزّت، اس کی اقدار اور وفادارانہ روایات کو دورِ حاضر نے کس طرح کچل کر رکھ دیا ہے، اس کے احساسات، جذبات اور تصوّرات کو اضطراب، بے چینی اور بے اطمینانی کے کس اندھیرے غار میں ڈال دیا ہے۔ ان سوالات کے جوابات آج اخبار کے صفحات میں "ہر دیکھنے والی نظر" کے سامنے بکھرے پڑے ہیں، لیکن مغربی افیون کا نشہ، پڑھنے والوں کو ان پر غور وفکر کی مہلت نہیں دیتا۔ ہمیں لکھتے پڑھتے اور کہتے سنتے بھی شرم آتی ہے کہ مغربی تاجروں نے "نصف انسانیت" کو تعلیم و تہذیب، فیشن اور کلچر، مساوات اور حقوق کے پُرفریب نعروں سے تجارتی منڈی میں فروختنی سامان کی حیثیت دے ڈالی ہے۔ زندگی کا کون سا شعبہ ہے جس میں "عورت" کے نام، نغمہ و کلام، شکل و صورت اور تصویر اور فوٹو کو فروغِ تجارت کا ذریعہ نہیں بنایا ہے۔ عورت کے فطری فرائض بدستور اس کے ذمہ ہیں، خانہ داری اور نسلِ انسانی کی پرورِش کا پورا بوجھ وہ اب بھی اُٹھاتی ہے، لیکن ظلم پیشہ، کسل پسند اور آرام طلب "مرد" نے "وزارت" سے لے کر ہسپتال کے نرسنگ سسٹم تک زندگی کے ایک ایک شعبے کا بوجھ بھی اس مظلوم اور ناتواں کے نحیف کندھوں پر ڈال دیا ہے۔

مرد وزَن کی الگ الگ فطری تخلیق، الگ الگ جسمانی ساخت، الگ الگ ذہنی صلاحیت، الگ الگ جذبات واحساسات، الگ الگ طرزِ نشست وبرخاست کا فطری تقاضا یہ تھا کہ ان دونوں کے فطری فرائض بھی الگ الگ ہوتے، دونوں کا میدانِ عمل ہی الگ الگ ہوتا، دونوں کے حقوق و واجبات بھی الگ الگ ہوتے، دونوں کی زندگی کا دائرۂ کار بھی الگ الگ ہوتا، نیز جس طرح عورت اپنے فطری فرائض بجالانے پر بہر حال مجبور رہے، اسی طرح عقل وانصاف کا تقاضا اور ناموسِ فطرت کی اپیل ہے کہ وہ مرد اپنے فطری فرائض کے میدان میں مکمل طور پر مصروفِ تگ و تاز ہونے کا بار خود اُٹھائے اور صنفِ نازک کو "اندرونِ خانہ" سے باہر نکال کر "بیرونِ خانہ" رُسوا نہ کرے۔

مرد اور عورت بلاشبہ انسانی گاڑی کے دو پہیے ہیں، لیکن یہ گاڑی اپنی فطری رفتار کے ساتھ اسی وقت چل سکے گی، جبکہ ان دونوں پہیوں کو اس گاڑی کے دونوں جانب فٹ کیا جائے، گھر کے اندر عورت ہو اور گھر سے باہر مرد ہو، لیکن اگر ان دونوں کو ایک ہی جانب فٹ کر دیا جائے یا بٹوارا کر لیا جائے کہ مرد بھی نصف گھر سے باہر کے فرائض انجام دے اور نصف گھر کے اندر کے، اسی طرح عورت کی زندگی کو اندر اور باہر کے فرائض کی دو عملی میں بانٹ دیا جائے تو یا تو یہ گاڑی سرے سے چلے گی ہی نہیں یا اگر چلے گی بھی تو فطری رفتار سے نہیں چلے گی، بلکہ اس کی رفتار میں کجی، ہچکولے، بے اطمینانی اور سر دردی کا اتنا عظیم طوفان ہو گا کہ انسانی زندگی نمونۂ جنت نہیں بلکہ سراپا جہنم زار بن کر رہ جائے گی۔

آج مغرب کے ارزاں فروشوں نے صنفِ نازک کے گراں مایہ اقدار کو جن سستے داموں بیچ کر زندگی کے جہنم کا ایندھن خرید ا ہے، اس سے مشرق ومغرب بیک زبان لرزہ براندام اور نالہ کناں ہیں، اس نے "صنفِ ضعیف" کے طبعی میدانِ عمل پر اس شدّت سے قہقہہ لگایا کہ عورت کو مجبوراً اپنا فطری مقام چھوڑ کر سست وجود اور کسل پسند "مرد" کے میدانِ عمل میں آنا پڑا، اور قانونِ فطرت نے جو ذمہ داری صرف اور صرف مرد پر ڈالی تھی، اس مظلوم کو مردوں کے دوش بدوش اس کا نصف بار اُٹھانا پڑا۔ اس جذبۂ وفاداری کے تحت جب عورت گھر سے نکل کر "بیرونِ خانہ زندگی" میں گامزن ہوئی تو قدم قدم پر اس کی نسوانیت کا مذاق اُڑایا گیا، سب سے پہلے اس کے سامنے "تعلیم" کے خوش کن عنوان سے اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے دروازے کھولے گئے اور معصوم بچیوں کو آزادانہ طور پر لڑکوں کی صفوں میں بیٹھ کر نئی طرزِ زندگی سیکھنے پر مجبور کیا گیا، مخلوط تعلیم نے جس کا رواج اگرچہ کئی جگہ بند کر دیا گیا ہے، لیکن ابھی تک اس کی بُرائی اور نفرت سے کماحقہٗ واقفیت کی نعمت سے لوگ آشنا نہیں ہو سکے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے اخلاق، عادات، اطوار اور جذبات میں جو زہر

گھولا ہے اس کے لئے شواہد اور دلائل پیش کرنا غیر ضروری ہے، اخبار کے صفحات اور عدالتوں کے ریمارکس اس پر شاہد ہیں۔[1]

عورتوں کا آفس میں بے پردہ کام کرنا

سوال... عورتوں کا بینکوں، آفسوں میں مردوں کے ساتھ کام کرنا کیسا ہے؟

جواب... عورتوں کا بے پردہ، غیر مردوں کے ساتھ دفاتر میں کام کرنا مغربی تہذیب کا شاخسانہ ہے، اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔

سوال... اگر مذہب اسلام عورتوں کو اس قسم کی اجازت نہیں دیتا تو کیا اسلامی مملکت کی حیثیت سے ہمارا فرض نہیں کہ عورتوں کی ملازمت کو ممنوع قرار دیا جائے یا کم از کم ان کے لئے پردہ یا علیحدگی لازمی قرار دی جائے۔

جواب... بلاشبہ فرض ہے اور جب کبھی "صحیح اسلامی مملکت" قائم ہوگی اِنشاءاللہ عورت کی یہ تذلیل نہ ہوگی۔[2]

مرد و عورت میں مساوات اور برابری کا دھوکہ دے کر عورتوں کو گھر سے باہر نکالا گیا

قارئینِ کرام! آیئے ذرا اِس حقیقت کا جائزہ لیتے چلیں کہ مساوات و برابری کا مطلب کیا ہے؟ اور صحیح درجہ میں مساوات سوائے اسلام کے کسی مذہب میں موجود نہیں ہے۔

میری زندگی کے شعور کے ایام سے آج تک میں نے بارہا یہ دیکھا ہے کہ اہلِ مغرب اسلامی تعلیمات پر حملہ کرنے، اور اس کے نظامِ عدل و مساوات پر کیچڑ اچھالنے کے لئے، اور مسلمانوں پر ظالمانہ حملوں اور خالص مذہبی نوعیت کی انتقامی کارروائیوں کے لئے پہلے مخصوص تعبیرات و اصطلاحات کو وجود میں لا کر اس کو خوب پھیلاتے اور عام کرتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ اس کو اسلام

---

[1] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴/ ۳۲، از مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ لدھیانوی، کراچی۔
[2] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۸/ ۶۸۔

اور مسلمانوں پر چسپاں کیا جانے لگتا ہے۔ جس کی میرے پاس بہت سی مثالیں ہیں۔

مگر اس وقت مجھے اس تفصیل میں جانا نہیں ہے۔ اس وقت یہاں اس کتابچہ میں صرف مساوات و برابری کی اصطلاح و تعبیر اور اس کے صحیح و غلط مطلب کو واضح کر کے بتانا ہے کہ جو مساوات و برابری ہمارے اسلام نے مرد و عورت کے درمیان رکھی ہے وہ دنیا کے کسی مذہب، اور تمام اقوامِ عالم میں سے کسی قوم میں موجود نہیں ہے، اور ہو بھی کیسے سکتی ہے؟ کہ ہمارے پاس اسلام دینِ الٰہی اور نظام و قانونِ خداوندی ہے اور دوسرے لوگ اس سے عاری و خالی ہیں۔

ان کو مساوات و برابری کا جو سبق پڑھایا جاتا ہے اور جو معنیٰ سمجھایا اور باور کرایا جاتا ہے وہ مساوات و برابری کا معنیٰ و مطلب ہے ہی نہیں، بلکہ وہ خود بھی دھوکے میں ہیں اور دوسروں کو بھی دھوکہ میں رکھنا اور گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔

مساوات و برابری کا صحیح مفہوم و مطلب

اسلام مرد و عورت میں جس مساوات و برابری کا قائل ہے، اور اس کا جو صحیح معنیٰ و مطلب ہے، وہ ہے "اِعْطَاءُ کُلِّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ" یعنی ہر حق والے کو اس کا حق دینا، یعنی اگر مرد کے کچھ حقوق ہیں، تو اسی طرح عورت کے بھی کچھ حقوق ہیں، تو جس کے جو حقوق ہیں، اس کو وہ حقوق ملنے چاہئیں، اسی کو مساوات و برابری کہتے ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:- "وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ" دستورِ شرعی اور قانونِ الٰہی میں جس طرح عورتوں پر مردوں کے کچھ حقوق ہیں، اسی طرح مردوں پر بھی عورتوں کے کچھ حقوق ہیں، تو جس کے جو حقوق ہیں وہ اسے حاصل ہونے چاہئیں، اور جس کے جو فرائض ہیں وہ اسے انجام دینے چاہئیں۔

مثال کے طور پر شوہر پر بیوی کا حق ہے کہ اس کو رہنے کے لئے مکان دے، اور کھانے پینے کے لئے مناسب درمیانی قسم کا اپنی وسعت کے مطابق انتظام کرے، اور پہننے کے لئے بھی اچھا مناسب

درمیانی قسم کالباس خرید کر دے، اس کے ساتھ محبت رکھے اور اچھا سلوک کرے، وغیرہ وغیرہ۔

ٹھیک اسی طرح بیوی پر شرعاً و دیانۃً اور اخلاقاً ضروری ہے کہ وہ شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری کرے۔ جب شوہر کو اس کی ضرورت ہو تو اس سے انکار و اعراض نہ کرے، اور گھریلو معاملات و امورِ خانہ داری میں خوب امانت و دیانت کے ساتھ اس کے مال میں تصرف کرے۔ بلاوجہ خواہ مخواہ شوہر کو ناراض کرنے والی حرکتوں سے باز رہے، اپنی صورت وسیرت میں اس طرح رہے کہ جب شوہر اس کو دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے۔ اسی طرح شوہر کی خدمت اور اس کی راحت کی فکر کرنا، اور اس کی خاطر ہر وہ طریقہ اختیار کرنا کہ جو شوہر کے دل کی خوشی کا ذریعہ اور اسکے لئے باعثِ سکون ہو، (بشرطیکہ معصیت و نافرمانی اور گناہ کا کام نہ ہو)، اسکی آبرو و عزت میں ہرگز خیانت نہ کرنا، اس کی اولاد کی صحیح دیکھ بھال اور تربیت کرنا، یہاں تک کہ اس کے پاس ہوتے ہوئے اس کی اجازت اور رضامندی کے بغیر نفل نماز و روزہ کا بھی اہتمام نہ کرے، اس کی اجازت کے بغیر کہیں بھی گھر سے باہر نہ جائے، اپنی صورت کو بگاڑ کر میلی کچیلی (گندی پھوہڑ) نہ رہا کرے، وغیرہ وغیرہ۔

قارئینِ کرام! مساوات کی یہ ایک مثال احقر نے پیش کی ہے جس سے یہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ مساوات ہوتی کیا ہے؟ اور اس کا صحیح مفہوم ومطلب کیا ہے؟ اور اس صحیح معنیٰ ومطلب کے لحاظ سے اسلام نے کس قدر اعتدال و تناسب کے ساتھ حقوق کی تقسیم فرمائی ہے، ہر ایک کو اس کی شان اور حال کے لائق حقوق عطا کئے ہیں، جیسا کہ اسی شوہر و بیوی کی مثال سے واضح ہے۔

مساوات کا بگڑا ہوا معنیٰ ومطلب

آجکل اہلِ مغرب نے مرد و عورت کے درمیان برابری اور مساوات کا جو شور بلند کیا ہے اور ہر طرف اس کا ڈھنڈورا پیٹا ہے اور پھر اس کے اعتبار سے اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے

وہ مساوات نہیں ہے، بلکہ وہ مساوات تو درحقیقت بے چاری عورت پرظلم وستم کے پہاڑ توڑنے کے برابر ہے، یعنی یہ کہنا کہ مردوں اور عورتوں کو برابر کے حقوق دو، کہ جو کام مرد کرسکتے ہیں ان تمام کاموں کو عورت کیوں نہیں کرسکتی ہے؟ لہٰذا ان تمام کاموں کے کرنے کی عورتوں کو بھی اجازت دو، تب مساوات و برابری ہوگی۔ مثال کے طور پر مرد باہر جاکر کاروبار اور تجارت کرسکتے ہیں تو عورت کیوں گھر سے باہر جاکر کاروبار اور تجارت نہیں کرسکتی؟ اسی طرح مرد گاڑی چلاسکتے ہیں، ڈرائیونگ کرسکتے ہیں تو عورتیں کیوں نہیں کرسکتیں؟ مرد پولیس اور فوج میں بھرتی ہوسکتے ہیں تو عورتیں کیوں نہیں ہوسکتی ہیں؟ مرد گھر سے باہر نکل کر اپنی کاشت اور کھیتی کے کام کرسکتے ہیں تو عورتیں کیوں نہیں کرسکتیں؟ مرد کالج و یونیورسٹی میں ٹیچر و پروفیسر بن سکتے ہیں تو عورتیں کیوں ٹیچر اور پروفیسر نہیں بن سکتیں؟

خلاصہ ان کی مساوات کا یہ ہے کہ جو کام مرد کرسکتے ہیں وہ سب کام عورتیں بھی کرسکتی ہیں۔ یہ مفہوم جہالت اور حماقت پر مبنی ہے، کیونکہ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ:

- کیا مرد و عورت کی تخلیق و بناوٹ ایک طرح کی ہے؟
- کیا جس طرح عورت بچہ جنتی ہے، مرد بھی جن سکتا ہے؟
- کیا جس طرح ماں اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہے، مرد بھی پلا سکتا ہے؟
- کیا جس طرح ہر ماہ ان کو بعض عوارض لاحق ہوتے ہیں مرد بھی ان کا شکار ہوتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

ظاہر ہے کہ جواب نفی میں ہے۔ تو پھر سوال یہ ہے کہ جب مرد بہت سے عورت کے کاموں کو انجام نہیں دے سکتے تو پھر یہ برابری کہاں ہوئی؟ یہ تو درحقیقت آزادی اور برابری کی خوبصورت تعبیر کی آڑ میں اس بے چاری عورت کو گھر سے باہر ملازمتوں اور محنتوں کی قید و بند کی صعوبتوں میں جکڑنا ہے، جو کہ اس کے اوپر سراسر ظلم ہی ظلم ہے۔

یعنی یہ بات بالکل ایسی ہی ہو گی کہ جیسے مثال کے طور پر ایک گاڑی ہے جس میں ہم لوگ سوار ہو کر مکہ سے مدینہ تک گئے، اب مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد اس گاڑی کے ٹائر یہ کہنے لگے کہ تم نے میرے ساتھ بڑی بے انصافی کی ہے، کیونکہ تم نے سیٹوں کو اندر ائر کنڈیشن میں رکھا ہے اور ہمیں سخت گرمی اور دھوپ کے اندر جلتے تپتے ہوئے روڈ پر ڈال دیا ہے، یہ کیسی بے انصافی ہے؟ تمہیں چاہئے کہ ہمیں برابر درجہ کے حقوق دو، لہٰذا اب مدینہ سے مکہ واپسی کے وقت مساوات و برابری اور انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اس مرتبہ گاڑی کی سیٹیں ہماری جگہ لاؤ اور ہمیں اندر سیٹوں کی جگہ ایئر کنڈیشن میں بٹھاؤ، تاکہ مساوات و برابری ہو، اور پوری گاڑی کے تمام پارٹس کے ساتھ انصاف ہو سکے۔ ظاہر ہے کہ ہر آدمی یہ کہے گا کہ یہ کیسی حماقت و جہالت کی بات ہے؟ ارے بھائی! گاڑی کی سیٹیں خاص نوعیت کی چیز ہیں، ان کو خاص مقصد کے لئے بنایا گیا ہے، اور ٹائر کی بناوٹ الگ ہے، اس کو الگ مقصد کے لئے بنایا گیا ہے، اس لئے ایسا ہر گز نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ہر ایک کو جس کام کے لئے بنایا گیا اور تیار کیا گیا ہے، اس کو اسی کام میں لگایا اور استعمال کیا جائے گا۔ اس کے برخلاف کریں گے تو گاڑی نہیں چلے گی۔ بس یاد رکھئے! یہی معاملہ ہماری اس زندگی کی گاڑی کا بھی ہے، جو مرد و عورت کے دو پہیوں پر چل رہی ہے۔

آمدم برسر مطلب

اے اسلام پر مرد و عورت میں عدمِ مساوات کا الزام لگانے والو! یہی بات تو ہم سمجھانا چاہتے ہیں، کاش کہ کوئی سمجھنے والا ہو، اس پورے عالم کا نظام اور دنیا کی یہ گاڑی بھی اسی طرح چل سکے گی جب اس کی ہر چیز کو ہم اس کے صحیح مقام پر رکھیں۔ یہ پورا عالم ایک گاڑی کی مانند ہے، اس کی ہر چیز کو حق تعالیٰ نے خاص انداز اور خاص وضع و ساخت سے مخصوص مقصد کے لئے بنایا ہے، اس نے حیوانات و نباتات و جمادات سب کو پیدا کر کے سب کے بارے میں بتادیا کہ کون کس کام

اور کس مقصد کے لئے ہے۔ اور یہ کہ بنی نوعِ آدم کی تخلیق کس لئے ہے؟ پھر ان میں مرد کن امور کی انجام دہی کیلئے ہے؟ اور عورت کن امور کو پورا کرنے کے لئے ہے؟ بس جس مذہب میں مرد و عورت کے لئے پورا نظامِ زندگی پیش کیا گیا ہو، وہ صرف دینِ اسلام ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہم ایسے مذہب کے ماننے والے ہونے کے باوجود عورتوں کے حقوق و فرائض کے بارے میں بھٹکتے پھریں، اور دوسروں سے بھیک مانگیں، جبکہ ہمارے پاس دونوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تفصیلی نظام موجود ہے۔

لہٰذا خالق جل وعلا نے جس چیز کو جس مقصد کے لئے بنایا ہے، اگر اس کو اس سے ہٹاؤ گے تو جس طرح وہاں سیٹ اور ٹائر کو ان کے مخصوص کاموں سے ہٹانے سے وہ گاڑی نہیں چل سکے گی، اِسی طرح یہاں ہماری زندگی کی گاڑی بھی نہیں چل سکے گی۔

مغرب کے جن دیوانوں نے اس طرح گاڑی چلانی چاہی، آج وہ تھک ہار کر بیٹھ چکے ہیں، جیسا کہ اوپر صدر میخائل گورباچوف کا مضمون آیا ہے، جو درحقیقت اسی کی ایک کڑی ہے، اور عورت کو گھر سے باہر نکال کر مردوں کے کام اس کے کندھے پر رکھنے کے برے اور خطرناک نتائج ان کی نظروں کے سامنے آگئے ہیں، جس میں سب سے بڑا اور بھاری نقصان یہ ہے کہ گھریلو تعلقات، خاندانی رشتے، فیملی کی تربیت اور افزائشِ نسل کا پورا نظام درہم برہم ہو کر رہ گیا ہے۔

احقر اہلِ مغرب کے چند مزید اس طرح کے تأثرات پیش کرتا ہے تاکہ ہمیں سبق و عبرت حاصل ہو سکے اور ہمارے اِس یقین میں مزید اضافہ ہو کہ ہمارا دینِ اسلام خالص دینِ الٰہی اور وحیِ آسمانی ہے، اور اس کی تعلیمات پر عمل دنیا و آخرت کے سکون کا ضامن ہے۔

ایک اردو اخبار کا تراشہ:- ”واپس لوٹ جاؤ“

”عورت کو گھر سے باہر نکال کر سڑکوں پر لانے والے اب اپنی اس حماقت کا خمیازہ بھگت

رہے ہیں، اور اسے دوبارہ اپنے فطری دائرے میں واپس لوٹ جانے کی ترغیب بھی دے رہے ہیں، لیکن کوئی تدبیر کارگر ہوتی نظر نہیں آتی۔

آسٹریا کی حکومت نے حال ہی میں گھروں پر رہ کر اپنے بچوں کی دیکھ بھال کرنے اور ان کی تعلیم و تربیت کو دوسری چیزوں پر ترجیح دینے والی عورتوں کو انکم ٹیکس میں چھوٹ دینے کا اعلان کیا ہے، اور کئی دوسری حکومتیں بھی اس طرح کے اقدامات کر رہی ہیں، لیکن نتائج کو کسی بھی اعتبار سے حوصلہ افزا نہیں کہا جا سکتا۔

سنگاپور کی حکومت نوجوان لڑکیوں کو ازدواجی زندگی گزارنے کی ترغیب دینے کے لیے پروپیگنڈہ مہم بھی چلا رہی ہے اور شادی کے لیے رضامند تعلیم یافتہ لڑکیوں کو مالی امداد اور دیگر نوعیت کی مراعات بھی دے رہی ہے، لیکن غیر شادی شدہ لڑکیوں کی تعداد گھٹنے کے بجائے برابر بڑھتی جا رہی ہے۔

فرانس میں تمام بڑے شہروں میں تمام اہم مقامات پر بڑے بڑے بورڈ آویزاں کئے گئے ہیں جن پر خوبصورت بچوں کی تصاویر بنی ہوئی ہیں اور لوگوں کو بچے پیدا کرنے اور ان کی پرورش و پرداخت کی طرف متوجہ کرنے کیلئے بہت ہی پرکشش نعرے لکھے ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں نشر و اشاعت کے ذرائع کو بھی اس مقصد کیلئے بڑے پیمانے پر استعمال کیا جا رہا ہے، لیکن عائلی زندگی کی جو دیواریں منہدم ہو چکی ہیں، یا تیزی کے ساتھ منہدم ہو رہی ہیں ان کی تعمیرِ نو یا روک تھام کی کوئی سبیل پیدا نہیں ہو رہی ہے، اور ہو بھی کیسے سکتی ہے؟ جب صورت حال یہ ہو کہ لوگوں کے پاس خاندان پر صرف کرنے کیلئے وقت ہی نہ ہو تو پھر خاندان کو جوڑے اور بنائے رکھنے کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے؟ مغربی جرمنی کے ایک حالیہ سروے کے مطابق جس کا عنوان "خاندان کیلئے وقت" تھا، ایک مثالی خاندان کے پاس اپنے لئے صرف ۴۶ منٹ ہوتے ہیں۔ اس وقت سے مراد وہ وقت ہے

جو والدین ایک دوسرے کیلیۓ اور اپنے بچوں کیلیۓ صرف کرتے ہیں۔"

ہم بھر پائے!

"مغرب کے سوچنے سمجھنے والے اس صورتحال سے سخت پریشان ہیں۔ ایک طرف بیٹی فریڈن اور گیری پر تحریکِ نسواں کی حامی خواتین ہیں جو اپنے کئے پر پچھتا رہی ہیں، تو دوسری طرف وہ لوگ ہیں جن کے اندر خوب و ناخوب کی تھوڑی بہت تمیز باقی رہ گئی ہے، چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ "ہم بھر پائے"۔ ہمیں اس آزادی اور روشن خیالی کی دلدل سے نکالو۔ اب انہیں احساس ہو چلا ہے کہ مرد نے عورت کو اپنی ہوس کا شکار بنانے کے لیے جو خطرناک کھیل کھیلا ہے وہ الٹے اس کے گلے پڑ گیا ہے۔"

میرے مسلمان بھائیو! آجکل ہم مسلمانوں کو اس سے بھی بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کہ ہماری مسلمان بچیوں کو تعلیم کے نام پر گھروں سے باہر نکالنے کا ہر طرف ایک طوفان برپا ہے[1] اور گو یہ بڑا بھیانک اور مہیب طوفان ہے، مگر اس کو بڑے ہی خوبصورت عنوان اور بڑی ہی خیر خواہی و ہمدردی کے طریقے پر پیش کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں بندۂ ناچیز خود کچھ کہنے کے بجائے اپنے اکابر علماء و صلحاء اور فقہاء امت کی باتیں پیش کرتا ہے جن کو زبانِ رسالت نے اپنا نائب اور وارث قرار دیا ہے۔

تو آیئے ذرا دیکھتے ہیں کہ وارثینِ انبیاء علماء کرام عورتوں کے گھر سے باہر نکلنے، آنے جانے، دکانوں پر جا کر شاپنگ کرنے اور دکانوں میں سیلز لیڈیز بننے وغیرہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں:۔

---

[1] الحمد للہ اس موضوع پر توفیقِ الٰہی و فضل خداوندی سے احقر کا ایک رسالہ زیرِ ترتیب ہے جس کا نام یہ ہے:۔ آہ! میری بیٹی کالج کیا گئی کہ ہاتھوں سے نکل گئی۔ اس کتاب میں انشاء اللہ مخلوط تعلیم کے نقصانات اور لڑکیوں کو انگریزی تعلیم دلانے اور ڈگریوں کے حصول کے لئے باہر بھیجنے کی خطرناکیوں اور تباہ کاریوں کا مفصل تذکرہ ہو گا۔

عورتوں کا دکان پر بیٹھ کر تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال:- تبلیغی جماعت میں باہر جانا ہوتا ہے۔ یا کسی وجہ سے باہر جانا ہوتا ہے تو مرد کی عدم موجودگی میں عورتیں تجارت کرتی ہیں تو شرعی حکم کیا ہے؟ عورتیں تجارت کرسکتی ہیں؟ اسلامی حکم کیا ہے؟ ان کے تجارت کے منافع میں کوئی حرج تو نہیں؟

جواب:- عورتوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ بے حجاب ہو کر دکان پر بیٹھ کر غیر محرم کے ساتھ تجارت کریں۔ ان کے مرد تبلیغی جماعت میں جائیں، یا حج کو یا کسی اور مقصد سے سفر کریں، یا کسی بھی وجہ سے غائب رہیں۔ بے حجابی اور بے پردگی کسی بھی حالت میں جائز نہیں۔

قرآن پاک کی آیات اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات اور خود سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ کا عمل، حضرات صحابہ کرامؓ، تابعین اور اتباع تابعین یعنی جملہ حضرات سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات کا متفقہ فیصلہ یہی ہے کہ عورتوں پر پردہ فرض ہے۔ بے پردگی حرام ہے۔ اس طرح کی بے حجابانہ دکانداری میں دونوں گنہگار ہوتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ تبلیغی کام کی وجہ سے بھی عورتوں کو دکان پر بیٹھنے کی، بے پردہ ہونے کی، اور غیر محرم سے باتیں کرنے کی، اسلامی شریعت اجازت نہیں دیتی۔ عورت نماز میں قراءت بالجہر نہیں کرسکتی۔ عورت حج میں "لبیک" زور سے نہیں کہہ سکتی، تو دکان پر بیٹھ کر غیر محرم کے ساتھ آزادی کے ساتھ باتیں کرنے کی اجازت کیوں کر ہوسکتی ہے؟ اگرچہ کمائی ہوئی رقم حرام نہیں ہے۔ لیکن کمائی کا طریقہ ناجائز اور گناہ کا باعث ہے۔ فقط، واللہ اعلم بالصواب۔[1]

عورت کا کمپنی میں ملازمت کرنا

سوال:- ایک شخص ایک کمپنی میں ملازمت کرتے تھے ان کا انتقال ہوگیا، ان کی بیوہ اور

---

[1] فتاویٰ رحیمیہ: ج ۹ ص ۲۱۵-۲۱۷، از حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ، دارالاشاعت، کراچی۔

چار بچیاں ہیں، ان کے گذر بسر کے لئے پریشانی کا سامنا ہے، کمپنی والے مرحوم کی بیوہ کو اپنے یہاں ملازمت دینے کے لئے تیار ہیں، کمپنی کی بس میں آمد و رفت ہوگی، کیا مذکورہ صورت میں عورت کے لئے ملازمت قبول کرنے کی اجازت ہوسکتی ہے؟ بَيِّنُوْا تُوْجَرُوْا۔

جواب:- عورت کمپنی میں ملازمت کرے گی تو کئی ممنوعات کا ارتکاب ہوگا، بے پردگی ہوگی، نامحرم مردوں کے ساتھ اختلاط اور بعض موقعوں پر خلوت اور تنہائی کا موقع بھی آسکتا ہے، ان کے ساتھ بے تکلفانہ بات چیت اور نامحرم مردوں کے ساتھ آمد و رفت ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے شرعاً ایسی ملازمت کی اجازت نہیں ہوسکتی، (مزید تفصیل اور دلائل کے لئے ملاحظہ ہو فتاویٰ رحیمیہ جلد سوم ص ۱۶۷ تا ص ۱۷۰)۔

عورت پریشان حال ہو تو گذر بسر کے لئے اور کوئی جائز تدبیر اختیار کی جائے، سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ مناسب جگہ نکاح ثانی کر لے، جب تک یہ صورت نہ ہو یا کسی وجہ سے عورت نکاح ثانی کے لئے آمادہ نہ ہو تو گھر میں چھوٹے بچے بچیوں کو پڑھانا شروع کر دے یا کوئی گھریلو ہنر اختیار کرے اور اس سے اخراجات کا انتظام کرے، اگر ایسی کوئی صورت نہ ہو سکے اور عورت اور بچیوں کے پاس مال نہ ہو، فاقہ کی نوبت آتی ہو، تو عورت اور بچیوں کے اعزاء و اقرباء پر ان کے نان نفقہ کا انتظام کرنا لازم ہوگا، اگر وہ انتظام نہ کریں تو اہل محلہ و جماعت مسلمین پر یہ فریضہ عائد ہوگا۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ رحیمیہ اردو ص ۱۴۱،۱۷ ص ۴۱۸ ج ۵ (جدید ترتیب کے مطابق کتاب النفقات میں مطلقہ عورت کے لئے تادمِ حیات یا تا نکاح ثانی شوہر پر نفقہ لازم کرنا کیسا ہے؟ کے عنوان سے ملاحظہ کیا جائے۔ مرتب) فقط واللہ اعلم بالصواب۔[1]

عورت کا عورت سے خرید و فروخت کرنا

حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک وعظ میں ارشاد فرماتے ہیں:-

[1] فتاویٰ رحیمیہ: ج ۱۰ ص ۱۹۲، از حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ، دار الاشاعت، کراچی۔

"......بات چل رہی تھی عورتوں کے بازار جانے کی۔ اس بارے میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ مینا بازار میں بیچنے والی بھی عورتیں ہی ہوتی ہیں۔ عورتیں عورتوں سے بات کرتی ہیں تو کیا اس طرح خریداری کرنا صحیح ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عورتوں کا عورتوں سے بات کرنا تو بلاشبہ جائز ہے، مگر یہاں صرف بات کرنے کا مسئلہ نہیں، بلکہ اس کے علاوہ یہ مسائل اور بھی ہیں:-

- بے دین ماحول کا اثر۔
- عورت کا بلا ضرورت گھر سے باہر نکلنا، یہ ناجائز ہے۔
- وہاں خواتین کا آپس میں ملنا، ایک دوسرے کے کپڑوں کو، زیور کو، فیشن کو دیکھنا۔ اس سے حب مال بڑھتی ہے۔
- دکانوں پر مختلف چیزوں کو دیکھنے سے مال کی ہوس اور محبت بڑھتی ہے۔

آخری دونوں مسئلوں کا تعلق اصلاحِ قلب سے ہے۔ دل میں حبِ مال کا مرض ظاہری اعضاء کے گناہوں سے بدتر ہے۔ تمام گناہوں کی جڑ یہی ہے، ہر گناہ اسی سے پیدا ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

«أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً، إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ»[1]

یعنی انسان کے جسم میں ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے۔ سارے جسم کی صحت اور فساد یعنی نیکی اور بدی کا مدار اسی پر ہے۔ وہ چھوٹا سا ٹکڑا دل ہے۔ اگر دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور فکرِ آخرت ہوتی ہے تو ایک ایک عضو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں رہتا ہے۔ کوئی عضو نافرمانی نہیں کرتا۔ آنکھ، کان، ناک، زبان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ سارے کے سارے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لگے رہتے ہیں۔ اور اگر دل میں فساد ہے، حبِ دنیا ہے، حبِ مال ہے، حبِ جاہ ہے، فکرِ آخرت سے خالی ہے، تو اس جسم کا ایک

[1] صحيح مسلم: ٢٠٩٨/٤، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

ایک عضو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا۔

عورت خریداری کے لئے گھر سے باہر نکلتی کیوں ہے؟ جب بیویاں شوہروں کے لئے خرید کرلاتی ہیں تو وہ پسند کرلیتے ہیں۔ اس کے برعکس کیوں نہیں کرلیتے کہ شوہر خرید کرلائے اور بیوی اسے قبول کرلے؟

حجاج کو رخصت کرنے کے لئے عورتوں کا اسٹیشن اور ائرپورٹ جانا

سوال:- بعض جگہ یہ رواج ہے کہ حجاج کرام جب حج کے لئے جاتے ہیں تو اسٹیشن تک رخصت کرنے کے لئے عورتیں بھی جاتی ہیں، اسٹیشن پر مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے، بے پردگی ہوتی ہے، شرعاً یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- یہ رسم مذموم اور بہت سی برائیوں پر مشتمل ہے، لہٰذا قابل ترک ہے۔ حج کے نام پر لوگوں نے عورتوں کا اجتماع اور اختلاط وغیرہ بہت سی ناجائز اور مکروہ رسومات ایجاد کر رکھی ہیں جو بجائے ثواب کے لعنت کی مستوجب بن رہی ہیں، اس لئے اس رسم کو قطعاً بند کردینا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔[1]

نوجوان لڑکیوں کا کار ڈرائیونگ سیکھنا کیسا ہے؟

سوال:- نوجوان لڑکیوں کا کار ڈرائیونگ سیکھنا کیسا ہے؟ بَیِّنُوْا تُؤْجَرُوْا۔

جواب:- نوجوان لڑکیوں کا ڈرائیونگ سیکھنا فی نفسہٖ مباح ہے، مگر سخت ناپسندیدہ ہے، اور یہ بھی اس وقت ہے جب کہ بے پردگی اور نامحرم مردوں سے اختلاط اور ان سے سیکھنا نہ پڑتا ہو، مگر یہ ناممکن سا ہی ہے، کیونکہ ان مراحل کو طے کئے بغیر لائسنس ملنا مشکل ہے، لائسنس کے حصول کے لئے نامحرم مرد سے سیکھنا اس کے پہلو میں بیٹھنا اور اس سے بات چیت کرنے کا موقع یقیناً آئے

---

[1] فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸ ص ۱۳۶۔

گا، بے پردگی گویا لازمی ہے، اور اس کے علاوہ بہت سے مفاسد ہیں، لہٰذا عورتوں کو اس سے محفوظ ہی رکھا جائے، قرآنی ہدایت تو یہ ہے «وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى». {الاحزاب: ۳۳} تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق علانیہ نہ پھرتی رہو۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔[۱]

عورتوں کا گھومنے کے لئے باہر نکلنا

سوال:- آجکل بعض حضرات کا خیال ہے کہ چہار دیواری میں عورتوں کو محصور رکھنا ظلم ہے۔ عورتوں کو اپنے شوہروں کے ساتھ برقع اوڑھ کر گھومنا چاہئے، کیونکہ عہدِ نبویؐ میں عورتیں جنگ میں شریک ہوتی تھی اور ہر کام میں امداد دیتی تھیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:-

جن شرائط اور احوال کی رعایت سے عہدِ نبویؐ میں عورتیں جہاد میں شریک ہوئی ہیں آج ان کا عشرِ عشیر بھی موجود نہیں، بلکہ ان کا پایا جانا عادۃً محال ہے، تاہم جس درجہ میں فقہاء نے اجازت دی ہے، اس درجہ میں جہاد کے لئے آج بھی عورتوں کا نکلنا جائز ہے، یعنی اضطرار کی حالت میں نفیرِ عام کے وقت عورتوں کو جہاد کے لئے نکلنا درست ہے، بشرطیکہ ان کو قتال کی قدرت بھی ہو، اور لشکر بڑا ہو، مرہم پٹی وغیرہ کے لئے بوڑھی عورتوں کو نکلنا جائز ہے، جوانوں کو نہیں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى: لَا يُعْجِبُنَا اَنْ تُقَاتِلَ النِّسَاءُ الْمُسْلِمَاتُ مَعَ الرِّجَالِ اِلَّا اَنْ يَّضْطَرَّ الْمُسْلِمُوْنَ اِلٰى ذٰلِكَ، فَاِنَّ اضْطَرَّ الْمُسْلِمُوْنَ اِلٰى ذٰلِكَ بِاَنْ جَاءَ النَّفِيْرُ وَكَانَ فِيْ خُرُوْجِهِنَّ حَاجَةٌ وَضَرُوْرَةٌ فَلَا بَأْسَ بِخُرُوْجِهِنَّ لِلْقِتَالِ، وَلَا تَخْرُجُ الشَّوَابُّ لِمُدَاوَاةِ الْجَرْحٰى وَسَقْيِ الْمَاءِ وَالطَّبْخِ وَالْخُبْزِ لِاَجْلِ الْغُزَاةِ، اَمَّا الْعَجَائِزُ

---

[۱] فتاویٰ رحیمیہ: ج ۳ ص ۱۹۵-۱۹۶۔

اللَّاتِيْ دَخَلْنَ فِي السِّنِّ فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَّخْرُجْنَ فِي الصَّوَائِفِ وَنَحْوِهَا مِنَ الْجُنُوْدِ الْعِظَامِ، وَيُدَاوِيْنَ الْمَرْضٰى وَالْجَرْحٰى وَيَسْقِيْنَ الْمَاءَ وَيَخْبِزْنَ وَيَطْبَخْنَ، وَلٰكِنْ لَا يُقَاتِلْنَ. {الفتاوى الهندية: ۲/۸۰۳}

جبکہ جہاد کے لئے نکلنے کا یہ حکم ہے تو پھر شوہروں کے ساتھ گھومنا تو کوئی عبادت بھی نہیں۔ اس کو جہاد پر قیاس کرنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ خصوصاً جبکہ روایاتِ ذیل سے پردہ کی سخت تاکید معلوم ہوتی ہے۔

①۔ «إِنَّ الْمَرْأَةَ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتْ إِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ»[1]۔

②۔ صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِي مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي بَيْتِهَا، وَصَلَاتُهَا فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي حُجْرَتِهَا۔ (ابوداود ج:۱ ص:۸۴)

③۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: «لَوْ أَدْرَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ، كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ»[2]۔

اس روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُس زمانہ کا حال بیان فرمایا ہے جس کے متعلق ارشاد ہے:- "خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ"[3]۔

آج فتنہ وفساد کے غلبہ کی وجہ سے مساجد میں نماز کے لئے عورتوں کا آنا بدرجہ اُولیٰ ممنوع ہوگا، جیسا کہ "نہایہ"، "کفایہ"، "عنایہ"، "مبسوط"، "جامع الرموز"، "محیط" وغیرہ میں مصرح موجود ہے۔

جبکہ دینی امور میں عورتوں کے نکلنے کا یہ حکم ہے، تو پھر شوہروں کے ساتھ گھومنا تو کوئی دینی ضرورت نہیں، بلکہ نصاریٰ کا شعار اور طریقہ ہے، وہ کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔[4]

---

[1] صحيح ابن خزيمة: ۸۱۳/۲، تحقيق: د/ محمد مصطفى الأعظمي، المكتب الإسلامي، بيروت.

[2] صحيح البخاري: ج۱ ص۱۲۰، پ۴، صحيح مسلم: ج۱ ص۱۸۳.

[3] صحيح البخاري: باب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم.

[4] فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۹ ص ۱۸۷-۱۹۱، از فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی۔

تنگ لباس پر تنبیہ

لباس کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ وہ لباس جسم اور ستر کو چھپائے، لہٰذا اگر وہ اتنا تنگ اور چست ہو کہ لباس پہننے کے باوجود اس سے جسم کی بناوٹ اور جسم کا نشیب و فراز نظر آرہا ہو، تو یہ لباس بھی اس بنیادی مقصد کو پورا نہیں کرتا، لہٰذا یہ لباس بھی جائز نہیں[1]۔

سوال:- آج کل ہمارے علاقے میں مرد و عورت سبھی لوگ کفار و فساق کی دیکھا دیکھی ایسی پینٹ شرٹ پہنتے ہیں کہ جو بدن سے بالکل لگی ہوئی اور تمام بدن کے اعضاء سے چپکی ہوئی ہوتی ہے، یہاں تک کہ اعضائے مستورہ کا حجم اور سائز بالکل صاف نظر آتا ہے۔

اور خاص طور پر جب یہ لوگ اپنے اپنے آفسوں میں جاتے ہیں تو اس کا بڑا اہتمام ہوتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ کا اس بارے میں جائز و ناجائز ہونے کے متعلق کیا فیصلہ ہے؟ جواب دے کر مشکور ہوں۔

جواب:- رد المحتار کی عبارت ہے: "وَعَلٰى هٰذَا لَا يَحِلُّ النَّظَرُ إِلٰى عَوْرَةِ غَيْرِهٖ فَوْقَ ثَوْبٍ مُلْتَزِقٍ بِهَا يَصِفُ حَجْمُهَا". (رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ، باب فی النظر واللمس: ۶/۳۶۶).

خلاصہ یہ کہ کسی دوسرے آدمی کے ستر کی جانب دیکھنا ایسے کپڑوں کے اوپر سے، جو جسم سے بالکل چپکا ہوا ہو، اور اعضائے مستورہ کے حجم اور سائز کو ظاہر کر رہا ہو، جائز نہیں ہے۔

وقال العثمانی مدظلہ العالی: "فَكُلُّ لِبَاسٍ يَنْكَشِفُ مَعَهٗ جُزْءٌ مِّنْ عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ، لَا تُقِرُّهُ الشَّرِيْعَةُ الْإِسْلَامِيَّةُ مَهْمَا كَانَ جَمِيْلًا أَوْ مُوَافِقًا لِدُوْرِ الْأَزْيَاءِ. وَكَذٰلِكَ اللِّبَاسُ الرَّقِيْقُ أَوِ اللَّاصِقُ بِالْجِسْمِ الَّذِيْ يَحْكِيْ لِلنَّاظِرِ شَكْلَ حِصَّةٍ مِّنَ الْجِسْمِ الَّذِيْ يَجِبُ سَتْرُهٗ، فَهُوَ فِيْ حُكْمِ مَا سَبَقَ فِي الْحُرْمَةِ وَعَدَمِ

---

[1] لباس اور بالوں کے شرعی احکام: ص ۲۸.

الْجَوَازِ ". (تکملہ فتح الملہم، کتاب اللباس والزینۃ:۸۸/۴، مکتبہ دار العلوم کراچی).

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مد ظلہ العالی تکملہ فتح الملہم میں ارشاد فرماتے ہیں:-

"ہر وہ لباس جس کے ذریعے مرد اور عورت کے ستر کا کچھ حصہ کھل رہا ہو، شریعتِ اسلامیہ اس کو بالکل روا نہیں رکھتی، خواہ وہ کتنا ہی خوبصورت اور فیشن کے موافق ہو، اسی طرح باریک اور چست لباس جو جسم سے چپکا ہوا ہو، یا جس کے ذریعے دیکھنے والوں کے لئے جسم کے واجب الستر اعضاء میں سے کسی عضو کا کوئی حصہ واضح ہو رہا ہو تو وہ بھی حرمت اور عدمِ جواز میں ماقبل والے لباس کا حکم رکھتا ہے۔" فقط واللہ اعلم[1]

چست لباس پہننا جائز نہیں

سوال:- مرد یا عورت کو ٹیڈی لباس پہننا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم ملهم الصواب:- جس لباس میں واجب الستر اعضاء کا حجم اور بناوٹ نظر آتی ہو، مرد اور عورت دونوں کے لئے حرام ہے، اور اس کی طرف دیکھنا بھی حرام ہے۔ ٹیڈی لباس میں اس قباحت کے علاوہ کفار کے ساتھ مشابہت بھی ہے، اس لئے جائز نہیں۔[2]

حدیث پاک میں "نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ" کے جو مبارک الفاظ آئے ہیں ان کی ایک شرح یہ بھی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:-

حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

① ۔ کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی لیکن پھر بھی ننگی ہوں گی، یعنی اس قدر باریک کپڑے پہنیں گی کہ ان کے پہننے سے جسم چھپانے کا فائدہ حاصل نہ ہو گا۔

② ۔ یا کپڑا باریک نہ ہو گا مگر چست ہونے اور بدن کی ساخت پر کس جانے کی وجہ

[1] حاشیہ فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۹ ص ۲۸۱-۲۸۲.

[2] احسن الفتاویٰ: ج ۸ ص ۲۸، از حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی.

سے اس کا پہننا اور نہ پہننا برابر ہو گا۔ اور آج کل تو چست ہونے کے ساتھ بدن کا ہم رنگ ہونا بھی فیشن میں داخل ہو چکا ہے، چنانچہ گندمی رنگ کے ایسے موزے داخل لباس ہو چکے ہیں جن کا پیر سے اوپر کا حصہ پنڈلی کی کھال کی طرح چپکا ہوا ہوتا ہے۔[1]

فرمانِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ:- عورتوں کو گھروں میں چھپا کر رکھو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ «اَلنِّسَاءُ عَوْرَةٌ فَاسْتُرُوْهَا بِالْبُيُوْتِ»[2] جس کا مفہوم واضح ہے کہ عورتیں چھپانے کی چیز ہیں ان کو گھروں میں چھپا کر رکھو۔ یہ میرا اور آج کے کسی مولوی اور صوفی کا قول اور دوسرے کسی شیخ طریقت اور پیر فقیر کا ارشاد نہیں ہے، بلکہ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جن کی منشا کے مطابق بارہا وحیِ آسمانی اتری ہے اور جن سے شیطان ڈر کر راستہ چھوڑ دیا کرتا تھا۔ اگر آج کوئی مغربی تہذیب کا مارا ہوا، اور اس کے سانپ کا ڈسا ہوا یہ کہنے لگے کہ میاں! ان مولوی ملاؤں کی باتوں میں نہیں آیا کرتے، یہ تو ایسے ہی کچھ سے کچھ دین میں تنگیاں پیدا کرتے رہتے ہیں، اور اپنے موڈرن خیالات کو اسلام میں داخل کرنے کی باتیں کرنے لگے، اور اس فرمانِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں اپنی باتیں پیش کر کے عورت کو گھر سے باہر نکلنے کی دعوت دے تو سمجھ لو کہ یہ سراسر گمراہی اور بے دینی ہے اور اسکا انجام تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ شریعتِ مقدسہ گھر کی چہار دیواری کو عورت کے دین و اخلاق کی پناہ گاہ سمجھتی ہے اور بیرونِ خانہ اس کے متاعِ اخلاق کے لٹ جانے کا خدشہ محسوس کرتی ہے، اور دوسرے مردوں کے راہ راست سے ہٹنے اور بھٹکنے کا سامان سمجھتی ہے، کیونکہ شیطان کو ان عورتوں کے راستے سے مردوں کو بہکانے اور پھنسانے کا بڑا آسان جال ہاتھ آجاتا ہے۔

---

[1] علاماتِ قیامت: ص ۵۳۔ از مفتی عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ حقانیہ، ملتان، پاکستان.

[2] عيون الأخبار لابن قتيبة الدينوري: ۷۷/۳ ، تحقيق: د/ مفيد محمد قميحة، دار الكتب العلمية، بيروت.

خوشبو لگا کر مسجد آنے والی عورت کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کیا کہا؟

چنانچہ زمانہ خیر القرون کی بات ہے جو اس حدیث میں مروی ہے:۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِسْتَقْبَلَتْهُ امْرَأَةٌ يَفُوحُ طِيبُهَا لِذَيْلِهَا إِعْصَارٌ، فَقَالَ لَهَا: يَا أَمَةَ الْجَبَّارِ أَنّٰى جِئْتِ؟ قَالَتْ: مِنَ الْمَسْجِدِ. قَالَ: أَلَهُ تَطَيَّبْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ: فَارْجِعِي؛ فَإِنِّي سَمِعْتُ حَبِيبِي أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِهٰذَا الْمَسْجِدِ، أَوْ لِلْمَسْجِدِ حَتّٰى تَغْتَسِلَ كَغُسْلِهَا مِنَ الْجَنَابَةِ»[1]

ایک عورت خوب خوشبو لگائے راستے سے گزر رہی تھی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ لیا۔ پوچھا کیا مسجد سے آرہی ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے دوبارہ سوال کیا، کیا مسجد جانے ہی کے لئے تم نے یہ خوشبو استعمال کی تھی؟ عورت نے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ واپس جاؤ۔ میں نے اپنے محبوب ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو عورت خوشبو لگا کر مسجد کو جائے، اللہ تعالیٰ اس کی نماز نہیں قبول کرتا، جب تک کہ وہ پورے اہتمام سے اس طرح غسل نہ کرے جیسے جنابت سے غسل کیا جاتا ہے۔

آج فتنوں کے دور میں عورتوں کا کریم پاؤڈر اور خوشبو لگا کر باہر نکلنا

میری ماؤ اور بہنو! ذرا آج ہم اپنے حالات کا جائزہ لے لیں اور پھر غور کریں۔ صحابہ کے مقدس زمانہ اور خیر القرون کے دور میں یہ واقعہ پیش آرہا ہے کہ ایک صحابیہ ہیں اور وہ بھی مسجد جارہی ہیں اور نیک کام کیلئے، یعنی اللہ کی اطاعت و بندگی اور نماز کے لئے جارہی ہیں، مگر چونکہ خوشبو لگا کر گھر سے نکلتی ہیں اس لئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ان کو ڈانٹتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی سنا رہے ہیں کہ جس طرح ایک جنبی حالتِ جنابت سے پاکی کے لئے غسل کرتا ہے تم

---

[1] مصنف عبد الرزاق الصنعاني: ٣٧١/٤، تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي، المجلس العلمي، الهند.

بھی اسی طرح غسل کرو، اور ہم سوچیں کہ اس پر کتنی سخت وعید آئی ہے، چنانچہ دوسری حدیث پاک میں اسی طرح عطر لگا کر باہر نکلنے والی عورت کو "زانیہ" کہا گیا ہے۔

پھر آج ہماری حالت کہ جب صبح صبح خواتین اسکولوں اور کالجوں، بازاروں اور آفسوں کی طرف نکلتی ہیں تو ان کی زیب وزینت اور آرائش ونمائش، طرح طرح کی پرفیومز اور کریم پاؤڈر اور خوشبوئیں لگا کر نکلنا کتنی خطرناک بات ہے۔

حماموں، تالابوں، سوئمنگ پولوں اور سمندر کے کناروں پر غسل کرنے کے احکام

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ بِغَيْرِ إِزَارٍ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يُدْخِلْ حَلِيْلَتَهُ الْحَمَّامَ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلَى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا بِالْخَمْرِ»[1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس پر لازم ہے کہ بغیر تہبند کے حمام میں نہ داخل ہو اور جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اپنی بیوی کو حمام میں داخل نہ کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو کسی ایسے دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو۔

تشریح:- جو قومیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے محروم ہیں حیا وشرم سے خالی ہیں انسان کا نفس شرم وحیا کی پابندی سے بچتا ہے اس لیے جو دین حق کے پابند نہیں ہوتے شرم وحیا سے بھی آزاد ہوتے ہیں۔ مل جل کر مردوں اور عورتوں کا نہانا اور پردہ کا اہتمام نہ کرنا جاہلیت کی تہذیبِ قدیم میں بھی تھا اور اب تہذیب جدید میں بھی ہے۔ حجاز سے باہر عہدِ نبوت میں ایسے حماموں کا رواج تھا جن میں مرد وعورت بغیر کسی پردہ اور شرم کے اکٹھے ہو کر نہایا کرتے تھے اور یہ ان کے رواج اور

---

[1] سنن الترمذي: ٤/١٠، تحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي، بيروت.

سماج میں داخل تھا۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اول تو مردوں اور عورتوں کو ایسے حمام میں غسل کرنے سے منع فرمایا پھر بعد میں صرف مردوں کو تہبند باندھ کر نہانے کی اجازت دی۔

ایسے مقامات پر عورتوں کو بدن پر کپڑا ڈال کر بھی نہانے کی شرعاً اجازت نہیں

لیکن یہ اجازت اس شرط سے ہے کہ کسی دوسرے مرد کا ستر نہ دیکھے، اور کسی عورت پر نظر نہ ڈالے، اور عورتوں کے لئے ان حماموں میں نہانے کی ممانعت علیٰ حالہ باقی رہی۔کیونکہ پورے کپڑے پہن کر بھی عورت غسل کرے گی تب بھی مردوں کی نظریں اس کی طرف اٹھیں گی۔بھیگا ہوا کپڑا بدن پر اس طرح چپک جاتا ہے کہ اجزائے بدن کو الگ الگ ظاہر کرتا ہے۔اس حالت میں اگر مردوں کی نظر کسی عورت پر پڑے گی تو مزید کشش کا باعث بنے گی۔ترغیب وترہیب کی ایک روایت میں تہبند، کرتا اور دوپٹہ پہن کر بھی عورت کو مذکورہ بالا حماموں میں غسل کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کو حمام سے آتے ہوئے دیکھا تو ان کو حمام جانے سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ جو عورت اپنے گھر کے علاوہ کسی اور جگہ کپڑے اتارتی ہے وہ اس پردے کو چاک کرتی ہے جو اس کے اور اللہ کے درمیان ہے۔[1]

اور پھر جو لوگ اپنی خواتین کو لے کر بڑے بڑے سوئمنگ پول پر جاتے ہیں جہاں محرم وغیر محرم سب نہاتے ہوئے ہوتے ہیں اور نہ وہاں ستر کا کوئی اہتمام ہوتا ہے اور تقریباً یہی نقشہ بلکہ اس سے بھی ابتر وبدتر سمندروں کے کناروں یعنی بیچ Beach کا ہوتا ہے، مگر افسوس کہ ہم میں سے بہت سے دینداری اور نیکی وتقویٰ کی بات کرنے والے اور نیکوں کی صورت بنانے والے مرد اور نیک بننے کی تمنا کرنے والی خواتین وہاں موجود نظر آتی ہیں۔

---

[1] عورت اسلامی معاشرہ میں : ص ۳۷۱، بحوالہ مسند أحمد: ٣٦٢/٦.

یہ حدیث شریف ایسی عورتوں اور ان کے سرپرستوں کے لئے بڑی ہی عبرت کی ہے کہ جس نے ایسی جگہوں پر جا کر اپنا کپڑا اتار دیا تو گویا اس نے اس پردہ کو چاک کر دیا جو اس کے اور اللہ کے درمیان ہے۔ اور یاد رہے کہ ایسے مقامات پر اگر عورت کپڑوں میں ملبوس ہو کر بھی نہائے تو دو باتوں سے نہیں بچ سکتی۔ اول تو یہ کہ خود اس کی نظر دوسروں پر جن کا ستر کھلا ہوا ہے، پڑے گی۔ اور پھر دوسری بات یہ کہ کپڑے بدن سے چمٹ کر بدن کے اعضاء کو واضح کر دیتے ہیں۔ یہ بھی شرعاً منع ہے۔

آہ! یورپ کے بے شرموں کی نظر فریبی اور عشق بازی کے مقامات پر آج کا مسلمانی کا دعویٰ کرنے والا بھی موجود نظر آتا ہے

ہمارے اس زمانے میں کلب بنانے اور اس کا ممبر بننے کا رواج ہے، انہی کلبوں میں بعض کلب نہانے کے اور بعض تیرنے کے بنائے جاتے ہیں۔ مرد عورت، لڑکے لڑکیاں اکٹھے مل کر نہاتے اور تیرتے ہیں، اور تیراکی کے مقابلے کرتے ہیں، مردوں اور عورتوں کے ننگے جسموں کی بے پردگی ہوتی ہے۔ یہ اختلاط نظر فریبی اور عشق بازی پر آمادہ کرتا ہے۔ اس طرح کے کلب یورپ کے بے شرموں کی ایجاد ہیں، مگر افسوس ہے کہ مسلمانی کا دعویٰ کرنے والے بھی اس طرح کے کلبوں کے ممبر بننے کو بڑا کارنامہ سمجھنے لگے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

اگر کوئی کلب ایسا ہو جس میں صرف مرد ہی نہاتے ہوں، تب بھی اس کا لحاظ رکھنا لازم ہے کہ کوئی مرد کسی مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک نہ دیکھے۔ اسی طرح سے کشتیوں کے اکھاڑوں اور فٹ بال وغیرہ کے میچوں میں ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک کے کسی حصے کو کسی کے سامنے کھولنا یا کسی کے ستر کا کوئی حصہ دیکھنا سخت ممنوع ہے۔ افسوس ہے کہ کشتی کے مقابلوں اور کرکٹ

وفٹ بال وغیرہ کے میچوں میں بڑے بڑے دینداری کے دعویدار اس مسئلہ کو بھول جاتے ہیں اور ستر دیکھنے دکھانے کو ذرا عیب نہیں سمجھتے۔

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ قَالَ: لَمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَبْوَاءِ أَقْبَلَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ عَلَى حَوْضٍ فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ فَلَمَّا رَآهُ قَائِمًا خَرَجُوْا إِلَيْهِ مِنْ رِحَالِهِمْ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ حَيِيٌّ يُحِبُّ الْحَيَاءَ، وَسِتِّيْرٌ يُحِبُّ السَّتْرَ، فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَارَ»[1]

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھلے میدان میں غسل کر رہا ہے، اس کے بعض اعضاء وغیرہ کھلے ہوئے تھے، اسے دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ پاک کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ شرم والا ہے اور پردہ کو پسند فرماتا ہے، لہٰذا تم میں سے جب کوئی شخص غسل کرے تو پردہ میں کیا کرے۔“

بعض علاقوں کے تالابوں پر مردوں اور عورتوں کا بے پردہ نہانا بالکل غیر اسلامی چیز ہے

جن ملکوں اور علاقوں مثلاً بنگال آسام وغیرہ میں تالابوں میں غسل کرنے کا رواج ہے۔ وہاں تالابوں پر بہت بے پردگی ہوتی ہے، اور ان علاقوں میں بہت ہی بدترین رواج ہے کہ مرد وعورت اکٹھے تالاب میں نہاتے ہیں اور کپڑے دھوتے ہیں، جس کی وجہ سے عورتوں کا سر اور سینہ اور پنڈلیاں اور کمر اور پیٹ مرد دیکھتے ہیں، حالانکہ یہ دیکھنا اور دکھانا حرام ہے۔

بعض قوموں اور خاندانوں میں یہ دستور ہے کہ عورت کی جہاں عمر ڈھلی بس اس نے صرف ساڑھی سے کام چلانا شروع کر دیا۔ کرتا یا قمیض وغیرہ بالکل ندارد۔ بے تکے طریقہ پر آدھی

---

[1] مصنف عبد الرزاق الصنعاني: ٢٨٨/١، تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي، المجلس العلمي، الهند.

پنڈلیوں تک ساڑھی لپیٹ لی اور کچھ حصہ سر پر ڈال لیا۔ پیٹ، کمر، سینہ، آدھی آدھی پنڈلیاں اور اکثر سر بھی کھلا رہتا ہے۔ مدراس، بہار، بنگال، آسام وغیرہ میں سفر کیا جائے تو ریلوں میں اس طرح کی عورتیں بہت ملیں گی۔ ان میں مسلمان عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ ننگا رہنا تو ان لوگوں کا شعار ہے جو فخر عالم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم سے محروم ہیں، مسلمانوں کو ہر بات میں اپنے دین پر قائم رہنا لازم ہے۔

نفس وشیطان کا ایک بڑا دھوکہ

ارے بھائی! اصل تو دل کا پردہ ہے، دل صاف ہونا چاہئے

آج کل مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ اس گمراہی کا شکار ہے کہ وہ یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ میاں اصل تو دل کا پردہ ہے، باقی سب کچھ مولویوں کی باتیں ہیں، ان میں نہ پڑنا چاہئے۔ اور یہ تو سب دین میں تنگی پیدا کرنے والی باتیں ہیں۔ اگر عورتوں کو گھروں میں پردہ کے اندر بٹھادیں گے تو ہماری ساری ترقی رک جائے گی۔ مرد وعورت اگر مخلوط رہیں، چلیں پھریں، کھائیں پئیں، مگر دل صاف ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

”دل صاف ہونا چاہئے“ کا ایک جائزہ

آیئے! مغرب زدہ ذہنیت اور اس کے مکر وفریب اور کجروی وبے دینی کا ایک مختصر سا جائزہ لیتے چلیں، تاکہ ان مسلمان بھائیوں پر یہ واضح ہوجائے کہ علماء دین اپنی طرف سے دین وشریعت میں کچھ گھٹاتے بڑھاتے نہیں ہیں، بلکہ ان کا کام صرف اتنا ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ کی باتیں پوری امت مسلمہ تک پہنچائیں اور اگر ان باتوں میں کوئی تحریف اور بگاڑ کی کوشش کرے تو یہ علماء اس کی اصلاح کر کے صحیح صاف شفاف دین امت کو پیش کر دیں۔ تو آیئے ذرا دیکھتے ہیں کہ

اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا ارشادات ہیں؟ چنانچہ حضرت مفتی عبد الرحیم صاحب لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:-

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: «لَمَّا كَانَتْ صَبِيحَةُ احْتَلَمْتُ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرْتُهُ أَنِّي قَدِ احْتَلَمْتُ، فَقَالَ: «لَا تَدْخُلْ عَلَى النِّسَاءِ»، فَمَا أَتَى عَلَيَّ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْهُ»[1].

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان ہے کہ میں جب بلوغت کی حد کو پہنچا، یعنی جس رات میں بالغ ہوا تو میں نے صبح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی اطلاع دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اب تم گھر میں عورتوں کے پاس نہ جانا"، تو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُس دن سے زیادہ سخت دن میرے اوپر کوئی نہیں گذرا۔

غور کرنے کی بات ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے زیادہ نیک اور پاکباز لڑکا کون ہوسکتا ہے؟ اور ازواجِ مطہرات دنیا کی مقدس ترین اور افضل ترین عورتیں ہیں۔ اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادمِ خاص پر پابندی عائد کر دی اور پردہ کا حکم فرمایا۔

آج اس فتنہ کے دور میں عوام یہ کہتے ہوئے نہیں شرماتے کہ دل صاف ہونا چاہئے، رسمی پردہ کی ضرورت نہیں، دل کا پردہ کافی ہے۔ یہ کھلم کھلا شریعت پر اعتراض ہے۔ کیا اس زمانہ کے لوگوں کے قلوب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی پاکباز ازواجِ مطہرات اور پاکیزہ بیٹیوں اور آپ کے معتمد فرماں بردار اور متقی خادمِ خاص حضرت انس رضوان اللہ علیہم اجمعین سے زیادہ پاک ہوسکتے ہیں؟

مشہور بزرگ حضرت شیخ نصیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ لوگ اجنبیہ عورتوں کے پاس

---

[1] فتاویٰ رحیمیہ: ج ۴، ص ۹۶، بحوالہ جمع الفوائد: ۱/ ۲۶۹.

بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کو دیکھنے میں ہماری نیت پاک ہے، تو انہوں نے فرمایا:-«مَا دَامَتِ الْاَشْبَاحُ بَاقِيَةٌ فَاِنَّ الْاَمْرَ وَالنَّهْيَ بَاقٍ وَالتَّحْلِيلَ وَالتَّحْرِيمَ مُخَاطَبٌ بِهٖ» یعنی جب تک جسم انسانی باقی ہیں امر ونہی اور شرعی احکام بھی باقی ہیں اور تحلیل وتحریم کے سبھی مخاطب ہیں۔[1]

دل کی صفائی وسلامتی نظر کی صفائی وسلامتی کے بغیر ممکن نہیں ہے

احیاء العلوم میں ہے:-«وَزِنَا الْعَيْنِ مِنْ كَبَائِرِ الصَّغَائِرِ وَهُوَ يُؤَدِّيْ إِلَى الْقُرْبِ عَلَى الْكَبِيْرَةِ الْفَاحِشَةِ وَهِيَ زِنَا الْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَقْدِرْ عَلٰى غَضِّ بَصَرِهٖ لَمْ يَقْدِرْ عَلٰى حِفْظِ فَرْجِهٖ»[2]

یعنی آنکھ کا زنا صغیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے، اور یہ کبیرہ گناہ کا سبب بھی بن سکتا ہے، اس لیے جو کوئی اپنی نگاہ پر کنٹرول نہیں کرسکتا وہ اپنی شرمگاہ کی بھی حفاظت نہیں کرسکتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:-«إِيَّاكُمْ وَالنَّظْرَةَ فَإِنَّهَا تَزْرَعُ فِي الْقَلْبِ شَهْوَةً وَكَفٰى بِهَا فِتْنَةً» یعنی جھانکنے سے بچو اس سے دل میں شہوت کا بیج پیدا ہوتا ہے اور فتنہ میں مبتلا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:-«إِنَّمَا جَاءَتِ الْفِتْنَةُ لِدَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ قِبَلِ النَّظْرَةِ وَلِذٰلِكَ قَالَ لِابْنِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا بُنَيَّ امْشِ خَلْفَ الْأَسَدِ وَالْأَسْوَدِ وَلَا تَمْشِ خَلْفَ الْمَرْأَةِ». یعنی حضرت داود علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا شیر اور سانپ کے پیچھے چلے جانا، مگر کسی نامحرم عورت کے پیچھے کبھی نہ جانا، کہ یہ فتنہ میں ملوث کرنے میں شیر اور سانپ سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

«وَقِيْلَ لِيَحْيٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَا بَدْءُ الزِّنَا؟ قَالَ النَّظْرُ وَالتَّمَنِّيْ».

---

[1] فتاویٰ رحیمیہ: ج ۴، ص ۹۶، بحوالہ بوادر النوادر: ص ۷۰۲.

[2] إحياء علوم الدين: ۱۰۲/۳، دار المعرفة، بيروت.

حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ زنا کا آغاز کہاں سے ہوتا ہے؟ تو آپؑ نے ارشاد فرمایا "نامحرم کو دیکھنے اور حرص کرنے سے۔"

وَقَالَ الْفُضَيْلُ: يَقُوْلُ إِبْلِيْسُ: هُوَ قَوْسِي الْقَدِيْمَةُ وَسَهْمِي الَّذِيْ لَا أُخْطِئُ بِهٖ، يَعْنِي النَّظَرَ. یعنی حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ابلیس کہتا ہے کہ نظر یعنی نامحرم کو دیکھنا میرا وہ پرانا تیر ہے جو کبھی اپنے نشانے سے نہیں چوکتا۔[1]

جو مچھلی جال کے قریب آئے گی، خطرہ ہے کہ وہ جال میں نہ پھنس جائے

صاحبو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی اور اللہ کا سچا رسول ماننے والو! غور سے پڑھو اور سنو، اور اگر صحیح عقل یعنی عقل سلیم ہے تو ذرا سوچو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ"[2] یعنی عورتیں شیطان کے جال ہیں، جس کا تقاضا تو یہ تھا کہ مرد نامحرم اجنبی عورتوں کے ساتھ تنہائی میں نہ رہتے، اور نہ ان کے ساتھ ہنسی مذاق اور دل لگی کی باتیں کرتے، اور نہ ان سے آفسوں اور کالجوں وغیرہ میں ہمکلامی اور نظر بازی کرتے، کیونکہ ایک طرف تو وہ جال ہیں اور دوسری طرف غور کریں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف نظر ڈالنے کو شیطان کا زہریلا تیر قرار دیا ہے، اور اسلاف کا فرمان ہے: «اَلنَّظَرُ سَهْمٌ إِلَى الْقَلْبِ»[3] یعنی نگاہ ایک ایسا تیر ہے جو ڈائریکٹ قلب و دل پر جا کر لگتا ہے۔ اسی طرح نظر بازی کو آنکھوں کا زنا فرمایا گیا۔ ان سب احادیث و آثار کا تقاضا تو یہ تھا کہ ایک مسلمان جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے اور دین اسلام کو سچا مذہب سمجھتا ہے وہ ہرگز اس کی جرأت نہ کرتا کہ وہ بلا تکلف نامحرم عورتوں کے ساتھ اختلاط کر کے آفسوں اور محفلوں میں ان سے ہنسی مذاق اور دل لگی کرتا رہے۔

---

[1] فتاویٰ رحیمیہ: ج ۴، ص ۹۷-۹۸، بحوالہ احیاء العلوم: ج ۳، ص ۱۰۲۔
[2] معجم ابن عساكر: ٥٦٧/١، تحقيق الدكتورة وفاء تقي الدين، دار البشائر، دمشق.
[3] المعجم الكبير للطبراني: ١٧٣/١٠، تحقيق حمدي بن عبد الحميد السلفي، مكتبة ابن تيمية، القاهرة.

نیز ان سب باتوں کے بعد یہ کہنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے کہ ”مجھے تو کچھ نہیں ہوتا ہے“، اور ”میں تو محفوظ ہوں“، اور ”یہ سب تو مولویوں کی باتیں ہیں“۔ راقم سطور آپ کی بھلائی و خیر خواہی کے لئے عرض کر دیتا ہے کہ درحقیقت ایسی باتیں کرنا اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالنا ہے اور اپنے لئے دنیا و آخرت کی مصیبتیں خریدنا ہے، جیسا کہ آج مشاہدہ ہے کہ ہر طرف کیسے بھیانک اور خطرناک احوال سے امت مسلمہ مجموعی طور پر دوچار ہو رہی ہے۔

حکایت۔ شیطان کا وہ جال جس کی فتنہ سامانی اور سحر انگیزی کا خود شیطان نے اقرار کیا

ابلیس لعین کا لوگوں کو پھنسانے کیلئے حق تعالیٰ سے دام محکم (مضبوط جال) دیئے جانے کی درخواست کرنا اور حق تعالیٰ کی طرف سے مختلف جالوں کا اس کے سامنے پیش کرنا اور اخیر میں عورتوں کے دام اور جال کے پیش ہونے سے ابلیس کا خوش ہو جانا اور جوشِ مسرت میں اس کا اچھل جانا اور ناچنا اور رقص کرنا۔

عارف رومی قدس اللہ سرہ السامی مثنوی کے دفتر پنجم میں فرماتے ہیں:۔

گفت ابلیسِ لعیں دا دار[1] را　　دام زفتے خواہم این اشکار را

ابلیس لعین جب بارگاہِ خداوندی سے راندۂ درگاہ ہوا تو قسم کھائی:۔ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾ [سورۂ ص]

یعنی قسم ہے تیری عزت اور جلال کی، میں البتہ ضرور گمراہ کروں گا اولادِ آدم کو اور ان کے بہکانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھوں گا۔ مگر تیرے خالص اور چیدہ اور برگزیدہ بندوں کو میں گمراہ نہ

---

[1] دادار یعنی منصف، اللہ تعالیٰ

کر سکوں گا۔ بعد ازاں ابلیس لعین نے خدائے عادل سے یہ درخواست کی کہ مجھے انسان کا شکار کرنے کے لئے ایسا مضبوط جال درکار ہے کہ جس میں پھنسنے کے بعد وہ نکل نہ سکے، حق تعالیٰ شانہ نے شیطان کے سامنے مختلف جال پیش کیے۔

زرّ و سیم و گلّۂ اسپش نمود　　　　که بدیں تانی خلائق را ربود

حق تعالیٰ نے سب سے پہلے شیطان کے سامنے سونے چاندی اور گھوڑوں کے گلّہ کا جال پیش کیا اور یہ چیزیں دکھلا کر فرمایا کہ تو ان چیزوں کے ذریعے سے لوگوں کو پھانس سکتا ہے، کیوں کہ لوگ بالطبع ان چیزوں کی طرف مائل ہیں، ان چیزوں کے ذریعہ انسان کا شکار کرنا اور جال میں پھنسانا آسان ہے، کما قال تعالیٰ: زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ [سورۂ آل عمران:۱۴]

گفت شاباش و تُرش آویخت لُنج　　　　شد ترنجیده و ترش ہچوں ترنج

ترجمہ:... شیطان نے حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ ہاں یہ سیم و زر کا جال اچھا ہے، مگر ترنج کی طرح تلخ اور ترش رو ہو گیا اور ترشی سے ہونٹ لٹکا لیا۔

پس زر و گوہر ز معدنہائے خوش　　　　کرد آں پس ماندہ را حق پیش کش

جب شیطان نے سیم و زر کے جال کو پسند نہ کیا تو حق تعالیٰ نے اس راندۂ درگاہ کے سامنے کانوں کے بیش بہا جواہرات کا جال پیش کیا۔

گیر ایں دامِ دگر را اے لعیں　　　　گفت ازیں افزوں دِہ اے نِعمَ المُعیں

اور جواہرات سامنے کر کے یہ فرمایا کہ اے لعین! یہ دوسرا دام ہے، جا اسے لے جا۔ شیطان نے کہا: اے نعم المعین! اے بہترین مددگار! اس سے بڑھ کر اور بہتر جال عطا فرمائیے، سیم و زر کی

طرح جواہرات کا جال بھی پورا مضبوط نہیں۔

چرب و شیرین و شرابات ثمیں　　　　داوش و بس جامۂ ابریشمیں

بعد ازاں حق تعالیٰ نے اس کو چکنے اور شیریں کھانے اور آتشیں شراب اور قیمتی ریشمی کپڑے دکھلائے کہ اچھا اس جال کو لے لے۔

گفت یارب بیش ازیں خواہم مدد　　　　تا بہ بندم شاں بِحَبۡلٍ مِّنۡ مَّسَدۡ

شیطان بولا: اے مولا! اس سے بڑھ کر جال چاہتا ہوں تاکہ بنی آدم کو ایسی مضبوط رسی میں باندھوں کہ وہ اس کو توڑ نہ سکیں اور توڑ کر تیرے دروازے کی طرف نہ دوڑ سکیں۔

تا کہ مستانت کہ نرّو پُر دِلند　　　　مرد وار ایں بندہا را بگسلند

تا بدیں دام و رَسَنہائے ہوا　　　　مرد تو گردد ز نامرداں جدا

البتہ جو لوگ تیری شرابِ محبت سے مست ہیں اور وہ واقع میں مردِ میدان ہیں، ان کے دل تیری محبت سے لبریز ہیں، وہ مردانہ وار میری ان رسیوں اور بندھنوں کو توڑ کر پھینک دیں گے اور سونے اور چاندی اور دنیا کی زیب و زینت کی طرف التفات نہ کریں گے۔ کَمَا قَالَ تَعَالٰی: اِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ [سورۂ حجر: ۴۰] اور اہلِ دنیا ان ہوا و ہوس کے پھندوں میں پھنسیں گے اور اس طرح تیری راہ کے جوانمرد نامردوں سے جدا اور الگ ہو جائیں گے، اس لئے میں مضبوط جال چاہتا ہوں کہ مرد نامردوں سے جدا اور ممتاز ہو جائیں۔

دامِ دیگر خواہم اے سلطانِ بخت　　　　دامِ مرد انداز حیلت ساز سخت

اے خداوندِ عالم! میں اس سے بڑھ کر جال چاہتا ہوں کہ جو مردوں کو بھی ایسا عاجز کرنے والا ہو کہ ان کا کوئی حیلہ اور تدبیر کارگر نہ ہو سکے۔

خمر و چنگ آورد پیش او نہاد　　　　نیم خندہ زد بداں شد نیم شاد

حق تعالیٰ نے اس کے بعد شیطان کے سامنے ایک اور جال پیش کیا وہ یہ کہ شراب اور چنگ و رباب کا سامان اس کے سامنے رکھ دیا، اس سامان کو دیکھ کر شیطان آدھا ہنسا اور آدھا خوش ہوا اور کچھ مسکرایا اور سمجھا کہ ہاں یہ جال پہلے جالوں سے بہتر ہے، اس سے کچھ کام چلے گا، مگر اس جال سے شیطان آدھا خوش ہوا، پورا خوش نہیں ہوا، اس لئے آدھا مسکرایا اور سمجھا کہ یہ جال بھی اہلاک اور افسادِ دائمی کے لئے کافی نہیں، اس لئے اس سے بڑھ کر جال کی درخواست کی۔

سوئے اضلالِ ازل پیغام کرد　　　کہ برآر از قعرِ بحرِ فتنہ گرد

نے یکے از بندگانت موسیٰ است　　　پردہ ہا در بحر او از گرد بست

آب از ہر سو عناں را واکشید　　　از تگِ دریا غبارے شد بدید

اور حق تعالیٰ سے اِضلالِ ازلی کی استدعا کی اور کہا کہ دریائے فتنہ کی گہرائی سے گرد و غبار اڑا دیجئے، تاکہ اہلِ ہوا اس دریائے فتنہ کو خشک سمجھ کر اس میں قدم رکھیں، اور قبطیوں کی طرح اس میں غرق ہوں، جس طرح آپ نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا کو خشک کر دیا اور سمندر میں گرد سے دیواریں قائم کر دیں اور پانی ہر طرف سے سمٹ کر آ گیا اور دریا کی گہرائی سے غبار بلند ہونے لگا، اسی طرح میرے لئے بھی دریائے فتنہ کو خشک کر دے اور اس کو میرے زیرِ فرمان بنا دیجئے کہ جو فتنہ چاہوں، اس کی گرد اڑا سکوں اور اولادِ آدم کو ہلاک کر سکوں۔ موسیٰ علیہ السلام آپ کے اسم "ہادی" کے مظہر تھے۔ اور میں اسم "مضل" کا مظہر ہوں۔ جس طرح آپ نے ان کی تمام ہدایت کے لئے دریائے نیل کو خشک کر کے گمراہوں کو غرق کیا۔ اسی طرح میرے لئے اتمام اضلال کے لئے دریائے فتنہ کو خشک کر دیجئے۔ اور دریائے فتنہ کو میرے لئے مسخر کر دیجئے تاکہ کارِ اضلال مکمل ہو سکے۔ اور جس طرح موسیٰ علیہ السلام سے ہدایت کا کام پورا ہوا، مجھ سے ضلالت (گمراہی) کا کام پورا ہو سکے۔

فائدہ:۔ شاید ابلیس کو موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کا قبل از وقوع جو علم ہوا، وہ غالباً لوحِ محفوظ سے دیکھ کر ہوا ہو گا۔ واللہ اعلم

دامِ محکم دِہ کہ تا گردد تمام   واگنم در کامِ ایشاں چوں لجام

در کمند آرم کشم شاں کش کشاں   تا کہ نتوانند سر پیچید ازاں

ابلیس نے کہا: اے پروردگار! کوئی ایسا محکم جال دیجئے کہ جس سے معاملہ ہی ختم ہو جائے اور کام ہی تمام ہو جائے اور میں ان کے منہ میں اس کو لگام کی طرح لگا دوں اور اپنے جال میں پھنسا کر ان کو جدھر چاہوں کھینچتا پھروں اور وہ اس سے سر نہ پھیر سکیں اور بازاروں اور گلیوں میں ان کو لئے لئے پھروں، تا کہ دنیا ان کی شہوت رانی کا خوب تماشا دیکھ سکے۔

چوں کہ خوبیٔ زناں با او نمود   کہ ز عقل و صبر مرداں می ربود

شیطان جب کسی جال سے بھی پورا خوش نہ ہوا تو حق جل شانہ نے اخیر میں عورتوں کا حسن و جمال اس کو دکھلایا کہ جو مردوں کی عقل اور صبر کو لے بھاگنے والا تھا اور فرمایا کہ اچھا یہ جال لے جا اور اس کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کر اور دریائے فتنہ کی گہرائی سے گرد و غبار اڑا۔

پس زد انگشتک برقص اندر فتاد   کہ بدہ زو تر رسیدم بر مراد

پس جس وقت عورتوں کے حسن و جمال کا جال شیطان کو دکھلایا گیا تو رقص کرنے لگا اور ناچنے لگا اور چٹکیاں بجانے لگا اور عورتوں کے حسن و جمال کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہی وہ دریائے فتنہ ہے کہ جس سے کوئی صحیح سالم بچ کر نہیں گزر سکتا اور بولا کہ اے پروردگار! یہ جال مجھ کو جلد دے دیجئے پس میں اپنی مراد کو پہنچ گیا، لوگوں کے پھانسنے کے لئے یہ بہترین جال ہے، اور آگے اسی جال کے حال کا بیان ہے۔

چوں بدید آں چشمہائے پر خمار   کہ کند عقل و خرد را در خمار

ترجمہ:... جب اس لعین نے دیکھا کہ عورتوں کی آنکھیں ایسی پر خمار ہیں کہ عقل و خرد پر خمار (پردہ) ڈال دیتی ہیں۔

واں صفائے عارضِ آں دلبراں　　　　که بسوزد چوں سپند ایں دل براں

ترجمہ:…اور اس نے دیکھا کہ ان حسین وجمیل دلبروں کے رخساروں کی صفائی اور خوبی دل کو حرمل کے مانند جلا کر رکھ دیتی ہے، سپند حرمل کو کہتے ہیں جس کو بطور بخور آگ میں ڈال کر جلاتے ہیں۔

روئے وخال وابرو ولب چوں عقیق　　　　گوئیا خور تافت از پردہ رقیق

اور دیکھا کہ ان کا چہرہ اور خال اور ابرو اور عقیق کے مانند سرخ لب ایسے چمک رہے ہیں جیسے آفتاب باریک پردہ سے چمک رہا ہو۔

قدِ چوں سروِ خراماں در چمن　　　　خدِ ہمچوں یاسمین و نسترن

ترجمہ:…اور دیکھا کہ قد وقامت ایسا ہے جیسا کہ سرو چمن میں جھومتا ہو اور رخسار گل یاسمین اور نسترن کی طرح ہے۔

چوں کہ دید آں غُنج برجست اوسبک　　　　چوں تجلی حق از پردہ تنک

جب ان سے یہ ناز وادا دیکھے تو اچھل پڑا اور سمجھا کہ گمراہ کرنے اور وسوسہ کا بہترین جال ہے اور دراصل یہ باریک پردہ میں سے جمالِ کبریائی کا ایک پرتو تھا، اہلِ معرفت اور اربابِ حقیقت نے اس فانی اور مجازی حسن وجمالِ کبریائی کی طرف کوئی التفات نہ کیا۔ عالم میں جہاں کہیں بھی حسن وجمال ہے، وہ اسی نور السموات والارض کے حسن وجمال کا ایک ادنیٰ سا عکس اور پرتو ہے اور عالم کا ہر ہر ذرہ اسی کے حسن وجمال کا آئینہ ہے، لیکن یہ امر کہ کس آئینہ کی طرف نظر کرنا جائز ہے اور کس آئینہ کی طرف دیکھنا ناجائز ہے، یہ حضراتِ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بتایا، شریعت کہتی ہے کہ اپنی زوجہ کے حسن وجمال کی طرف تو نظر کرنا جائز ہے، مگر دوسرے کی زوجہ کے حسن وجمال کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا قطعاً حرام ہے۔

حق تعالیٰ نے جو آئینہ تم کو دیا ہے اس کو دیکھو، دوسرے آئینہ کے استعمال کی اجازت نہیں، حق تعالیٰ نے جو آئینہ تم کو دیا ہے، صرف تم کو اس کے استعمال کی اجازت دی ہے، اور اس کی اجازت نہیں کہ تم اپنا آئینہ دوسرے کو دکھلا سکو، چہ جائیکہ دے سکو، شریعت کہتی ہے کہ اپنی بیٹی اور بہن کی طرف چشمِ شفقت سے دیکھنا تو جائز ہے، اور چشمِ شہوت سے دیکھنا ناجائز ہے، اور اپنے بیٹے کے حسن و جمال کو بنظرِ محبت دیکھنا جائز ہے اور غیر کے لڑکے کے حسن و جمال کو دیکھنا زیرِ غور اور زیرِ نظر ہے۔ جو شخص دوسروں کی بیوی بیٹی اور بہن کی طرف دیکھنے کو جائز قرار دیتا ہے، وہ در پردہ دوسروں کو اپنی بیوی اور بہن کی طرف دیکھنے کی اجازت اور دعوت دیتا ہے، جس پر کسی غیور کی غیرت ایک لمحہ کے لئے بھی راضی نہیں۔

عالمے شد والہ و حیران و دنگ　　　زاں کرشم و زاں دلال نیک شنگ

عورتوں کے ان کرشموں اور ناز و ادا اور شوخیوں کو دیکھ کر ایک دنیا مست و حیران اور دنگ رہ گئی، اس لئے شیطان کو سب سے زیادہ یہی جال پسند آیا کہ گمراہ کرنے اور پھانسنے کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں۔ (مثنوی مولانا روم، لکھنؤ، نو لکشور دفتر ۵: ص ۴۱۳)[1]

❀❀❀

---

[1] سیرت مصطفیٰ ﷺ: ۳/ ۳۱۰-۳۱۶، از حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، کراچی۔

نئی قسم کا گھر سے باہر نکلنا

یعنی خواتین کا گھر میں رہتے ہوئے بھی گھر سے باہر اور بے پردہ ہونا

اب چونکہ قربِ قیامت ہے اس لیے ہر آنے والا دن نئے نئے فتنوں کو ساتھ لا رہا ہے، اور نئے نئے طریقوں سے بے حیائی اور بے غیرتی کا سیلاب گھروں کے اندر گھس رہا ہے اور عفت و پاکدامنی اور حیا و شرم کی زندگی گزارنے والے مردوں اور عورتوں کو آج کے اہلِ باطل مغربیت زدہ ذہنیت کے حامل لوگوں اور شیطان کے چیلوں اور ایجنٹوں نے گھر کی چھتوں اور دیواروں میں نقب لگا کر اپنی ہوس کا شکار کیا ہے، اور دنیا بھر کی گندگی اور کیچڑ انٹرنیٹ کے ذریعہ اور اسمارٹ موبائلوں کی شکلوں میں گھر گھر کے اندر چھوٹوں، بڑوں، مردوں اور عورتوں، بچوں اور بوڑھوں سب تک پہنچا دیا ہے۔

اور جو پاکدامن مرد و خواتین شرم و حیا کی چادر اوڑھ کر اپنی عفت و پاکدامنی کو پورے طور پر محفوظ کئے اور بچائے ہوئے زندگی بسر کر رہے تھے وہ بھی آج بڑے خطرناک حالات سے دوچار ہو رہے ہیں طرح طرح کی گندی فلمیں اور انتہائی درجہ کی بے غیرتی پر مشتمل موویاں اور فحاشی و عریانیت کے حیاسوز مناظر پیش کرنے والے پروگرام ڈائریکٹ بلا کسی رکاوٹ کے جب جو چاہے دیکھ سکتا ہے، اور اپنی تصویر اور اپنا وہ سب کچھ جو کل تک پردۂ خفا میں تھا، آج وہ سب لمحوں میں گھر کے اندر بیٹھے بیٹھے چند بٹن دبا کر جس کے سامنے چاہے کھول کر رکھ دے یعنی جن معاشقوں اور باہمی دوستیوں اور حرام و ناجائز تعلقات کے باہمی رابطوں کے لئے کل تک گھر سے نکلنا پڑتا تھا، اب وہ سب کچھ گھر بیٹھے بٹھائے انجام پا رہا ہے، گویا کہ اب ہم گھر کی چہار دیواری کی آڑ میں اور پردہ میں رہتے ہوئے بھی باپردہ نہ رہ سکے۔

ہمارے حضرتِ والا رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ (پیرانی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا) کا عبرت انگیز واقعہ

ہمارے حضرتِ والا رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ پیرانی صاحبہ کا واقعہ ہم نے حضرت مولانا مظہر صاحب دامت برکاتہم سے سنا کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت مولانا مظہر صاحب زید مجدہٗ امی جان کو کہیں لے کر گئے۔ جب وہاں سے گھر واپس ہوئے تو حضرت مولانا نے اپنے گھر کے سامنے آکر دروازہ کے پاس امی جان سے کہا کہ آپ گھر چلیں، میں ابھی آتا ہوں، ذرا کچھ کام سے جا رہا ہوں، اور دل میں یہ خیال کیا کہ بس اب تو گھر کے دروازہ پر ہیں تو وہ خود بخود گھر کے اندر چلی جائیں گی، اور یہ کہہ کر حضرت مولانا مظہر صاحب وہاں سے چلے گئے۔

بہر کیف، جب اپنے کام سے حضرت مولانا کی واپسی ہوئی تو دیکھا کہ والدہ وہیں دروازے کے پاس موجود ہیں، اس پر حضرت مولانا نے دریافت کیا کہ امی جان! آپ اندر کیوں نہیں گئیں؟ تو امی جان نے فرمایا کہ میں اندر کہاں جاتی؟ مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ ہمارا کون سا گھر ہے؟ یعنی میں تو گھر کے اندر رہتی ہوں، مجھے باہر کا کیا علم؟ کہ ہمارے گھر کے باہر کے در و دیوار اور دروازوں کے رنگ وغیرہ کیا ہیں؟ اور باہر کا حصہ کیسا ہے؟ اس لئے میں اندر نہیں گئی۔

مقامِ عبرت:- کیا ہی عبرت و نصیحت کی بات ہے۔ آج کل تو عوام ہوں یا خواص، تقریباً اکثر گھروں کا یہ حال ہے کہ ان کے گھروں کی عورتیں جب چاہیں بلا دریغ ذرا ذرا سے کام کے بہانے گھر سے باہر نکلی پھرتی ہیں، اور اپنے ذہن کی پیدا کی ہوئی ضرورتوں کو شرعی ضرورت قرار دے کر نکلتی ہیں، اور ستم بالائے ستم یہ کہ اب عورتوں کے لئے اپنے پورے علاقے اور بازاروں میں گاڑیوں کی ڈرائیونگ کرنا کوئی عیب اور گناہ کی بات ہی نہیں سمجھی جا رہی ہے، اور حیرت اس پر ہوتی ہے کہ بہت سے دیندار کہلائے جانے والے گھرانوں اور خاندانوں میں یہ باتیں آجانے کی وجہ سے ان باتوں کی قباحت و شناعت دلوں سے بالکل ہی نکلی جا رہی ہے، نہ اس پر کوئی نکیر کی جاتی ہے، اور

نہ اس کی برائی بیان کی جاتی ہے۔ بس خدا ہی ہمارے حال پر رحم فرمائے اور پوری امتِ مسلمہ کی ان تمام فتنوں سے حفاظت فرمائے۔

پردہ نہ کرنے والوں کے چند عبرتناک قصے

حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مطبوعہ وعظ میں فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں پردہ نہ کرنے سے کوئی خطرہ کی بات نہیں ہے۔ ماشاء اللہ ہماری بیوی بہت نیک ہے، بیٹیاں، بہنیں، بہوئیں بہت نیک ہیں، بہت شریف ہیں، ان کی آنکھ میں تو برائی آ ہی نہیں سکتی، تو دل میں کہاں سے آئے گی؟ یہ تو بہت بعید ہے، اور ہمارے بھائی اور دوسرے قریبی رشتہ دار، ہمارے چچازاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد، ماموں زاد، سارے زاد شامل کرلیں، بہت ہی شریف زادے ہیں، اس برائی کا تو ہمارے یہاں تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ یہ مسئلہ جتنا اہم ہے اتنی ہی اس معاملہ میں زیادہ غفلت پائی جاتی ہے۔ عوام کے علاوہ خواص میں، اور علماء میں بھی بہت زیادہ غفلت پائی جاتی ہے۔ قرآنِ کریم کے صریح حکم پر عمل بالکل نہیں ہو رہا ہے۔ گویا کہ یہ حکم قرآن میں نازل ہی نہیں ہوا۔ ان کے عمل اور حالات سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا پردہ کا حکم قرآن میں ہے ہی نہیں۔

میں چند خاندانوں کے واقعات بتاتا ہوں جو آپ سے زیادہ پارسا ہیں۔ آپ کی طرح ان کو بھی اپنی پارسائی پر بڑا ناز اور غرور رہا، اور اللہ کے احکام کو پسِ پشت ڈال دیا اور پردہ نہیں کیا تو انجام کیا ہوا؟ یہ کوئی گذشتہ زمانے کے قصے نہیں ہیں، یہ واقعات ابھی کے ہیں، اور کراچی کے ہیں۔ اگر ان کے خاندانوں کی بے عزتی کا خطرہ نہ ہوتا تو ان کے نام اور پتے بھی بتادیتا تاکہ آپ خود جاکر دیکھ لیں اور پوچھ لیں کہ ان کے ساتھ کیا ہوا؟ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے پردہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو توڑ کر اپنے خاندان کو خود ہی بے عزت و ذلیل کیا ہے۔ اب قصے سنئے۔ خدا کرے کہ بات دلوں میں اتر جائے۔

پہلا واقعہ

ایک حاجی صاحب تھے۔ بہت نیک، بہت ہی پارسا، لوگوں کو ان سے اتنی عقیدت اور اتنا اعتماد تھا کہ لاکھوں کی امانتیں ان کے پاس رکھی ہوئی تھیں۔ ایک بار ان کے کچھ عزیز میرے پاس آئے اور انہوں نے یہ قصہ سنایا کہ اس کے اپنی سالی سے ناجائز تعلقات ہو گئے، بیوی کے ہوتے ہوئے۔ اسی گھر میں بیوی موجود، سسرال کے سب لوگ موجود، اور سالی سے ناجائز تعلق ہو گیا۔ اور کیا کیا؟ چپکے سے پاسپورٹ بنوایا اور کسی ملک کا ویزا لگوایا، پھر ڈاڑھی منڈوائی، کوٹ پتلون پہنا اور کسی غیر ملک بھاگ گئے۔ اور لوگوں کی امانتیں بھی سب کی سب اُڑا لے گئے، مگر ان کی صورت اور دینی حالات ایسے کہ کسی کو دور تک وہم بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ شخص برا ہو سکتا ہے۔ مگر کیا ہوا؟ اب آپ اندازہ لگائیں کہ لوگوں کو یہ خیال ہوتا ہے کہ ہمارے یہاں تو ایسی بدکاری کا کوئی امکان ہی نہیں۔ میرا گھرانہ اور ماحول تو بڑا ہی پاک وصاف ہے۔ اب اس خوش فہمی اور خام خیالی کا کیا علاج؟

دوسرا واقعہ

یہ واقعہ بھی کراچی ہی کا ہے۔ ایک صاحب جو ماشاء اللہ بہت دیندار تھے۔ اور دینی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ انہیں حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل تھی۔ اس کے باوجود اس وجہ سے کہ ان کے یہاں سالی سے پردہ کا رواج نہ تھا، ان کا اپنی سالی سے خفیہ تعلق ہو گیا۔ کئی سالوں تک یہ تعلق رہا وہ مانعِ حمل (حمل نہ ہونے والی گولیاں) استعمال کرتی رہی، یہاں تک کہ اس کی شادی ہو گئی اور وہ اپنے شوہر کے پاس چلی گئی۔

تیسرا واقعہ

ایک صاحب نماز روزے کے پابند، ان کی اہلیہ بھی شریف گھرانے کی چشم وچراغ، انہوں نے پردے کا اہتمام نہیں کیا۔ دوست احباب کے یہاں ان کا جانا اور دوستوں کا ان کے یہاں آنا

جانا رہتا تھا۔ اسی دوران ان کے ایک دوست سے ان کی بیوی کی آنکھ لڑ گئی۔ آہستہ آہستہ تعلق بڑھتا گیا، چونکہ دن میں شوہر تو اپنے کام پر چلا جاتا، بچے اسکول چلے جاتے، اور بیوی صاحبہ اپنے شوہر کے دوست کے ساتھ اپنے ہی گھر میں خلوت (تنہائی) کے مزے لوٹتی رہی۔ کچھ عرصے کے بعد شوہر کو بھی پتہ چل گیا، اصلاح کی کوشش کی، جب ناکامی ہوئی تو مجبوراً بیوی کو طلاق دے دی۔[1]

چوتھا واقعہ

نظر بازی کے فتنہ نے بڑے بڑوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا

اسی طرح اپنے وقت کے ایک بڑے جلیل القدر عالم اور ولی اللہ شیخ ابو عبد اللہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے زمانہ میں علم و عمل کے آفتاب و ماہتاب تھے، اور جن کے ہزار ہا ہزار مریدین تھے، خود ان کے مریدین میں اپنے وقت کے بڑے بڑے مشائخ اولیاء اللہ شامل تھے، مگر جس وقت اپنے مریدین کے ہمراہ ایک سفر میں ایک کنوئیں پر رکے اور ان کی نظر ایک عیسائی پادری کی حسین و جمیل لڑکی پر پڑی تو اس وقت وہ اس کے عشق میں ایسے گرفتار ہوئے کہ نہ آگے جاسکے اور نہ پیچھے لوٹ سکے اور معاملہ کہاں سے کہاں تک پہنچ گیا، اگرچہ الحمد للہ ایک مدت کے بعد اللہ کے فضل سے اس امتحان سے کامیابی سے نکل گئے۔ مکمل قصہ پڑھئے اور نظر کی خطرناکی کا اندازہ لگائیے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب "ام الامراض" میں فرماتے ہیں:-

شیخ ابو عبد اللہ مشہور شیخ المشائخ اندلس کے اکابر اولیاء اللہ میں ہیں۔ ہزاروں خانقاہیں ان کے دم سے آباد، ہزاروں مدارس ان کے فیوض سے جاری، ہزاروں شاگرد، ہزاروں، مریدین۔ آپ کے مریدین کی تعداد بارہ ہزار تک بتائی جاتی ہے۔ ایک دفعہ سفر کے ارادہ سے تشریف لے گئے، ہزاروں مشائخ و علماء ہمرکاب ہیں جن میں حضرت جنید بغدادی اور حضرت شبلی رحمہما اللہ علیہما بھی شامل ہیں۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ہمارا قافلہ نہایت ہی خیرات و برکات کے ساتھ چل رہا

---

[1] شرعی پردے کی حقیقت، ایک تحقیقی و تفصیلی جائزہ: ۲۰-۲۲، از مولانا مفتی عبد الرحمٰن صاحب، مکتبۃ البخاری، کراچی۔

تھا کہ عیسائیوں کی ایک بستی پر گزر ہوا، نماز کا وقت تنگ ہو رہا تھا، بستی میں پانی نہ ملا، بستی سے باہر ایک کنویں پر چند لڑکیاں پانی بھر رہی تھیں، حضرت شیخ کی نگاہ ایک لڑکی پر پڑی، حضرت کی نگاہ اس پر پڑتے ہی تغیر ہونے لگا۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ اس کی گفتگو کے بعد سر جھکا کر بیٹھ گئے، تین دن کامل گزر گئے، نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، نہ کسی سے بات کرتے ہیں۔ سب خدام پریشان حال تھے۔ تیسرے دن میں نے جرأت کر کے عرض کیا، یا شیخ! آپ کے ہزاروں مریدین آپ کی اس حالت سے پریشان ہیں۔ شیخ نے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا میرے عزیزو! میں اپنی حالت تم سے کب تک چھپاؤں، پرسوں میں نے جس لڑکی کو دیکھا ہے اس کی محبت مجھ پر اتنی غالب آچکی ہے کہ تمام اعضاء و جوارح پر اسی کا تسلط ہے۔ اب کسی طرح ممکن نہیں کہ اس سرزمین کو میں چھوڑ دوں۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ اے میرے سردار! آپ اہلِ عراق کے پیر و مرشد، علم وفضل، زہد و عبادت میں شہرۂ آفاق ہیں۔ آپ کے مریدین کی تعداد بارہ ہزار سے متجاوز ہو چکی ہے۔ بطفیلِ قرآنِ عزیز ہمیں اور ان سب کو رسوانہ کیجئے۔

شیخ نے فرمایا میرے عزیز! میرا تمہارا نصیب، تقدیرِ خداوندی نافذ ہو چکی ہے، مجھ سے ولایت کا لباس سلب کر لیا گیا ہے، اور ہدایت کی علامات اٹھالی گئی ہیں۔ یہ کہہ کر رونا شروع کیا اور کہا: اے میری قوم! قضاو قدر نافذ ہو چکی ہے، اب کام میرے بس کا نہیں۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں اس عجیب واقعے پر سخت تعجب ہوا اور حسرت سے رونا شروع کیا، شیخ بھی ہمارے ساتھ رو رہے تھے، یہاں تک کہ زمین آنسوؤں سے امنڈ آنے والے سیلاب سے تر ہو گئی، اس کے بعد ہم مجبور ہو کر اپنے وطن بغداد کی طرف لوٹے۔ جب ہم نے واپس آکر یہ واقعات سنائے تو شیخ کے مریدین میں کہرام مچ گیا، چند آدمی تو اُسی وقت غم و حسرت میں عالمِ آخرت کو سدھار گئے اور باقی لوگ گڑگڑا کر خدائے بے نیاز کی بارگاہ میں دعا کرنے لگے کہ اے مقلب القلوب! شیخ کو ہدایت کر، اور پھر اپنے مرتبہ پر لوٹا دے۔ اس کے بعد تمام خانقاہیں بند

ہو گئیں اور ہم ایک سال تک اسی حسرت و افسوس میں شیخ کے فراق میں روتے رہے۔ ایک سال کے بعد جب مریدوں نے ارادہ کیا کہ چل کر شیخ کی خبر لیں کہ کس حال میں ہیں؟ تو ہماری ایک جماعت نے سفر کیا۔ اس گاؤں میں پہنچ کر لوگوں سے شیخ کا حال دریافت کیا تو گاؤں والوں نے بتایا کہ وہ جنگل میں سور چرا رہا ہے۔

ہم نے کہا خدا کی پناہ! یہ کیا ہوا؟ گاؤں والوں نے بتایا کہ اس نے سردار کی لڑکی سے منگنی کی تھی، اس کے باپ نے اس شرط پر منظور کرلیا، وہ جنگل میں سور چرانے کی خدمت پر مامور ہے۔ ہم یہ سن کر ششدر رہ گئے اور غم سے کلیجے پھٹنے لگے، آنکھوں سے بے ساختہ آنسوؤں کا طوفان امنڈنے لگا۔ بمشکل دل تھام کر اس جنگل میں پہنچے جس میں وہ سور چرا رہے تھے۔ دیکھا تو شیخ کے سر پر نصاریٰ کی ٹوپی اور کمر میں زنار بندھا ہوا ہے اور اس عصا پر ٹیک لگائے ہوئے خنزیروں کے سامنے کھڑے ہیں جس سے وعظ اور خطبہ کے وقت سہارا لیا کرتے تھے جس نے ہمارے زخموں پر نمک پاشی کا کام کیا۔ شیخ نے ہمیں اپنی طرف آتا دیکھ کر سر جھکا لیا۔ ہم نے قریب پہنچ کر السلام علیکم کہا، شیخ نے کسی قدر دبی آواز میں وعلیکم السلام کہا۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ اے شیخ! اس علم و فضل اور حدیث و تفسیر کے ہوتے ہوئے آج تمہارا کیا حال ہے؟ شیخ نے فرمایا میرے بھائیو! میں اپنے اختیار میں نہیں، میرے مولیٰ نے مجھے جیسا چاہا ویسا کر دیا۔ اور اس قدر مقرب بنانے کے بعد جب چاہا کہ مجھے اپنے دروازے سے دور پھینک دے تو پھر اس کی قضاء کو کون ٹالنے والا ہے؟ اے عزیزو! خدائے بے نیاز کے قہر و غضب سے ڈرو۔ اپنے علم و فضل پر مغرور نہ ہو۔

اس کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا کہ اے میرے مولیٰ! میرا گمان تو تیرے بارے میں ایسا نہ تھا کہ تو مجھ کو ذلیل و خوار کر کے اپنے دروازہ سے نکال دے گا۔ یہ کہہ کر خدا تعالیٰ سے استغاثہ کرنا اور رونا شروع کر دیا اور فرمایا اے شبلی! اپنے غیر کو دیکھ کر عبرت حاصل کر۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے روتے ہوئے عرض کیا اے ہمارے پروردگار! ہم تجھی سے مدد طلب کرتے ہیں، اور تجھی سے استغاثہ کرتے ہیں، اور ہر کام میں ہم کو تیرا ہی بھروسہ ہے، ہم سے یہ مصیبت دور کر دے کہ تیرے سوا کوئی دفع کرنے والا نہیں۔

خنزیر ان کا رونا اور ان کی دردناک آواز سنتے ہی ان کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے بھی رونا اور چلانا شروع کر دیا۔ ادھر شیخ بھی زار زار رو رہے تھے۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ شیخ! آپ حافظ قرآن تھے اور قرآن کو ساتوں قراءتوں سے پڑھا کرتے تھے، اب بھی کوئی اس کی آیت یاد ہے؟ شیخ نے کہا اے عزیز! مجھے قرآن میں دو آیت کے سوا کچھ یاد نہیں رہا، ایک تو یہ ہے کہ «وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ». {الحج:۱۸} یعنی جس کو اللہ ذلیل کرتا ہے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں، بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اور دوسری یہ ہے کہ «وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ». {البقرۃ:۱۰۸} یعنی جس نے ایمان کے بدلے کفر اختیار کیا تحقیق وہ سیدھے راستے سے گمراہ ہو گیا۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا اے شیخ! آپ کو تیس ہزار حدیثیں مع اسناد کے زبانی یاد تھیں، اب ان میں سے بھی کوئی یاد ہے؟ شیخ نے کہا صرف ایک حدیث یاد ہے یعنی "مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ" جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اس کو قتل کر ڈالو۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ حال دیکھ کر شیخ کو وہیں چھوڑ کر بغداد کا قصد کیا۔ ابھی تین منزل طے کرنے پائے تھے کہ تیسرے روز اچانک شیخ کو اپنے آگے دیکھا کہ ایک نہر سے غسل کر کے نکل رہے ہیں اور بآواز بلند شہادتین اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتے جاتے ہیں۔ اس وقت ہماری مسرت کا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے جس کو اس سے پہلے ہماری مصیبت کا اندازہ ہو۔

بعد میں شیخ سے ہم نے پوچھا کہ کیا آپ کے اس ابتلاء کا کوئی سبب تھا؟ تو شیخ نے فرمایا

ہاں، جب ہم گاؤں میں اترے اور بت خانوں اور گرجا گھروں پر ہمارا گزر ہوا، آتش پرستوں اور صلیب پرستوں کو غیر اللہ کی عبادت میں مشغول دیکھ کر میرے دل میں تکبر اور بڑائی پیدا ہوئی کہ ہم مؤمن موحّد ہیں اور یہ کمبخت کیسے جاہل واحمق ہیں کہ بے حس اور بے شعور چیزوں کی پرستش کرتے ہیں، مجھے اسی وقت ایک غیبی آواز دی گئی کہ یہ ایمان وتوحید کچھ تمہارا ذاتی کمال نہیں ہے، بلکہ یہ سب کچھ ہماری توفیق سے ہے، کیا تم اپنے ایمان کو اپنے اختیار میں سمجھتے ہو؟ اور اگر تم چاہو تو ہم تمہیں ابھی بتلادیں، اور مجھے اسی وقت یہ احساس ہوا کہ گویا ایک پرندہ میرے قلب سے نکل کر اڑ گیا جو درحقیقت ایمان تھا۔ فقط[1]

قارئین کرام! اس طویل قصہ سے میرا مقصود قصہ کے صرف اس پہلو کو پیش کرنا ہے کہ "عورتوں پر نظر ڈالنے کا فتنہ اور ان سے اختلاط کی خطرناکی میرے اور آپ کے تصور سے باہر ہے"، جس نے وقت کے شیخ المشائخ کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اور بلاشبہ زبانِ نبوت کے معجزانہ کلمات نے نظر کو "شیطان کا زہریلا تیر" کہہ کر اس کی بالکل واقعی سچی حقیقت کھول کر رکھ دی۔

❋❋❋

---

[1] ام الامراض: ص ۲۵-۲۹، از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ، مکتبۃ الشیخ، بہادر آباد، کراچی۔

تبلیغی واصلاحی پروگراموں میں عورت کا گھر سے باہر نکلنا

بندہ ناچیز ابھی اس کتاب کو لکھ ہی رہا تھا کہ اپنی بعض خاص خاندانی مستورات کی طرف سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ اگر گھر کی مستورات کو تمام دینی ضروری معلومات ہوں، یعنی کہ وہ خود عالمہ اور پڑھی لکھی ہوں تو کیا پھر بھی ان کے لئے مشائخ اور بزرگوں اور بڑی معلمات اور آپاؤں کے بیانات سننے کے لیے باپردہ انداز میں مسافتِ سفر سے کم کی مقدار چل کر یا گاڑی میں سوار ہو کر اپنے ہی شہر یا گاؤں میں یا آس پاس کے شہروں میں جانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:-

اس موقع پر بندہ نے مختلف فتاوی کی کتابیں دیکھیں ان سب کا خلاصہ فتاوی محمودیہ جلد ۴ میں موجود ہے۔

(الف) عورت کے لئے اگر اپنے ہی گھر میں ان کے شوہر باپ بھائی وغیرہ دین سیکھنے کا انتظام کر دیں تو پھر کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۴ صفحہ ۲۶۷)

(ب) دین سیکھنا اور سکھانا حسب حیثیت سب کے ذمہ ضروری ہے۔ گھر کے آدمی باپ دادا نانا چچا ماموں بھائی اگر مستورات کو دین سکھایا کریں تو یہ ضرورت پوری ہو جائے۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۴ صفحہ ۲۶۸)

(ج) بالکل اوپر کے سوال کی طرح ایک سوال کے جواب میں حضرت مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

دین چند مسائل میں محدود نہیں ہے۔ اجتماعات میں شرکت سے دینی جذبہ قوی ہوتا ہے، گھر کے ماحول کو درست کرنے کی بھی فکر پیدا ہوتی ہے، علم میں بھی اضافہ ہوتا ہے، ایمان میں پختگی آتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ زندگی کو سن کر قلب میں اصلاح کا ولولہ پیدا ہوتا ہے۔

ان فوائد کے پیش نظر پورے پردہ کے ساتھ جانا ہو اور کوئی فتنہ نہ ہو تو بلا مجبوری کے ان کو شرکت سے روکنا نہیں چاہئے۔ شوہر یا کوئی محرم اپنے ساتھ لے جائے، وہاں خود بھی منتفع ہو اور ان کو بھی محروم نہ رکھے۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۴ صفحہ ۲۷۰ - ۲۷۱).

خلاصہ:-

عورت کا اصل مستقر گھر ہی ہے۔ دین سیکھنے سکھانے کا اپنا نظام جہاں تک ہو سکے گھر ہی میں رکھے، مگر دینی جذبہ پیدا کرنے اور اصلاح اخلاق وغیرہ کی خاطر اہم دینی پروگراموں میں پورے پردے اور فتنے سے حفاظت کا انتظام ہو تو جانے میں کوئی حرج نہیں۔

تتمۂ کتاب

اس بے حیائی وعریانی کے سیلاب سے ہم کیسے بچیں؟

ایک اہم سوال اور اس کا تفصیلی جواب

سوال:- اس پورے رسالہ کو پڑھنے کے بعد دل میں اتنا تو احساس ہو گیا ہے کہ عورتوں کا خواہ مخواہ بلا ضرورت باپردہ یا بے پردہ گھروں سے باہر نکلی پھرنا بھی اس دور کے بڑے نازک اور نہایت خطرناک مسائل میں سے ہے، یعنی آجکل جو عورتیں نکلی پھر رہی ہیں اسلام اس کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کرتا ہے۔ اور اللہ کے دین میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

مگر جس قدر تیزی اور شدت سے یہ سیلاب امتِ مسلمہ کے نوجوان مردوں اور عورتوں کو اپنی زد میں لے رہا ہے اور دن بدن اچھے خاصے شریف گھرانوں کی خواتین گھروں سے باہر بازاروں اور تفریح گاہوں میں نکلی چلی جا رہی ہیں آج سے کچھ سالوں پہلے تک اس کا تصور بھی نہیں تھا۔ اس لیے بنیادی سوال یہ ہے کہ ہمیں اتنے خطرناک فتنے کی روک تھام کے لئے کیا کچھ کرنا چاہئے؟ اور کیسے اس پر قابو پایا جائے؟ اور امت کی جو شہزادیاں گھروں سے باہر نکل کر تباہی و بربادی کے کناروں پر پہنچ چکی ہیں ان کو ان میں گرنے سے بچانے اور جو ابھی تک گھروں میں باقی ہیں ان کو وہیں تک روکنے کی خاطر کیا کچھ کرنے کی ضرورت ہے؟ تاکہ جس حد تک ممکن ہو، اس بے حیائی وعریانی اور ننگے پن کی وجہ سے لگی ہوئی آگ کو بجھایا جا سکے۔

یہ ہیں وہ بنیادی سوالات جن کا جواب اگر اس کتاب میں ذکر نہ کیا جائے تو میرے خیال میں یہ کتاب ناقص رہے گی اور ایسا ہی ہو گا کہ کوئی ڈاکٹر لوگوں کو کسی بیماری کی خرابیوں سے مطلع کر دے اور ان سے بچنے اور محفوظ رہنے کے لئے کوئی نسخہ تجویز نہ کرے۔

الجواب:-

میرے مسلمان بھائیو اور بہنو! بے شک اس خطرناک فتنے سے حفاظت کے متعلق سوال بہت اہم اور ضروری ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا جواب معلوم کرنا بہت ہی نافع اور مفید بھی ہے۔

اس میں کسی مسلمان کو کوئی شک نہیں ہے کہ دینِ اسلام قیامت تک کے لئے ہے اور اگرچہ قربِ قیامت میں پورے دین پر چلنا بہت مشکل ہوجائے گا، جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جب پورے دین پر عمل کرنا اتنا ہی مشکل ہوگا جتنا کہ آگ کی چنگاری ہاتھ میں لینا مشکل ہوتا ہے۔

لیکن پھر بھی ایسا نہ ہوگا کہ پورے دین پر چلنا ناممکن ہوجائے، اور تکلیف مالا یطاق کا مصداق بن جائے کہ بالکل مؤمن کی قدرت اور بس میں نہ رہے، ہاں مگر اُس وقت مجاہدہ زیادہ ہوگا اور اسی کے مطابق اُس زمانے میں دین پر جمنے والوں کے لئے اجر و ثواب بھی زیادہ ہوگا، جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے:-

عَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ وَرَاءَكُمْ أَيَّامَ الصَّبْرِ، اَلْمُتَمَسِّكُ فِيهِنَّ يَوْمَئِذٍ بِمِثْلِ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ لَهُ كَأَجْرِ خَمْسِينَ مِنْكُمْ»، قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، أَوَمِنْهُمْ؟ قَالَ: «لَا، بَلْ مِنْكُمْ»، قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، أَوَمِنْهُمْ؟ قَالَ: «لَا، بَلْ مِنْكُمْ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، أَوْ أَرْبَعًا[1]

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ تمہارے بعد بہت مشکل زمانہ آنے والا ہے، جس میں تمہاری طرح اپنے دین پر مضبوطی سے جمنے والے کو تم میں سے پچاس آدمیوں کے برابر اجر و ثواب ملے گا۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ پچاس آدمی اُن میں سے ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں تم میں سے پچاس کے برابر۔ اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے تین یا چار مرتبہ یہی سوال دہرایا اور ہر بار آپ نے ایک ہی جواب دیا کہ ایسے زمانے میں پورے دین پر جمنے والے کے لئے پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم کے برابر ثواب ہوگا۔

---

[1] المعجم الأوسط للطبراني: ٢٧٢/٣، تحقيق: طارق بن عوض الله بن محمد، دار الحرمين، القاهرة.

یہی وجہ ہے کہ الحمد للہ اس گئے گزرے دور میں بھی ایسے اللہ کے بندوں اور بندیوں کی کمی نہیں ہے جو پورے طور پر زندگی کے ہر شعبہ میں اسلامی تعلیمات پر جمے اور ڈٹے ہوئے ہیں اور جس طرح کے بھی فتنے ہوں وہ توفیقِ خداوندی اور فضلِ الٰہی سے ان سے محفوظ رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد سے ایسی تدابیر اور طریقے منجانب اللہ انکو عطا ہوتے ہیں کہ وہ ہر قدم پر ہر حال میں دین کے حکم پر ثابت قدم رہ سکیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ اگر ہمارے قلوب میں شریعتِ خداوندی اور تعلیماتِ الٰہی کی عظمت اور قدر رہو، اور ہم دل سے پوری پختگی کے ساتھ یہ فیصلہ کرلیں کہ خواہ کچھ بھی ہو، مگر اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کو نہ توڑنا ہے اور نہ چھوڑنا ہے، تو پھر اس کے لئے راہیں کھول دی جاتی ہیں اور اسے عمل کرنے کی شکلیں دکھادی جاتی ہیں۔

چنانچہ اسمارٹ سیل فون کا فتنہ ہو، یا انٹرنیٹ اور ٹی وی، وی سی آر وغیرہ کے معاملات ہوں، ان سب سے انہوں نے اپنے کو محفوظ کر رکھا ہے۔ اور اس کی آسان اور سہل صورت یہ ہے کہ اولاً تو انسان اپنی ضروریات کا دائرہ محدود کرے اور پھر ان ضروریات کو پورا کرنے کا ایسا طریقہ وضع کرے کہ جو تمام گناہوں اور نافرمانیوں سے خالی ہو، اور جہاں شریعت کا حکم چھوٹتا یا ٹوٹتا نظر آتا ہو، بس وہیں پر فوراً بریک لگادے اور رک جائے، تو ضرور اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی اور منجانب اللہ کسی بھی جائز صورت سے وہ ضرورت پوری کردی جائے گی۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ:-

- مضبوط و مستحکم فیصلہ ہو۔
- استعمالِ ہمت اور اللہ تعالیٰ سے طلبِ مدد میں کوتاہی نہ ہو۔
- اور دین و شریعت کے حکم کی عظمت سے دل سرشار ہو۔
- اور ذاتِ خداوندی پر پورا بھروسہ اور اس کے وعدوں پر پورا یقین ہو۔

اس لئے خاص طور پر اس کے متعلق چند اہم باتیں پیش کی جاتی ہیں، جن پر عمل کی برکت سے انشاء اللہ تمام فتنوں سے حفاظت رہے گی۔

اُمورِ عشرہ

برائے حفاظت از فتنِ منتشرہ

امورِ عشرہ برائے حفاظت از فتنِ منتشرہ

① سب سے پہلے بندۂ ناچیز اتنا عرض کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل سے پختہ عزم کے ساتھ اپنی ماضی کی زندگی کی تمام بے راہ رویوں سے توبہ کی جائے، بالخصوص آج تک جتنی بے پردگیاں اور بے حیائیاں ہوئی ہیں ان پر دل میں پوری ندامت ہو اور آئندہ کے لئے ان کے قریب بھی نہ جانے کا عزم ہو۔

② آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خوب لجاجت اور آہ وزاری کے ساتھ فریاد کی جائے اور اپنے ضعف و کمزوری کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کر کے یہ درخواست کی جائے کہ اے اللہ! میں اپنی قوت وہمت سے کچھ نہیں کر سکتا ہوں، میں تو ہر لحاظ سے کمزور ہی کمزور ہوں اور آپ ہر لحاظ سے قوی ہی قوی ہیں۔ میں نہ تو اپنی قوت وہمت سے کوئی طاعت وعبادت انجام دے سکتا ہوں اور نہ ہی کسی گناہ سے بچ سکتا ہوں۔ بس آپ ہی اس سلسلہ میں میری مدد فرمایئے، میں آپ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں، اور آپ ہی میری تمام امیدوں اور تمناؤں کا ملجا و ماویٰ اور تمام چاہتوں اور آرزوؤں کا مرکز ہیں۔ آپ ہی ان گناہوں سے بچنے میں میری خصوصی مدد فرمایئے۔

③ وقتاً فوقتاً پوری قوتِ یقین اور مکمل بھروسہ اور اعتماد کے ساتھ صلوۃ الحاجت پڑھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کیا کرے، اور پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گناہوں سے حفاظت کا سوال کرے۔ اور تقویٰ پر جمنے کی بھیک مانگے۔

④ ایک اہم بات یہ ہے کہ ظاہری طور پر گناہوں میں مبتلا ہونے کے جتنے اسباب ہیں ان سے مکمل دوری اختیار کی جائے، یعنی بالفاظ دیگر یہ کہہ لیجئے کہ گناہوں سے حفاظت کی خاطر ہمیں گناہوں کے اسباب سے بھی دوری اختیار کرنی چاہئے، جس طرح کہ دنیوی معاملات میں ہماری یہی صورتحال ہے کہ اگر ہمیں یہ اندیشہ ہو کہ سامنے جو جھاڑیاں اور درخت ہیں ان میں بسا اوقات

سانپ نکل آتے ہیں، تو ہمارا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ ان جھاڑیوں کے قریب سے بھی نہیں گذرتے ہیں کہ کہیں ان کے اندر سے سانپ نکل کر ہمیں ڈس نہ لے۔

یا مثال کے طور پر یہ اندیشہ ہو کہ شاید فلاں راستہ میں ہمارا دشمن چھپا ہوا بیٹھا ہو اور اچانک ہم پر حملہ آور ہو جائے، تو ہم ہرگز وہاں سے نہیں گذرتے ہیں، بلکہ ایسی صورت میں ہم اس راستہ ہی کو چھوڑ دیتے ہیں۔

بس اسی طرح ہمیں گناہوں سے بچنے کے معاملے میں بھی بڑا محتاط ہونا چاہئے کہ مثلاً انٹرنیٹ اور اسمارٹ فون سے اس لئے دور رہوں کہ کہیں خدانخواستہ اس کے اندر چھپا ہوا بے حیائی و بدنگاہی اور عریانیت و ننگے پن کا نہایت خطرناک زہریلا سانپ ہمیں نہ ڈس لے۔ لہٰذا جتنا اپنے اختیار میں ہے اس میں بالکل کوتاہی نہ کرے۔

⑤۔ اللہ کے نیک بندوں کی صحبت میں حاضر ہوا کرے، اور ان سے بھی اپنے اس مقصد کے لئے دعاؤں کی درخواست کرے کہ مجھے اپنی زندگی کو پورے طور پر قرآن و سنت کا پابند بنانا ہے، اور گناہوں کی قبیح اور بری خصلت کو چھوڑنا ہے، اس کے لئے بزرگوں سے دعا کرایا کرے، کیونکہ اللہ والوں کی دعاؤں کی برکت سے بڑے بڑے مسئلے چٹکیوں میں حل ہو جایا کرتے ہیں۔

⑥ جن چیزوں کو آج ہم نے ضروری قرار دے رکھا ہے، اور ان فرضی ضرورتوں کی بنیاد پر ہماری خواتین گھروں سے باہر نکلی پھر رہی ہیں، ان کا از سر نو شریعت کی روشنی میں جائزہ لیں، اور اپنے یہاں کے کسی مقامی معتبر مفتی صاحب سے اپنے حالات و ضروریات کی پوری تفصیل بتا کر شریعت کا حکم معلوم کریں کہ کیا ان ضرورتوں کو شریعت اس درجہ کی ضرورت مانتی ہے جن کی وجہ سے عورت باہر نکل سکتی ہے؟

⑦۔ اور مقامی علماء کرام سے اگلی بات یہ بھی دریافت کرلیں کہ عورت کے لئے گھر سے

باہر نکلنے کی شرائط وحدود و قیود کیا ہیں؟ اور پھر جب ان کی رعایت کر کے نکلیں گے تو انشاء اللہ دین بھی محفوظ رہے گا اور ہماری ضرورتیں بھی پوری ہو جائیں گی۔ یہی دینِ اسلام کی اعتدال والی شان ہے، مگر اس کا فیصلہ خود نہ کریں، ورنہ اس میں نفس کی خواہشات کی آمیزش ہو گی، جیسا کہ آج کل عموماً ایسا ہی ہو رہا ہے۔

⑧۔ زندگی کا یہ اصول بنالیں کہ خواہ کچھ بھی ہو جائے مگر اپنے خالق و مالک کا کوئی حکم نہ توڑنا ہے اور نہ چھوڑنا ہے، تو پھر آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیسے خود بخود تمام ضرورتیں اور مشکلیں حل ہوتی نظر آرہی ہوں گی، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام مسدود راستے کھلتے دکھائی دے رہے ہوں گے۔

⑨۔ ہمیشہ اہل حق علماء اور نیک اہل تقوی حضرات کے بیانات اور انکی کتابیں اور رسالے مطالعہ میں رکھے، اور اپنے بزرگوں اور بڑوں سے دریافت کئے بغیر کسی بھی شخص کی کتاب کو لے کر پڑھنا شروع نہ کر دے۔ آج کا زمانہ لٹریچر کا زمانہ ہے۔ ذہنوں کے بننے اور بگڑنے دونوں میں اس کا بہت بڑا دخل ہے، اس لئے اپنے یہاں کے مقامی و معتمد اللہ والوں سے مشورہ کر کے اچھی دینی و اصلاحی کتابوں اور مفید و نافع رسائل کا مطالعہ کرنے کی عادت بنالے۔

⑩۔ مذکورہ بالا ساری تدبیروں اور علاجوں میں سب سے زیادہ موثر و مفید اور نہایت مجرب علاج صحبتِ اہل اللہ ہے، کہ بڑے بڑے بدکردار اور بری عادتوں کے خوگر اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے کیسے کیسے اونچے مقاماتِ ولایت پر پہنچ گئے۔ اور امت کے تمام اولیاء اللہ کا متفقہ فیصلہ اور برسوں کے تجربات کا نچوڑ یہ ہے کہ بڑی جلدی اور نہایت آسانی سے زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے والی چیز اگر کوئی ہے تو وہ "صحبتِ صالحین" ہے۔

بس اتنی بات ہے کہ خواتین کے لئے اصلاحی مکاتبت اور اپنے شیخ و مرشد کے ملفوظات

ومواعظ کا پڑھنا اور سننا اور زندگی کے ہر موڑ پر ان کے مشوروں کے ساتھ چلنا ہی صحبتِ شیخ کے قائم مقام ہے۔

آج کے پرفتن دور میں بھی سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں ایسے لوگ موجود ہیں جو گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہونے کے باوجود بزرگانِ دین اولیاء اللہ کی نصیحتوں اور مشوروں پر عمل کی برکت سے بڑی آسانی کے ساتھ وہاں سے نکل آئے۔ بقول ہمارے حضرت دادا پیر یعنی شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے، کہ "حکیم اختر! کسی اللہ والے کی صحبت ومعیت نصیب ہوجائے تو پھر دین پر چلنا نہ صرف یہ کہ آسان بلکہ مزے دار ہوجاتا ہے"۔

اس لئے دین کے ہر شعبہ میں صحیح طور پر شریعت وسنت پر عمل کے لئے صحبتِ اہل اللہ ہر فردِ مسلم مرد وعورت کے لیے نسخۂ کیمیا ہے۔

اخیر میں بارگاہِ خداوندی میں یہ التجا ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے خصوصی فضل وکرم سے اس رسالہ کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور امت مسلمہ کی ماؤں اور بہنوں اور اسلام کی شہزادیوں اور ان کے سرپرستوں کے لئے مشعلِ راہ بنادے، اور امت کا جو طبقہ نظریاتی یا عملی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقتوں اور محبتوں اور ہماری خیرخواہیوں اور مصلحتوں سے بھری ہوئی تعلیمات وہدایات سے دور ہوچکا ہے، خدا کرے کہ یہ کتاب ان کو راہِ راست پر لانے کے لیے مفید ونافع ہو۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَھُوَ الْمُعِیْنُ.

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ

❁❁❁

اصلاحِ نفس اور تزکیۂ باطن کے لئے چند اہم اور مفید کتابیں

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ:۔

۱. بہشتی زیور مکمل (خاص طور پر ساتواں حصہ)
۲. تحفۃ العلماء (مکمل دو جلدیں)
۳. حیات المسلمین
۴. جزاء الاعمال
۵. قصد السبیل
۶. تربیت السالک (مکمل تین جلدیں)
۷. اشرف السوانح (مکمل چار جلدیں)
۸. آداب المعاشرت
۹. مواعظ و ملفوظات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ:۔

۱۰. روح کی بیماریاں اور ان کا علاج
۱۱. حسن پرستی اور عشق مجازی کی تباہ کاریاں اور ان کا علاج
۱۲. آفتاب نسبت مع اللہ
۱۳. صحبت اہل اللہ کی اہمیت اور اس کے فوائد
۱۴. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دنیا کی حقیقت
۱۵. مواعظ درد محبت (مکمل دس جلدیں)
۱۶. تربیتِ عاشقانِ خدا (مکمل تین جلدیں)

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ:۔

۱۷. فضائلِ اعمال (مکمل دو جلدیں)
۱۸. آپ بیتی
۱۹. اسلامی سیاست ☆ اَلْاِعْتِدَالُ فِیْ مَرَاتِبِ الرِّجَالِ ☆

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ:۔

۲۰. تبلیغ دین۔ علاوہ باب الطعام

حضرت مولانا ادریس کاندھلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:۔

۲۱. سیرت المصطفیٰ (مکمل تین جلدیں)

مؤلف کی چند دیگر کتابیں:۔

۲۲. بس آپ اتنا کر کے تو دیکھئے!
۲۳. ہم اپنے شب و روز کیسے گزاریں؟
۲۴. پھر شفاء کیوں نہ ملے گی؟
۲۵. حرام تو کھایا مگر کیا کھویا اور کیا پایا؟
۲۶. اگر ہم نے سودی لین دین نہ چھوڑا تو؟
۲۷. ہم بہنوں اور یتیموں کو میراث کیوں نہیں دیتے؟
۲۸. عرفانِ محبت، شرح فیضانِ محبت (مکمل تین جلدیں)
۲۹. تُحْفَةُ الْمُخْلِصِیْن وَتَنْبِیْهُ الْمُرَائِیْن
۳۰. تُحْفَةُ السَّالِکِیْن

خریداری سے متعلق خواتین کو
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی
ایک اہم نصیحت [1]

خواتین خریداری کیسے کریں؟ اس موضوع پر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خط اپنے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم کو لکھا تھا جب حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ امریکہ اور کینیڈا کے سفر پر تھے۔

مکرمی عزیزم مولانا مظہر سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جمعہ کے دن اور پیر کے دن اس خط کو آپ سنایئے۔

"ایک مسئلہ کی طرف خواتین کی بار بار توجہ کرایئے اور بار بار میری طرف سے سمجھایئے "قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا" اس آیت میں سب سے پہلے اپنے نفس کو اور گھر والوں کو جہنم سے بچانے کا حکم ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو، گھر سے خواتین نکلنے سے سخت احتیاط کریں۔ اگر کسی ضرورت سے جانا ہو تو اپنے محرم بیٹا یا باپ یا بھائی یا شوہر کے ساتھ ہو۔ اگر دکان پر کپڑا خریدنا ہو تو باپ یا بھائی یا شوہر یا بیٹا بھی ساتھ ہو اور گفتگو دکان کے مالک سے صرف محرم کرے اور عورت اپنے محرم کے پیچھے برقعہ کے ساتھ ہو اور وہ اپنی پسند کا اظہار یا قیمت کی بات چیت خود دکاندار سے نہ کرے بلکہ عورت اپنے محرم یعنی باپ یا شوہر یا بھائی سے کہے اور وہ وکیل بن کر مالک دکان سے بات کرے، اور ماضی کی بے اصولیوں اور خطاؤں اور کوتاہیوں سے توبہ اور استغفار کریں اور آئندہ کے لئے پکا ارادہ کریں کہ اس کے خلاف براہ راست غیر محرم دکانداروں سے بات چیت نہ کریں گے۔ میری اس گزارش پر عمل نہ کرنے سے عذاب کا اندیشہ ہے۔

اللہ تعالیٰ شانہ ہم سب کو اپنا خوف عطا فرمائیں اور اپنے عذاب سے بچائیں۔ آمین۔

از حکیم اختر
۲۳/ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ
بمطابق ۳۰/ستمبر ۱۹۹۴ء

[1] رشکِ اولیاء، حیاتِ اختر: ص ۵۵۸، از حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ادارہ تالیفاتِ اختریہ، کراچی۔

الحمد للہ ہم مرکز التوحید والاحسان کی جانب سے اپنے اکابر و مشائخ اور حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کی کتابیں چھپوا کر مفت تقسیم کرتے ہیں گو کہ یہ مفت چھپتی نہیں ہیں

ضروری اطلاع!

اگر آپ بھی ان میں سے کسی کتاب کی طباعت و تقسیم میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو

رابطہ کے لیے: 3541400 335 92+ ، 3227 202 63 27+